جلد ہشتم

حصہ اول

مشتمل بر کتب و رسایل مذہبی

تفسیر القرآن

جلد ششم

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل

سنہ ۱۳۲۵ نبوی

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھاپہ ہوئی

سنہ ۱۸۹۵ ع

سنہ ۱۳۱۳ ہجری

فہرست مضامین

جلد ششم تفسیر القرآن

سورۂ بنی إسرائیل

سورۂ بنی إسرائیل

سورۂ بني إسرائيل

سورۂ بني إسرائيل

تفسیرُ القرأن
وهو
الهُدیٰ والفرقان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡ

(سبحان الذي) معراج کے متعلق حدیثوں اور روایتوں میں جسقدر اختلاف ہی غالبا اور کسي امر میں اسقدر اختلاف نہوگا اُن اختلافات کا بیان کرنا اور اُن کي تنقیح کرنا سب سے مقدم امر ہی اور اسلیئے ہم ہر ایک امر کو معہ اُنکے اختلافات کے جدا جدا بیان کرتے ہیں *

زمانۂ معراج

بخاري میں شریک کي روایت سے ایک حدیث ہی جس کے یہہ الفاظ ہیں " قبل ان یوحي الیه " یعني اسراء آنحضرت کو وحي آنے یعني نبي ہونے سے پہلے ہوئي تهي مگر خود محدثین نے بیان کیا ہی کہ وہ الفاظ اسراء سے متعلق نہیں ہیں چنانچہ اُس حدیث کي اس بحث کو بهي بیان کرینگے اسوقت اُن اختلافات کو بیان کرتے ہیں جو اسراء یا معراج سے متعلق ہیں *

اس باب میں کہ معراج کب ہوئي مندرجہ ذیل مختلف اقوال ہیں *

۱ — هجرت سے ایک برس پہلے ربیع الاول کے مہینہ میں *

۲ — هجرت سے ایک برس پانچ مہینے پہلے شوال کے مہینہ میں = بعضوں نے کہا کہ رجب کے مہینہ میں *

۳ — هجرت سے اتهارہ مہینے پیشتر *

۴ — هجرت سے ایک برس تین مہینے پہلے ذي الحجہ میں *

۵ — هجرت سے تین برس پہلے *

۶ — نبوت سے پانچ برس بعد *

۷ — نبوت سے بارہ برس بعد بعضوں کے نزدیک قبل موت ابي طالب اور بعضوں کے نزدیک بعد موت ابي طالب *

۸ — نبوت سے تیرهویں برس ربیع الاول یا رجب میں *

۹ — هجرت سے سولہ مہینے قبل ذیقعدہ کے مہینہ میں اور بعضوں کے نزدیک ربیع الاول میں *

۱۰ — ستائیسویں تاریخ رجب کے مہینہ میں *

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ھی بڑا مہربان

پاک ھی وہ جو

---

۱۱ — رجب کے پہلے جمعہ کي رات کو *

۱۲ — ستائیسویں تاریخ رمضان کے مہینہ میں ھفتہ کي رات کو *

یہہ تمام اختلافات جو ھم نے بیان کیئے عیني شرح بخاري میں مندرج ھیں اور اُس کي عبارت بلفظہ ھم ذیل میں نقل کرتے ھیں —

عیني میں لکھا ھی کہ معراج کے وقت میں اختلاف ھی بعض کہتے ھیں نبوت سے پہلے ھوئي یہہ قول شاذ ھی لیکن اگر اُس کا واقع ھونا خواب میں خیال کیا جائے تو بے وجہہ نہیں ھی — بعض ھجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاول میں مانتے ھیں — یہہ قول اکثر لوگوں کا ھی یہاں تک کہ ابن حزم نے اس پر اجماع اُمت ھونا بیان کیا ھی — اور سدی کے نزدیک ھجرۃ سے ایک برس پانچ مہینے پہلے ھوئي اس قول کو طبري اور بیہقي نے بیان کیا ھی — اس قول کي بنا پر معراج ماہ شوال میں ھوئي — اور ابن عبدالبر نے ماہ رجب میں بیان کیا ھی — نووي بھي اسي کو مانتا ھی — اور بعض کا قول ھی کہ ھجرۃ سے اٹھارہ مہینے پہلے ھوئي — ابن البر نے اس قول کو بھي بیان کیا ھی — اور بعض کے نزدیک ھجرۃ سے ایک برس تین مہینے پہلے ھوئي — اسکي بنا پر ذي الحجہ کا مہینہ تھا ابن فارس اسي قول کو مانتا ھی — اور بعض کے نزدیک ھجرۃ سے تین برس پہلے ھوئي — اسکو ابن اثیر نے بیان کیا ھی اور قاضي عیاض نے زھري سے حکایت کي ھی کہ معراج نبوت سے

و اختلف في وقت المعراج فقيل انه كان قبل المبعث و هو شاذ الا اذا حمل على انه وقع في المنام فله وجه و قيل كان قبل الهجرة بسنة في ربيع الاول و هو قول الاكثرين حتى بالغ ابن حزم فنقل الاجماع على ذلك و قال السدي قبل الهجرة بسنة و خمسة اشهر و اخرجه من طريقه الطبري والبيهقي فعلى هذا كان في شوال و حكى ابن عبدالبر انه كان في رجب و جزم به النووي و قيل بثمانية عشر شهرا حكاه ابن البر ايضا و قيل كان قبل الهجرة بسنة و ثلاثة اشهر فعلى هذا يكون في ذي الحجة و به جزم ابن فارس و قيل كان قبل الهجرة بثلاث سنين حكاه ابن الاثير و حكي عياض عن الزهري انه كان بعد المبعث بخمس سنين وروي ابن ابي شيبة من حديث جابر و ابن عباس رضي الله تعالى عنهم قالا ولد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوم الاثنين و فيه بعث و فيه عرج به الى السماء و فيه مات —

(صفحہ ۸۰ عیني شرح بخاري جلد ۸)

أسرىٰ

پانچ برس بعد هوئي اور ابن ابي شيبه نے عباس اور جابر سے روايت كي هى كه وه دونوں كهتے تهے كه پيغمبر خدا پير كے دن پيدا هوئے — اور اسي دن نبوت ملي اور اسي دن معراج اور اسي دن وفات هوئي *

عيني ميں دوسرے مقام پر لكها هى كه معراج نبوت كے بارهويں سال هوئي — بيهقي نے موسى بن عقبه سے اور اس نے زهري سے روايت كي هى كه معراج مدينه جانے سے ايك برس پهلے هوئي — اور سدي كا قول هى كه هجرت سے سوله ماه پهلے — پس اس كے قول كے موافق ماه ذيقعده ميں اور زهري كے قول كے موافق ربيع الاول ميں هوئي — بعض كهتے هيں ستائيسويں رجب كو هوئي — حافظ عبدالغني بن سرور مقدسي نے اپني سيرت ميں اسي قول كو اختيار كيا هى اور بعض كا گمان هى ماه رجب كو جمعه كي اول شب ميں هوئي — پهر بعض كا قول هى كه ابو طالب كے مرنے سے پهلے هوئي اور ابن جوزي نے لكها هى كه ان كے مرنے كے بعد نبوت كے بارهويں سال هوئي — پهر كوئي كهتا هى كه نبوت كے تيرهويں سال رمضان كي سترہ تاريخ كو هفته كي رات كو هوئي — اور كوئي كهتا هى كه ربيع الاول ميں كوئي كهتا هى رجب ميں *

و كان اي الاسراء في السنة الثانية عشر من النبوة و في رواية البيهقي من طريق موسى بن عقبة عن الزهري انه اسرى به قبل خروجه الى المدينة بسنة و عن السدي قبل مهاجرته بستة عشر شهرا فعلى قوله يكون الاسراء في شهر ذيقعدة و على قول الزهري يكون في ربيع الاول و قيل كان الاسراء ليلة السابع والعشرين من رجب و قد اختاره الحافظ عبدالغني بن سرور المقدسي في سيرته و منهم من يزعم انه كان في اول ليلة جمعة من شهر رجب ثم قيل كان قبل موت ابي طالب و ذكر ابن الجوزي انه كان بعد موته في سنة اثنتى عشرة للنبوة ثم قيل كان في ليلة السبت لسبع عشرة ليلة خلت من رمضان في السنة الثالثة عشر للنبوة و قيل كان في ربيع الاول و قيل كان في رجب — (صفحه ۱۹۶ جلد ثاني عيني شرح بخاري) —

يهه روايتيں اسقدر مختلف هيں كه كوئي علانيه قرينه يا دليل بين أن ميں سے كسي روايت كو مرجح كرنے كي نهيں هى — قرآن مجيد سے اسبات پر يقين هوسكتا هى كه اسرا جس كا دوسرا نام معراج هى رات كو واقع هوئي اور احاديث مختلفه سے جو امر مشترك اور نيز قران مجيد سے بطور دلالت النص پايا جاتا هى وه اسقدر هى كه زمانه نبوت ميں معراج هوئي اور يهه بات كه كب هوئي بسبب اختلاف روايات و احاديث محقق ثابت

لے گیا

نهیں هوسکتا پس ان تمام اختلافات کا نتیجه یهه هوا که بعض علماء تعدد معراج اور اسراء کے قایل هوئے اور معراج اور اسراء کو دو جداگانه واقعے قرار دیئے چنانچه عیني شرح بخاري میں لکھا هی *

که معراج اور اسرا میں اختلاف هی که دونوں ایک رات میں هوئے یا دو راتوں میں اور دونوں جاگنے میں هوئیں یا خواب میں یا ایک خواب میں — اور ایک بیداري میں — بعض کا قول هی که اسراء دو مرتبه هوئي — ایک دفعه خواب میں روح کے ساتهه — اور ایک دفعه روح اور بدن کے ساتهه بیداري میں بعض کے نزدیک بیداري میں کئي دفعه اسراء هوئي — یهاں تک که بعض چار دفعه اسراء کے قایل هوئے هیں — اور بعض نے گمان کیا هی که ان میں سے بعض مدینه میں هوئیں — ابو شامه نے حدیث اسرا کي مختلف روایتوں میں تین مرتبه اسراء مانکر توفیق کي هی — ایک دفعه مکه سے بیت المقدس تک براق پر دوسري دفعه مکه سے آسمانوں تک براق پر — تیسري دفعه مکه سے بیت المقدس تک پهر آسمانوں تک — متقدمین اور متاخرین سب متفق هیں که اسراء بدن اور روح کے ساتهه واقع هوئي — اور مکه سے بیت المقدس تک جانا تو نص قراني سے ثابت هی *

واختلفوا في المعراج والاسراء هل كانا في ليلة واحدة اوفي ليلتين و هل كانا جميعا فى اليقظة او فى المنام او احدهما فى اليقظ والاخر فى المنام فقيل ان الاسراء كان مرتين مرة بروحه مناما و مرة بروحه و بدنه يقظة و منهم من يدعى تعدد الاسراء فى اليقظة ايضا حتى قال انه اربع اسراآت وزعم بعضهم ان بعضها كان بالمدينة و وفق ابو شامة في روايات حديث الاسراء بالجمع بالتعدد فجعل ثلاث اسراآت مرة من مكة الى بيت المقدس فقط على البراق و مرة من مكة الى السموات على البراق ايضا و مرة من مكة الى بيت المقدس ثم الى السموات و جمهور السلف والخلف على ان الاسراء كان ببدنه وروحه و امامن مكة الى بيت المقدس فبنص القرآن —

(عيني شرح بخاري جلد ۲ صفحه ۱۹۹)

ان تمام روایتوں پر لحاظ کرنے کے بعد معلوم هوتاهی که علاوه اس اختلاف کے جو زمانه معراج میں هی نسبت نفس معراج یا اسراء کے حسب تفصیل ذیل علماء میں اختلاف هوگیا هی *

۱ — بعضوں کا قول هی که اسراء اور معراج دو جدا گانه واقعات هیں *

۲ — بعضوں کا قول هی که ایک دفعه صرف اسراء هوئي اور ایک دفعه اسراء معه معراج *

بعبدہ

۳ — بعضوں کا قول هی که معراج دو دفعه هوئي ایک دفعه بغیر اسراء کے اور ایک دفعه معه اسراء کے ٭

۴ — بعض کا قول هی که اسراء معه معراج کے دو دفعه هوئي ٭

۵ — اکثر علماء کا یهه قول هی جو قول مقبول بهي هی که اسراء و معراج ایک دفعه ایک ساتهه ایک هي رات میں هوئي ٭

یهي قول صحیح اور متفق علیه هی اور احادیث سے جو امر مشترک پایا جاتا هی اور جو قرآن مجید کي دلالت النص سے ثابت هوتا هی وه بهي یهي هی مگر هم اس مقام پر اُن تمام اقوال کو جن سے یهه اختلافات ظاهر هوتے هیں ذیل میں لکھتے هیں ٭

اقوال اُن علماء کے جو اسراء اور معراج کو دو جدا گانه واقعے کہتے هیں

جو لوگ که الاسراء اور معراج کو علحدہ علحدہ دو واقعے قرار دیتے هیں اُن کا بیان یهه هی ٭

ابن دحیه کا یهه قول هی که خود بخاري کا میلان اسهر هی که لیلة الاسراء الگ واقعه هی — اور لیلة المعراج الگ واقعه — اور وه دلیل یهه لاتا هی که بخاري نے ان دونوں میں سے هر ایک کے لیئے جدا جدا ترجمة الباب قرار دیا هی (اور واضح هو که بخاري کا ترجمة الباب بطور استنباط مسائل کے سمجها جاتا هی) ٭

جنح البخاري الی ان لیلة الاسرا كانت غیر لیلة المعراج لانه افرد لکل منهما ترجمة (فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۰) ٭

ترجمة ابواب البخاري

باب حدیث الاسراء و قول الله تعالی سبحان الذي اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ٭ (بخاري صفحه ۵۴۸) ٭

بخاري نے ایک علحدہ باب میں لکها هی که یهه باب هی حدیث اسراء کا اور خدا کے اُس قول کا جهاں اُس نے فرمایا هی " پاک هی وه جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک " ٭

کتاب الصلوة باب کیف فرضت الصلوة في الاسراء (بخاري صفحه ۵۰)

اور دوسرے علحدہ باب میں لکها هی که یهه باب هی اس بیان میں که اسراء میں نماز کیونکر فرض هوئي ٭

اپنے بندہ کو

مگر اس دلیل کو خود علامہ حجر عسقلانی نے رد کیا ہی = اور کہا ہی کہ اس سے

ولا دلالة في ذلک علی التغائر عنده بل کلامه في اول الصلوة ظاهر في اتحادهما و ذلک انه ترجم باب کیف فرضت الصلوة لیلة الاسراء والصلوة انما فرضت فی المعراج فدل علی اتحادهما عنده و انما افرد کلا منهما بترجمة لان کلا منهما یشتمل علی قصة مفردة و ان کانا وقعا معا =

(فتح الباري جلد ۷ صفحه ۱۵۰) =

دونوں کا جدا جدا ہونا امام بخاری کے نزدیک نہیں نکلتا بلکہ کتاب الصلوۃ کے عنوان سے دونوں کا ایک ہونا ظاہر ہی = کیونکہ اُس نے لکھا ہی کہ لیلۃ الاسرا میں نماز کیونکر فرض ہوئی اور نماز یقینا معراج میں فرض ہوئی ہی = اس سے معلوم ہوا کہ بخاری کے نزدیک دونوں واقعے ایک ہیں جدا جدا ترجمۃ الباب اسلیئے قرار دیا ہی کہ اُن میں الگ الگ قصے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی ساتھہ واقع ہوئے ہیں *

اور بعض علماء متاخرین بھی قصہ اسراء اور معراج کو دو واقعے سمجھتے ہیں = علامہ

وقال بعض المتاخرین کانت قصة الاسراء في لیلة والمعراج في لیلة متمسکا بما ورد في حدیث انس من روایة شریک من ترک ذکر الاسراء وکذا في ظاهر حدیث مالک بن صعصعة =

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) =

حجر عسقلانی نے لکھا ہی — بعض متاخرین نے کہا ہی کہ اسراء ایک رات میں ہوئی اور معراج ایک رات میں — اُن کی حجت یہہ ہی کہ انس کی حدیث میں جو شریک سے مروی ہی اسراء کا ذکر نہیں اور ایسا ہی مالک بن صعصعہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی *

مگر خود علامہ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ متاخرین نے ان روایتوں کی بنا پر اسراء کا ایک رات میں اور معراج کا دوسری رات میں ہونا خیال کیا ہی مگر اُن روایتوں سے اسراء

ولا کن ذلک لا یستلزم التعدد بل هو محمول علی ان بعض الرواة ذکر مالم یذکره الاخر =

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) =

اور معراج کا علحدہ علحدہ واقعہ ہونا لازم نہیں آتا = چنانچہ وہ لکھتے ہیں = کہ اس سے تعدد واقعہ لازم نہیں آتا = بلکہ یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ بعض راویوں نے جو بیان کیا ہی اسکو دوسرے راویوں نے ترک کردیا ہی *

جن کے گمان میں اسراء الگ واقعہ ہی — ان کی دلیل شداد ابن اوس کی حدیث

آيۃ

و احتج من زعم ان الاسراء وقع مفردا بما اخرجه البزار والطبراني و صححه البيهقي في الدلائل من حديث شداد بن اوس قال قلنا يا رسول الله كيف اسري بک قال صليت صلاة العتمة بمكة فاتاني جبريل بداية فذكر الحديث في مجيئه بيت المقدس و ماوقع له فيه قال ثم انصرف لي فمررنا بعير لقريش بمكان كذا فذكره قال ثم اتيت اصحابي قبل الصبح بمكة -

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱)-

هى جس كو بزار اور طبراني نے بيان كيا اور بيهقي نے دلائل ميں اس كي تصحيح كي هى — اُس نے كها كه هم نے كها يا رسول الله آپ كو كيونكر اسراء هوئي — فرمايا كه ميں نے عشا كي نماز مكه ميں پڑهي پهر جبريل ميرے پاس سواري (براق) لايا - پهر بيت المقدس جانا اور وهاں جو كچهه گذرا سب بيان كيا - پهر فرمايا كه واپسي ميں همارا قريش كے اونٹوں پر فلاں جگهه گذر هوا - پهر اس كا ذكر كيا پهر فرمايا كه ميں صبح سے پهلے مكه ميں اپنے اصحاب كے پاس آ گيا *

اقوال اُن علما كے جو كهتے هيں كه ايک دفعه صرف اسراء هوئي اور ايک دفعه اسراء مع معراج كے

وقيل كان الاسراء مرتين في اليقظة فالاولى رجع من بيت المقدس و في صبيحته اخبر قريشا بما وقع والثانية اسرى به الى بيت المقدس ثم عرج به من ليلة الى السماء الى آخر ماوقع ولم يقع لقريش في ذلك اعتراض لان ذلك عندهم من جنس قوله ان الملک ياتيه من السماء في اسرع من طرفة عين و كانوا يعتقدون استحالة ذلک مع قيام الحجة على صدقه بالمعجزات الباهرة لكنهم عاندوا في ذلک واستمروا على تكذيبه فيه بخلاف اخباره انه جاء بيت المقدس في ليلة واحدة و رجع فانهم صرحوا بتكذيبه فيه فطلبوا منه نعت بيت المقدس لمعرفتهم به و علمهم بانه ما كان راه قبل ذلک

بعض نے كها هى كه اسراء بيداري ميں دو دفعه هوئي — پهلي دفعه پيغمبر خدا بيت المقدس سے لوٹے اور اس كي صبح كو جو كچهه ديكها قريش سے بيان كيا دوسري دفعه بيت المقدس تک گئے پهر وهاں سے اُسي رات آسمانوں پر گئے — قريش نے اس واقعه پر اعتراض نهيں كيا كيونكه اُن كے نزديک يهه ايسا هي تها جيسے اُن كا يهه قول كه فرشته آسمان سے پلک جهپكانے سے بهي پهلے آتا هى - اور اُسكو محال سمجهتے تهے حالانكه روشن معجزات كا واقع هونا اُن كے سچے هونے كي دليل تهي - ليكن اُنهوں نے اس ميں مخالفت كي اور برابر پيغمبر خدا كو اس ميں جهٹلاتے رهے - برخلاف اِس كے كه آپنے

فامکنھم استعلام صدقہ فی ذالک بخلاف المعراج —
(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱)

ایک رات میں بیت المقدس جانے اور وہاں سے پھر آنے کی خبر دی اس واقعہ میں اُنہوں نے کھلم کھلا پیغمبر خدا کی تکذیب کی اور بیت المقدس کا حال پوچھا کیونکہ وہ اس سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ پیغمبر خدا نے بیت المقدس کو نہیں دیکھا — پس معراج کے برخلاف اس میں اُن کو رسول اللہ کے سچے ہونے کی آزمایش کا موقع ملا *

وفی حدیث ام ہانی عند ابن اسحق وابی یعلی نحو ما فی حدیث ابی سعید — فان ثبت ان المعراج کان مناما علی ظاہر روایۃ شریک عن انس فینتظم من ذالک ان الاسراء وقع مرتین — مرۃ علی انفرادہ — و مرۃ مضموما الیہ المعراج وکلا ھما فی الیقظۃ —
(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱)

اور ام ہانی کی حدیث میں ابن اسحق اور ابو یعلی کے نزدیک وہی مضمون ہے جو ابو سعید کی حدیث میں ہے — پس اگر یہہ ثابت ہو جائے کہ معراج خواب میں ہوئی تھی جیسا کہ شریک کی روایت میں انس سے مروی ہے تو اس سے معلوم ہوگا کہ اسراء دو بار ہوئی — ایک بار تنہا اور ایک بار معراج کے ساتھہ اور دونوں دفعہ حالت بیداری میں ہوئی *

اقوال اُن علماء کے جو کہتے ہیں کہ معراج دو دفعہ ہوئی ایک دفعہ بغیر اسراء کے اور ایک دفعہ معہ اسراء کے

والمعراج وقع مرتین — مرۃ فی المنام علی انفرادہ توطئۃ و تمہیدا — و مرۃ فی الیقظۃ مضموما الی الاسراء —
(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) —

فتح الباری میں ہے کہ معراج دو بار ہوئی — ایک بار بطور تمہید کے تنہا خواب میں ہوئی اور ایک بار اسراء کے ساتھہ جاگتے میں *

امام ابو شامہ کا میلان معراج کے کئی بار واقع ہونے کی طرف ہے — اور سند میں

و جنح الامام ابو شامۃ الی وقوع المعراج مرارا و استند الی ما اخرجہ البزار و سعید بن منصور من طریق ابی عمران الجونی عن انس رفعہ قال بینا انا جالس اذ جاء جبریل فوکز بین کتفی فقمنا الی شجرۃ فیہا مثل وکری الطائر فقعدت فی احدھما وقعد جبریل

اُس حدیث کو بیان کرتے ہیں جو بزار اور سعید بن منصور نے ابو عمران جونی سے اور اُس نے انس سے مرفوعا روایت کی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں بیٹھا تھا کہ جبرئیل آئے — اور میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہاتھہ

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

في الاخر فارتفعت حتى سدت الخافقين الحديث - و فيه ففتح لي باب من السماء ورايت النور الاعظم و اذا دونه حجاب رفرف الدر والياقوت = قال العلامة ابن الحجر و رجاله لاباس بهم الا ان الدار قطني ذكر له علة تقتضي ارساله و على كل حال فهي قصة أخرى الظاهر انها وقعت بالمدينة ولا بعد في وقوع امثالها و انما المستبعد وقوع التعدد في قصة المعراج اللتي وقع فيها سواله عن كل نبي و سوال اهل كل باب هل بعث اليه و فرض الصلوات الخمس وغير ذلک فان تعدد ذلک في اليقظة لايتجه فيتعين رد بعض الروايات المختلفة الى بعض اوالترجيح الا انه لا بعد في جميع وقوع ذلک في المنام توطئة ثم وقوعه في اليقظة على وفقه كما قدمته =

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۲) =

مارا — پهر هم دونوں ايک درخت کے پاس گئے جس ميں پرندوں کے دو گهونسلے سے رکهے تهے — ايک ميں جبرئيل اور ايک ميں ميں بيٹهه گيا = پهر ميں بلند هوا يهانتک که آسمان و زمين سے گذر گيا — اسي حديث ميں هی که ميرے ليئے آسمان کا دروازه کهولا گيا — اور ميں نے نور اعظم کو ديکها اور اُس سے ورے ايک پرده تها موتيوں اور ياقوت کا — علامه ابن حجر نے کہا هی که اس حديث کے راويوں ميں کوئي عيب نہيں هی = مگر دار قطني نے ايک ايسي علت بيان کي هی جس سے اُس کا مرسل هونا معلوم هوتا هی بهر حال يهه ايک اور قصه هی اور ظاهرا وه مدينه ميں هوا — اور ايسے واقعوں کے هونے ميں کوئي تعجب نہيں هیٔ — اور اگر تعجب انگيز هی تو معراج کے قصه کا کئي بار هونا هی جس ميں هر نبي کا سوال اور هر آسمان کے دربان کا سوال که کيا ادهر بهيجے گئے هيں — اور پانچ نمازوں کا فرض هونا مذکور هیٔ = کيونکه حالت بيداري ميں اس قصه کے کئي بار واقعه هونے کي کوئي وجهه نہيں هی پس بعض مختلف روايتوں کو بعض کي طرف پهيرنا يا ان ميں سے ايک کو ترجيح ديني ضرور هی — مگر اس ميں کوئي تعجب نہيں هی که يهه سب خواب ميں تمهيد کے طور پر هوا هو پهر اُس کے موافق بيداري ميں جيساکه هم پهلے ذکر کرچکے هيں *

اور ابن عبدالسلام کا قول اس حديث کي تفسير ميں اور بهي عجيب هی که

و من المستغرب قول ابن عبدالسلام في تفسيره كان الاسراء في النوم واليقظة و وقع بمكة والمدينة فان كان يريد تخصيص المدينة بالنوم و يكون كلامه على طريق اللف والنشر

اسراء خواب و بيداري اور مکه اور مدينه ميں هوئي اگر اُس کي مراد يهه هی که مدينه ميں خواب ميں هوئي اور اُس کا کلام بطور لف و نشر غير مرتب کے هو تو احتمالي

مسجد حرام سے

غير المرتب فيحتمل و يكون الاسراء الذي اتصل به المعراج و فرضت فيه الصلوات في اليقظة بمكة والاخر في المنام بالمدينة و ينبغي ان يزاد فيه ان الاسراء في المنام تكرر بالمدينة النبويه —

(فتح الباري جلد سابع صفحه ۱۵۲)

هی که ایسا هی هو اور اسراء جس کے ساتهه معراج هوئي جس میں نمازیں فرض هوئیں حالت بیداری میں مکه میں هوئي هو اور دوسري خواب میں مدینه میں — اور اتني بات اور بڑهاني چاهیئے که اسرا خواب میں کئي بار مدینه میں هوئي *

اقوال اُن علماء کے جو اسراء کا مع معراج کے دو دفعه هونا بیان کرتے هیں

هاں بعض حدیثوں میں وہ باتیں هیں جو بعض کے مخالف هیں — اسي لیئے بعض

نعم جاء في بعض الاخبار يخالف بعض ذلک فجنح لاجل ذلک بعض اهل العلم منهم الى ان ذلک كله وقع مرتين مرة في المنام توطئة و تمهيدا و مرة ثانية في اليقظة كما وقع نظير ذلک في ابتداء مجئي الملک بالوحي فقد قدمت في اول الكتاب ما ذكره ابن ميسرة التابعي الكبير وغيره ان ذلک وقع في المنام (فتح الباري شرح صحيح بخاري جلد هفتم صفحه ۱۵۰) —

اهل علم کا میلان اس طرف هی که یهه سب کچهه دو مرتبه هوا ایک مرتبه نیند میں بطور تمهید اور پیش بندي کے اور دوسري مرتبه جاگنے میں — جیساکه فرشته کے اول اول وحي لانے میں هوا — اور میں اس کتاب کے شروع میں ابن میسرہ تابعي کبیر وغیرہ کا یهه قول ذکر کرچکا هوں که یهه نیند کي حالت میں هوا *

اور مهلب شارح بخاري نے اس قول کو ایک گروہ کي جانب سے بیان کیا هی اور

وحكاه (اي مهلب) عن طائفة و ابو نصر بن القشيري و ابو سعيد في شرف المصطفى قال كان للنبي صلى الله عليه وسلم معاريج منها ما كان في اليقظة و منها ما كان في المنام —

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۰) —

ابو نصر قشیري نے اور ابو سعید نے شرف المصطفى میں کہا هی که پیغمبر کو کئي بار معراج هوئي — بعض دفعه خواب میں اور بعض دفعه بیداري میں *

اب هم اُن حدیثوں اور روایتوں کو نقل کرتے هیں جن میں بیان هی که اسراء اور معراج ایک هي دفعه اور ایک رات میں هوئي تهیں اور انهیں روایتوں کو هم تسلیم کرتے هیں *

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

اقوال اُن علما کے جو اسراء اور معراج دونوں کا ایک رات میں هونا تسلیم کرتے هیں

جمہور علما اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہہ مذهب هی که اسراء اور معراج دونوں ایک هي رات میں واقع هوئیں — ظاهرا وه لوگ مکه سے بیت المقدس تک جانے کا نام اسراء رکھتے هیں اور بیت المقدس سے سدرة المنتهی تک جانے کا معراج — جیساکه تفسیر بیضاوي میں لکھا هی — اور اکثر علما اسپر متفق هیں که بیت المقدس تک آنحضرت بجسده گئے پهر آسمانوں کي طرف بلند کیئے گئے یہاں تک که سدرة المنتهی تک جا پهونچے *

والاکثر علی انه اسری بجسده الی بیت المقدس ثم عرج به الی السموات حتی انتهی الی سدرة المنتهی (تفسیر بیضاوي جلد اول صفحه ۴۵۷) —

اور فتح الباري شرح صحیح بخاري میں لکھا هی که علماے متقدمین نے احادیث کے مختلف هونے کے سبب سے اختلاف کیا هی بعض کہتے هیں که اسراء اور معراج دونوں ایک رات میں حالت بیداري میں جسم اور روح کے ساتهه بعثت کے بعد واقع هوئیں — تمام علماء محدثین — فقہا اور متکلمین اسي کے قایل هیں — اور تمام احادیث صحیحه سے بهي ایسا هي معلوم هوتا هی اور اس سے انکار کرنے کي گنجایش نہیں کیونکه یہه عقل کے نزدیک محال نہیں هی تاکه تاویل کي ضرورت هو *

وقد اختلف السلف بحسب اختلاف الاخبار الواردة فمنهم من ذهب الی ان الاسراء والمعراج وقعا في لیلة واحدة فی الیقظة بجسد النبي صلی الله علیه وسلم و روحه بعد المبعث والی هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثین والفقهاء والمتکلمین وتواردت علیه ظواهر الاخبار الصحیحة ولاینبغي العدول عن ذلک اذ لیس فی العقل مایحیله حتی یحتاج الی تاویل — (فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۰)

علامه حجر عسقلاني نے دوسرے مقام پر یہه لکھا هی — که اسراء کے بعد معراج کے ایک هي رات میں واقع هونے کي تائید مسلم کي اُس روایت سے هوتي هی جو ثابت نے انس سے روایت کي هی — اس کے اول میں هی که براق لایا گیا — پهر میں اُسپر سوار هوا یہاں تک که بیت المقدس پهونچا — پهر وهاں کا

ویؤید وقوع المعراج عقب الاسراء في لیلة واحدة روایة ثابت عن انس عند مسلم ففي اوله اوتیت بالبراق فرکبت حتی اتیت بیت المقدس فذکر القصة الی ان قال ثم عرج بنا الی السماء الدنیا و في حدیث ابي

مسجد اقصی کو

سعيد الخدري عند ابن اسحق فلما فرغت مما كان في بيت المقدس اتي بالمعراج فذكر الحديث — و وقع في اول حديث مالك بن صعصعة ان النبي صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة اسري به فذكر الحديث فهو و ان لم يذكر فيه الاسراء الى بيت المقدس فقد اشار اليه وصرح به في روايته فهو المعتمد (فتح الباري جلد هفتم صفحه ١٥١) —

حال بیان کرکے کہا کہ پھر ہم آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے اور ابن اسحق نے ابوسعید خدری کی حدیث میں بیان کیا ہی کہ جب میں بیت المقدس کی سیر سے فارغ ہوا تو ایک سیڑھی لائی گئی — پھر پوری حدیث بیان کی اور مالک بن صعصعہ کی حدیث کے شروع میں ہی کہ پیغمبر خدا نے اُن سے لیلۃ الاسراء کا ذکر کیا — پھر پوری حدیث بیان کی — پھر اگرچہ اُس نے اس حدیث میں بیت المقدس تک جانے کا ذکر نہیں کیا — مگر اشارہ کرگیا ہی اور اپنی روایت میں اس کی تصریح کردی ہی — اور یہی معتبر ہی *

جن روایتوں میں اسراء کو علحدہ اور معراج کو علحدہ دو چیزیں قرار دیا ہی — اُن کو ہم تسلیم نہیں کرسکتے — بلکہ اسراء اور معراج کو ایک دوسرے کا متحدالمعنی یا مرادف تصور کرتے ہیں — اس لیئے کہ قرآن مجید میں صرف لفظ اسری واقع ہوا ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی "سبحٰن الذي اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذي بارکنا حولہ" مگر اسکے بعد فرمایا ہی" لنریہ من آیاتنا انہ ہو السمیع البصیر" یہہ آخر فقرہ ایک قسم کے عروج پر دلالت کرتا ہی جس کے سبب لفظ معراج مستعمل ہوگیا ہی پس معراج اور اسراء کا مفہوم متحد ہی — اور یہہ ایک ہی واقعہ ایک ہی رات میں واقع ہوا تھا — اسواسطے ہم اُن علما اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کی راے سے اتفاق کرتے ہیں جو یہہ کہتے ہیں کہ یہہ کل واقعہ ایک ہی رات میں اور ایک ہی دفعہ واقع ہوا *

جن علماء نے اسراء اور معراج کا ہونا متعدد دفعہ تسلیم کیا ہی اس کا اصلی سبب یہہ ہی کہ اسراء اور معراج کے متعلق جو حدیثیں اور روایتیں وارد ہیں وہ آپس میں بے انتہا مختلف ہیں — علما نے ان تمام حدیثوں کی تطبیق کرنے کے خیال سے وہ تمام شقوق اختیار کرلی ہیں جو اُن حدیثوں اور روایتوں سے پیدا ہوتی تھیں *

ہم اس طریق کو صحیح نہیں سمجھتے — مختلف حدیثوں میں وجہ تطبیق پیدا کرنی نہایت عمدہ طریقہ ہی — بشرطیکہ اُن میں تطبیق ہوسکے — جو حدیثیں اس قسم

الَّذِي بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

کي هيں که جن ميں ايسے أمور کا بيان هي جو عادتاً يا امکاناً واقع هوتے رهتے هيں اور جن ميں کوئي استبعاد عقلي نهيں هي اگر ايسے أمور ميں مختلف حديثيں هوں تو کها جا سکتا هي — کبهي ايسا هوا هوگا اور کبهي ويسا مگر ايسي حديثوں ميں جن ميں ايسے أمور کا بيان هو جن کا واقع هونا عادةً يا عقلاً ممکن نه هو تو صرف أن حديثوں کے اختلاف کے سبب أن کے تعدد وقوع کا قايم کرنا صحيح نهيں هي — کيونکه جب تک اور کسي طرح پر يهه امر ثابت نهوگيا هو که أن حديثوں ميں جو واقعه مذکور هي — وه متعدد دفعه واقع هوا هي — أس وقت تک صرف اختلاف احاديث سے جن کي صحت بسبب اختلاف کے خود معرض بحث ميں هي أس کا تعدد وقوع تسليم نهيں هوسکتا يهه تو مصادرہ علی المطلوب هي *

شاہ ولي الله صاحب بهي حجة الله البالغه ميں بابُ القضاء في الاحاديث المختلفه ميں لکهتے هيں که اصل يهه هي که هر حديث پر عمل کيا جائے جب تک که تناقض کے هونے سے سب پر عمل کرنا نا ممکن هو — اور يهه حقيقت ميں اختلاف نهيں هي بلکه فقط همارى نظر ميں اختلاف هي — پس اگر دو مختلف حديثيں هوں — اور دونوں ميں پيغمبر خدا کا کوئي فعل مذکور هو — اس طرح که ايک صحابي بيان کرے که آنحضرت نے يهه فعل کيا اور دوسرا صحابي کوئي اور فعل بيان کرے تو أن ميں کوئي تعارض نهوگا اور دونوں مباح هونگے اگر وہ عادت کے متعلق هوں نه عبادت کے *

الاصل ان يعمل بكل حديث الا ان يمتنع العمل بالجميع للتناقض وانه ليس في الحقيقة اختلاف ولاكن في نظرنا فقط فاذا ظهر حديثان مختلفان فان كانا من باب حكاية الفعل فحكى صحابي انه صلى الله عليه وسلم فعل شيئًا و حكى آخر انه فعل شيئًا آخر فلا تعارض و يكونان مباحين ان كانا من باب العادة دون العبادة —

(حجة الله البالغة صفحه ۱۴۳)

جو لوگ اسراء اور معراج کو متعدد مانتے هيں اور ايک هي ساتهه أس کا واقع هونا قبول کرتے هيں أن کے بهي باهم دوسري طرح پر اختلاف هي ايک گروه اعظم کي يهه راے هي که معراج ابتدا سے اخير تک بجسده اور جاگنے کي حالت ميں هوئي تهي — ايک گروه کي يهه راے هي که معراج ابتدا سے آخر تک سونے کي حالت ميں يعني بالروح بطور خواب کے هوئي تهي — ايک گروه کي يهه راے هي که مکه معظمه سے بيت المقدس تک

جس کے گردا گرد هم نے برکت دي تهي

بجسدہ جاگنے کي حالت میں اور وهاں سے آسمانوں تک بالروح هوئي تهي شاہ ولي الله صاحب نے ایک چوتهي راے قایم کي هی که معراج بجسدہ هوئي تهي اور جاگنے میں مگر بجسد برزخي بين المثال والشهادة چنانچہ ان سب رایوں کو هم ذیل میں نقل کرتے هیں •

قاضي عیاض نے اپني کتاب شفا میں لکها هی — پهر اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء

ثم اختلف السلف والعلماء هل کان اسراء بروحه اوجسدہ علی ثلث مقالات فذهبت طائفة الی انه اسراء بالروح و انه رويا منام مع اتفاقهم ان رؤيا الانبياء وحي و حق و الی هذا ذهب معاوية و حکي عن الحسن والمشهور عنه خلافه و اليه اشار محمد ابن اسحاق و حجتهم قوله تعالی و ما جعلنا الرويا اللتي اريناک الا فتنة للناس و ما حکوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلی الله عليه وسلم و قوله بينا انا نائم و قول انس و هو نائم في المسجد الحرام و ذکرالقصة ثم قال في آخرها فاستيقظت و انا بالمسجد الحرام — و ذهب معظم السلف والمسلمين الی انه اسراء بالجسد في اليقظة و هوالحق و هذا قول ابن عباس و جابر و انس و حذيفة و عمر و ابي هريرة و مالک ابن صعصعه و ابي حبة البدري و ابن مسعود و ضحاک و سعيد ابن جبير و قتادة و ابن المسيب و ابن شهاب و ابن زيد والحسن و ابراهيم و مسروق و مجاهد و عکرمه و ابن جريج و هو دلهل قول عائشة و هو قول الطبري و ابن حنبل و جماعة عظيمة من المسلمين و هو قول اکثرالمتاخرين من الفقهاءوالمحدثين والمتکلمين والمفسرين — و قالت طائفة کان الاسراء بالجسد يقظة

کے روحاني یا جسماني هونے میں تین مختلف قول هیں — ایک گروہ اسراء کي روح کے ساتهہ اور خواب میں هونے کا قایل هی — اور اس پر بهي متفق هیں که پیغمبروں کا خواب وحي اور حق هوتا هی — معاویہ کا مذهب بهي یهي هی — حسن بصري کو بهي اسي کا قایل بتاتے هیں — لیکن اُن کا مشهور قول اس کے برخلاف هی — اور محمد ابن اسحاق نے اسطرف اشارہ کیا هی — اُن کي دلیل هی خدا کا یهہ فرمانا که نهیں کیا هم نے وہ خواب جو دکهایا تجهکو مگر آزمایش واسطے لوگوں کے اور حضرت عائشه کا یهہ قول که نهیں کهویا میں نے رسول الله کے جسم کو یعني آپ کا جسم مبارک معراج میں نهیں گیا تها اور آنحضرت کا یهہ فرمانا که اس حالت میں که میں سوتا تها اور انس کا یهہ قول که آنحضرت اُسوقت مسجد حرام میں سوتے تهے — پهر معراج کا قصه بیان کرکے آخر میں کہا که میں جاگا اور اُسوقت مسجد حرام میں تها بهت سے اگلے لوگ اور مسلمان اسبات کے قایل هیں که اسراء جسم کے ساتهہ

لنريه

الى بيت المقدس و الى السماء بالروح و احتجوا بقوله سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى فجعل المسجد الاقصى غاية الاسراء فوقع التعجب بعظيم القدرة والتمدح بتشريف النبي محمد به و اظهار الكرامة له بالاسراء اليه و لو كان الاسراء بجسده الى زائد على المسجد الاقصى لذكره فيكون ابلغ في المدح (قاضي عياض شفا صفحه ٨٥ و ٨٦) —

اور جاگنے کي حالت ميں هوئي اور يهي بات حق هی — ابن عباس — جابر — انس — حذيفه عمر — ابي هريره — مالک بن صعصعه — ابو حبة البدري — ابن مسعود — ضحاک — سعيد بن جبير — قتاده — ابن المسيب — ابن شهاب — ابن زيد — حسن — ابراهيم — مسروق — مجاهد — عکرمه — اور ابن جريج سب کا يهي مذهب هی — اور حضرت عائشه کے قول کي يهي دليل هی — اور طبري — ابن حنبل اور مسلمانوں کے ايک بڑے گروه کا يهي قول هی — متاخرين ميں سے بهت سے فقيه — محدث — متکلم اور مفسر اسي مذهب پر هيں — ايک گروه بيت المقدس تک جسم کے ساتهه بيداري ميں جانے اور آسمانوں پر روح کے ساتهه جانے کا قايل هی — اُن کي دليل خدا کا يهه قول هی جهاں فرمايا پاک هی وه جو ليگيا اپنے بنده کو ايک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک — يهاں اسراء کي انتها مسجد اقصی بيان کي هی — پهر ايسي بڑي قدرت اور محمد صلی الله عليه وسلم کو بزرگي ديئے اور اپنے پاس بلانے سے اُن کي بزرگي ظاهر کرنے پر تعريف کي اور تعجب کيا هی اور اگر مسجد اقصی سے اوپر بهي جسم کے ساتهه جاتے تو اس کا ذکر کرنا تعريف کے موقع پر زياده مناسب تها *

اور يهي عبارت جو شفاء قاضي عياض ميں هی — عيني شرح بخاري ميں نقل کي گئي هی مگر شفاء قاضي عياض ميں حضرت عائشه کي روايت ميں جهاں لفظ مافقدت کا هی — وهاں صرف لفظ ما فقد هی بغير (ت) کے (عيني شرح بخاري جلد هفتم مطبوعه مصر صفحه ٢٢٩) *

اور مولوي احمد حسن مرادآبادي کي تصحيح اور تحشي سے جو شفاء قاضي عياض چهاپي گئي هی اُس ميں لکها هی — و روي عنها (عن عائشة) ما فقد بصيغة المجهول و هو اظهر في الاحتجاج يعني فقد مجهول کے صيغه سے بغير (ت) کے هی اور صاحب معالم التنزيل نے بهي روايت عائشه ميں لفظ فقد بغير تاء کے بيان کيا هی *

اور شاه ولي الله صاحب نے حجة الله البالغة ميں يهه لکها هی — که پيغمبر خدا کو

تاکہ دکھاویں هم أس کو

و اسری به الی المسجد الاقصی ثم الی السدرة المنتهی و الی ماشاءالله و کل ذلک بجسده فی الیقظة ولکن ذلک في موطن هو برزخ بین المثال والشهادة جامع لاحکامهما فظهر علی الجسد احکام الروح و تمثل الروح والمعاني الروحیة اجسادا و لذلک بان لکل واقعة من تلک الوقائع تعبیر و قد ظهر لحزقیل و موسی وغیرهم نحو من تلک الوقائع و کذلک لاولیاء الامة لیکون علو درجاتهم عندالله کحالهم فی الرؤیا والله اعلم — (حجة الله البالغة صفحه ۳۸۷) =

مسجد اقصی تک پھر سدرۃ المنتھی تک اور جہاں تک خدا نے چاہا معراج ہوئي — اور یہہ سب واقعہ جسم کے ساتھہ بیداري میں ہوا — لیکن ایسي حالت میں کہ وہ حالت عالم مثال اور عالم شہادت کے برزخ میں أن دونوں کے احکام کي جامع تھي — روح کے آثار جسم پر طاري ہوئے اور روح اور روح کي کیفیتیں جسم کي شکل میں آگئیں — اسي لیئے ان میں سے ہر ایک واقعہ کي ایک جدا تعبیر هی — حزقیل اور موسي وغیرہ انبیاء پر بھي ایسے هي حالات گذر چکے هیں — اسي طرح کے واقعات اولیاے أمت کو پیش آتے هیں تاکہ أنکے مرتبے خدا کے نزدیک بلند هوں جیسے کہ أنکا حال خواب میں هوتا هی *

ان چار صورتوں کے سوا اور کوئي صورت معراج کي نہیں هوسکتي — اور اس لیئے همکو ضرور هی کہ ان چاروں صورتوں میں سے کوئي صورت معراج کي اختیار کریں — اور جس صورت کو اختیار کریں أس کي دلیلیں بیان کریں — اور جو اعتراض أس پر وارد هوتے هوں أنکے جواب دیں — مگر قبل اس کے کہ اس امر کو اختیار کریں — مناسب معلوم هوتا هی کہ اول صحاح سبعہ کي أن حدیثوں کو نقل کریں جو معراج سے متعلق هیں — اور أن کے اختلافات کو بتائیں — اور تنقیح کریں کہ أن مختلف حدیثوں سے کیا امر ظاهر هوتا هی اور اگر کسي حدیث کو ترجیح دیں — تو وجهہ ترجیح کو بیان کریں واضح هو کہ موطا امام مالک اور ابو داؤد میں کوئي حدیث متعلق معراج کے نہیں هی بخاري — مسلم — ترمذي — نسائي اور ابن ماجہ میں هیں جن کو هم بعینہ اس مقام پر نقل کرتے هیں *

احادیث بخاري

حدثنا یحیی ابن بکیر قال حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شهاب عن انس بن مالک قال کان ابوذر یحدث ان رسول الله

حدیث کي هم سے یحیی بن بکیر نے أسنے کہا حدیث کي هم سے لیث نے یونس سے اور أسنے ابن شهاب سے اور أس نے انس بن مالک

مِنْ اٰیٰتِنَا

صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج عن سقف
بیتی و انا بمکۃ فنزل جبرئیل ففرج صدری
ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب
ممتلیء حکمۃ و ایمانا فافرغہ فی صدری ثم
اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء
فلما جئت الی السماء الدنیا قال جبریل
علیہ السلام لخازن السماء افتح قال من ھذا
قال ھذا جبرئیل قال ھل معک احد قال
نعم معی محمد فقال ارسل الیہ قال نعم
فلما فتح علونا السماء الدنیا فاذا رجل قاعد
علی یمینہ اسودۃ و علی یسارہ اسودۃ اذا
نظر قبل یمینہ ضحک و اذا نظر قبل
شمالہ بکی فقال مرحبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قلت لجبریل من ھذا قال
ھذا آدم و ھذہ الاسودۃ عن یمینہ و شمالہ
نسم بنیہ فاھل الیمین منھم اھل الجنۃ و
الاسودۃ التی عن شمالہ اھل النار فاذا
نظر عن یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ
بکی حتی عرج بی الی السماء الثانیۃ فقال
لخازنھا افتح فقال لہ خازنھا مثل ماقال
الاول ففتح قال انس فذکر انہ وجد فی
السموات آدم و ادریس و موسی و عیسی
و ابراھیم ولم یثبت کیف منازلھم غیر انہ
ذکر انہ وجد آدم فی السماء الدنیا و ابراھیم
فی السماء السادسۃ — قال انس فلما مر
جبریل علیہ السلام بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح
والاخ الصالح فقلت من ھذا قال ھذا ادریس
ثم مررت بموسی فقال مرحبا بالنبی الصالح
والاخ الصالح قلت من ھذا قال ھذا موسی
ثم مررت بعیسی فقال مرحبا بالنبی الصالح

سے اُنھوں نے کہا ابوذر بیان کرتے تھے کہ پیغمبر
خدا نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق
ہوئی اور میں اُسوقت مکہ میں تھا — پھر جبریل
نازل ہوئے اور اُنھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور
اُس کو آب زمزم سے دھویا پھر حکمت اور
ایمان سے بھرا ہوا ایک سونے کا لگن لائے اور
اُس کو میرے سینہ میں انڈیل دیا — پھر
میرے سینہ کو برابر کردیا پھر میرا ہاتھہ پکڑا
اور آسمان تک لےگئے — جب میں آسمان دنیا
تک پہونچا — تو جبریل علیہ السلام نے
آسمان کے محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولدے —
اُس نے کہا کون ہی؟ جبریل نے کہا میں ہوں
اُس نے پوچھا تمھارے ساتھہ کوئی ہی؟ کہا
ہاں میرے ساتھہ محمد صلعم ہیں — کہا کیا
بلائے گئے ہیں — کہا ہاں — جب دروازہ کھلا ہم
آسمان اول پر چڑھے دیکھا تو ایک شخص
بیٹھا ہوا ہی جس کے دائیں طرف بہت سی
دھندلی سی صورتیں ہیں اور بائیں طرف
بھی بہت سی دھندلی صورتیں ہیں — دائیں
طرف دیکھکر ھنستا ہی اور بائیں طرف دیکھکر
روتا ہی — اُس نے کہا مرحبا اے نبی صالح
اور فرزند صالح — میں نے جبریل سے پوچھا کہ
یہہ کون ہی — جبریل نے کہا یہہ آدم ہی اور
یہہ دھندلی صورتیں جو اُس کے دائیں اور
بائیں طرف ہیں — اُس کی اولاد کی روحیں
ہیں — اُن میں سے دائیں طرف والی جنتی

کچھہ اپنی نشانیاں

والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عیسی ثم مررت بابراهیم فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهیم — قال ابن شهاب فاخبرنی ابن حزم ان ابن عباس و اباحبة الانصاری کانا یقولان قال النبی صلی الله علیه وسلم ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام — قال ابن حزم و انس ابن مالک قال النبی صلی الله علیه وسلم ففرض الله عزوجل علی امتی خمسین صلواة — فرجعت بذلک حتی مررت علی موسی فقال ما فرض الله لک علی امتک قلت فرض خمسین صلواة — قال فارجع الی ربک فان امتک لاتطیق — فراجعت فوضع شطرها — فرجعت الی موسی قلت وضع شطرها — فقال راجع ربک فان امتک لاتطیق ذالک فراجعت فوضع شطرها فرجعت الیه فقال ارجع الی ربک فان امتک لاتطیق ذلک فراجعته فقال هی خمس و هی خمسون لا یبدل القول لدی — فرجعت الی موسی فقال راجع ربک فقلت استحییت من ربی ثم انطلق بی حتی انتهی بی الی السدرة المنتهی و غشیها الوان لا ادری ما هی ثم ادخلت الجنة فاذا فیها حبائل (جنا بذ) اللؤلؤ و اذا ترابها المسک —

(صحیح بخاری مطبوعہ دهلی صفحات ۵۰ و ۵۱) —

ہیں — اور بائیں طرف والی دوزخی اسی لیئے دائیں طرف دیکھکر هنستا هی اور بائیں طرف دیکھکر روتا هی — پھر مجھکو دوسرے آسمان تک لے گئے — اور اُس کے محافظ سے کہا کھول — اس محافظ نے بھی وهی کہا جو پہلے محافظ نے کہا تھا — پھر دروازہ کھل گیا — انس کہتے هیں کہ پھر ذکر کیا کہ آسمانوں میں آدم — ادریس — موسی — عیسی اور ابراهیم سے ملے اور اُن کے مقامات کی تعیین نہیں کی سوائے اس کے کہ پہلے آسمان پر آدم اور چھتے آسمان پر ابراهیم سے ملنے کا ذکر کیا هی انس کہتے هیں جب جبریل علیہ السلام پیغمبر خدا کے ساتھہ ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچے — اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح — میں نے پوچھا یہہ کون هیں جبریل نے کہا یہہ ادریس هیں پھر موسی پر گذر هوا اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح — میں نے پوچھا یہہ کون هیں جبرئیل نے کہا یہہ موسی هیں پھر میں عیسی کے پاس پہونچا — اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح — میں نے پوچھا یہہ کون هیں کہا یہہ عیسی هیں — پھر میں ابراهیم کے پاس پہونچا — اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور فرزند صالح — میں نے پوچھا یہہ کون هیں کہا یہہ ابراهیم هیں — ابن شہاب کہتے هیں مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابوحبہ انصاری دونوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ پھر مجھکو چڑھا لے گیا یہاں تک کہ میں ایسی جگہہ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۱)

پهونچا جهاں سے قلموں کے چلنے کي آواز سنتا تها — ابن حزم اور انس بن مالک کہتے هيں که رسول خدا نے فرمايا که خدا نے ميري اُمت پر پچاس نمازيں فرض کيں — جب ميں واپس هوکر موسی کے پاس آيا تو اُنهوں نے پوچها که خدا نے آپ کي اُمت پر کيا فرض کيا ميں نے کہا پچاس نمازيں کہا پهر خدا کے پاس جائيئے — آپ کي اُمت سے يهه فرض ادا نه هوسکيگا — ميں پهر گيا تو خدا نے ان ميں سے ايک حصه کم کرديا پهر موسی کے پاس آيا اور ميں نے کہا ايک حصه ان ميں سے خدا نے کم کرديا — کہا پهر جائيئے — آپ کي اُمت اسکا بهي تحمل نکرسکيگي — ميں پهر گيا — خدا نے ايک حصه اور کم کرديا — پهر جب موسی کے پاس آيا تو کہا پهر جائيئے آپ کي اُمت يهه بهي ادا نکرسکيگي ميں پهر خدا کے پاس گيا — کہا پانچ نمازيں هيں اور وهي پچاس کي برابر هيں — ميرا قول نهيں بدلتا — ميں موسی کے پاس آيا تو کہا پهر جائيئے ميں نے کہا اب تو مجهے خدا سے شرم آتي هی — پهر جبريل مجهے لے چلا — يہاں تک که ميں سدرہ کے پاس پهونچ گيا اور اُسپر رنگ چهائے هوئے تهے جنکي حقيقت ميں نهيں جانتا پهر ميں جنت ميں داخل هوا اور ديکها که موتي کے قبے هيں اور اس کي مٹي مشک خالص هی *

حديث بيان کي هم سے هدبه بن خالد نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے همام نے قتادہ سے اور کہا مجهسے خليفه نے حديث بيان کي هم سے يزيد بن زريع نے کہا اُس نے

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام عن قتادة و قال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد و هشام حدثنا قتادة حدثنا انس بن مالک عن مالک بن صعصعة قال قال النبي صلی الله عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان فذکر رجلا بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب ملان حکمة و ايمانا فشق من النحر الی مراق البطن ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملئي حکمة و ايمانا و اُتيت بدابة ابيض دون البغل و فوق الحمار البراق فانطلقت مع جبريل حتی اتينا السماء الدنيا قيل

حديث بيان کي هم سے سعيد اور هشام نے کہا اُنهوں نے حديث بيان کي هم سے قتادہ نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے انس بن مالک نے مالک بن صعصعه سے کہا اُس نے فرمايا رسول خدا نے که ميں کعبه کے پاس کچهه سوتا کچهه جاگتا تها پهر ذکر کيا ايک شخص کا دو شخصوں کے درميان پهر سونے کا لگن حکمت اور ايمان سے بهرا هوا لايا گيا — پهر ميرا سينه پيٹ کي نرم جگهه تک چيرا گيا — پهر اندر کي چيز (دل) کو آب زمزم سے دهوکر

بیشک وہ سننے والا ہی اور دیکھنے والا ❶

من هذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد أرسل الیه قال نعم قیل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتیت علی آدم فسلمت علیه فقال مرحبا بک من ابن و نبي فاتینا السماء الثانیة قیل من هذا قال جبریل قیل و من معک قال محمد قیل و ارسل الیه قال نعم قیل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتیت علی عیسی و یحیی فقالا مرحبا بک من اخ و نبي فاتینا السماء الثالثة قیل من هذا قال جبریل قیل و من معک قال محمد قیل وقد ارسل الیه قال نعم قیل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتیت علی یوسف فسلمت علیه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فاتینا السماء الرابعة قیل من هذا قال جبریل قیل و من معک قیل محمد صلی الله علیه و سلم قیل وقد ارسل الیه قال نعم قیل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتیت علی ادریس فسلمت علیه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فاتیت السماء الخامسة قیل من هذا قیل جبریل قیل و من معک قیل محمد قیل وقد ارسل الیه قیل نعم قیل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتینا علی هارون فسلمت علیه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فاتینا علی السماء السادسة قیل من هذا قیل جبریل قیل و من معک قیل محمد صلی الله علیه و سلم قیل و قد ارسل الیه قیل نعم قیل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتیت علی موسی فسلمت علیه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فلما جاوزت بکی فقیل ما ابکاک قال یارب

حکمت اور ایمان سے بھردیا — اور ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا — یعنی براق — پھر میں جبریل کے ساتھ چلا — یہاں تک کہ ہم پہلے آسمان تک پہونچے — پوچھا گیا کہ کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ اور کون ہی کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا — پھر میں آدم کے پاس آیا اور اُنکو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبي پھر میں عیسی اور یحیی کے پاس آیا دونوں نے کہا مرحبا اے بھائي اور نبي پھر ہم تیسرے آسمان پر پہونچے پوچھا یہہ کون ہی — کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں اسنے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں — کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا — پھر میں یوسف کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا — کہا مرحبا تم پر اے بھائي اور نبي پھر ہم چوتھے آسمان پر پہونچے پوچھا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ اور کون ہی کہا محمد صلی الله علیه وسلم ہیں — کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا پھر میں ادریس کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا تم پر اے بھائي اور نبي پھر میں پانچویں آسمان پر پہونچا — پوچھا کون ہی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ اور کون ہی کہا محمد صلعم

وَ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ

هذا الغلام الذي بعث بعدي يدخل الجنة
من امته افضل مما يدخل من امتي فاتينا
السماء السابعة قيل من هذا قال جبريل قيل
و من معک قيل محمد قيل و قد ارسل اليه
مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتيت على
ابراهيم فسلمت عليه فقال مرحبا بک من
ابن و نبي فرفع لي البيت المعمور فسالت
جبريل فقال هذا البيت المعمور يصلي فيه كل
يوم سبعون الف ملک اذا خرجوا لم يعودوا آخر
ما عليهم ورفعت لي سدرة المنتهى فاذا نبقها
كانه قلال هجر وورقها كانه آذان فيول في اصلها
اربعة انهار نهران باطنان و نهران ظاهران
فسالت جبريل فقال اما الباطنان ففي الجنة
واما الظاهران فالفرات والنيل — ثم فرضت
على خمسون صلوة فاقبلت حتى جئت
موسى فقال ما صنعت قلت فرضت على
خمسون صلوة قال انا اعلم بالناس منک
عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة وان امتک
لاتطيق فارجع الى ربک فسئله فرجعت فسالته
فجعلها اربعين ثم مثله ثم ثلثين ثم مثله فجعل
عشرين ثم مثله فجعل عشرا فاتيت موسى
فقال مثله فجعلها خمسا فاتيت موسى فقال
ما صنعت قلت جعلها خمسا فقال مثله
قلت سلمت فنودي اني قد امضيت
فريضتي وخففت عن عبادي واجزي الحسنة
عشرا و قال همام عن قتادة عن الحسن عن
ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
في البيت المعمور —

(صحیح بخاری مطبوعہ دہلی صفحات
(۳۵۵ و ۳۵۶)

ہیں — کہا کہا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا
مرحبا کیا خوب آنا ہوا — پھر ہم ہارون کے
پاس پہونچے میں نے انکو سلام کیا — کہا مرحبا
تم پر اے نبی اور برادر پھر ہم چھٹے آسمان پر
پہونچے پوچھا کون ہی کہا جبریل پوچھا
کہ تیرے ساتھ کون ہی کہا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں پوچھا کہ بلائے گئے ہیں —
کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا — پھر
میں موسی کے پاس پہنچا — اُن کو میں
نے سلام کیا — کہا مرحبا اے برادر اور نبی —
جب میں وہاں سے بڑھا تو وہ روئے پوچھا کہ تم
کیوں روتے ہو — کہا اے خدا یہہ لڑکا جو
میرے بعد مبعوث ہوا ہی — اس کی امت
کے لوگ میری اُمت والوں سے زیادہ جنت
میں داخل ہونگے — پھر ہم ساتویں
آسمان پر پہونچے کہا کون ہی — کہا
جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہی — کہا
محمد صلعم ہیں — پوچھا کہ بلائے گئے ہیں کہا
ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا — پھر
میں ابراہیم کے پاس پہونچا میںنے اُنکو سلام کیا
کہا مرحبا تم پر اے فرزند اور نبی پھر بیت
المعمور میرے قریب لایا گیا — میں نے جبریل
سے پوچھا تو کہا یہہ بیت المعمور ہی — اس
میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں —
اور جب یہاں سے نکلتے ہیں تو پھر کبھی نہیں
آتے — پھر سدرۃ المنتہی مجھہ سے نزدیک ہوا —

اور هم نے دي موسى كو كتاب

جس كے بير هجر كے مٹكوں كے برابر بڑے تھے اور پتے هاتهيوں كے كان كي برابر تھے — چار نهريں اس كي جڑ ميں سے نكلتي تهيں دو پوشيدہ اور دو ظاهر تهيں — ميں نے جبريل سے پوچها تو كها دو پوشيدہ نهريں تو جنت ميں هيں — اور دو ظاهر فرات اور نيل هيں — پهر مجهه پر پچاس نمازيں فرض هوئيں پهر ميں موسى كے پاس آيا — پوچها آپ نے كيا كيا — ميں نے كها مجهه پر پچاس نمازيں فرض هوئي هيں — كها ميں لوگوں كے حال سے آپ سے زيادہ واقف هوں — ميں نے بني اسرائيل كي اصلاح ميں سخت تكليف اُٹهائي هى — آپ كي اُمت اس كا تحمل نكرسكيگي آپ خدا كے پاس پهر جائيئے — اور درخواست كيجيئے ميں پهر گيا اور خدا سے سوال كيا — تو چاليس نمازوں كا حكم ديا — پهر ايسا هي هوا پهر تيس كا حكم ديا پهر ايسا هي هوا پهر بيس كا حكم ديا پهر ايسا هي هوا پهر دس نمازوں كا حكم ديا پهر ميں موسى كے پاس آيا پهر وهي كها جو پہلے كها تها — پهر خدا نے پانچ نمازوں كا حكم ديا ميں پهر موسى كے پاس آيا — كها آپ نے كيا كيا ميں نے كها اب پانچ كا حكم ديا هى موسى نے پهر وهي كها جو پہلے كها تها — ميں نے كها اب تو ميں قبول كرچكا — پهر آواز آئي كہ هم نے اپنا فرض جاري كيا — اور اپنے بندوں كو آساني دي اور هم ايك نيكي كے بدلے دس كا ثواب دينگے — همام نے قتادہ سے اُس نے حسن سے اور اُس نے ابو هريرہ سے اور اُنهوں نے پيغمبر خدا سے روايت كي هى كہ يهہ واقعہ بيت المعمور ميں هوا *

حديث بيان كي هم سے هدبہ بن خالد نے كها اُس نے حديث بيان كي هم سے همام بن يحيى نے كها اُس نے حديث بيان كي هم سے قتادہ نے انس بن مالك سے اُس نے

قال حدثنا هدبة بن خالد قال حدثنا همام بن يحيي حدثنا قتادة عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعة ان النبي صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة أسرى به بينما انا في الحطيم و ربما قال في الحجر مضطجعا اذا اتاني آت فقد قال و سمعته يقول فشق مابين هذه الى هذه يعني من ثغرة نحره الى شعرته و سمعته يقول من قصته الى شعرته فاستخرج قلبي ثم

مالك بن صعصعہ سے كہ پيغمبر خدا نے ذكر كيا اُن سے معراج كي رات كا كہ اُس حالت ميں كہ ميں حطيم ميں تها اور كبهي كہا ميں حجر ميں كروٹ پر سوتا تها — كہ ايك آنے والا آيا پهر اُس نے چيرا اور ميں نے سنا كہ فرمايا يہاں سے يہاں تك چاك كيا يعني گلے كے گڑهے سے بالوں كي جگهہ تك اور ميں نے سنا كہ فرمايا سينہ كے سرے سے بالوں كي

و جعلنه هدى

أتيت بطست من ذهب مملوة ايمانا فغسل قلبي ثم حشي ثم أعيد ثم أتيت بدابة دون البغل و فوق الحمار ابيض و هوالبراق يضع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه فانطلق بي جبريل حتى اتي السماء الدنيا فاستفتح فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها آدم فقال هذا ابوك آدم فسلم عليه فسلمت عليه فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح والنبي الصالح ثم صعد حتى اتي السماء الثانية فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت اذا يحيى و عيسى و هما ابنا الخالة قال هذا يحيى و عيسى فسلم عليهما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم صعد بي الى السماء الثالثة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت اذا يوسف قال هذا يوسف فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم صعد بي حتى اتي السماء الرابعة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت اذا ادريس قال هذا ادريس فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح

جگہہ تک پھر میرا دل نکالا پھر ایمان سے بھرا ہوا سونے کا لگن لایا گیا اور میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا پھر وہیں رکھدیا گیا جہاں پہلے تھا — پھرایک جانور سواري کا لایاگیا خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا سفید رنگ کا اور وہ براق تھا جو منتہاے نظر پر قدم رکھتا تھا — میں اس پر سوار ہوا اور جبریل میرے ساتھہ چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر پہنچا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا — پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا گیا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا پھر دروازہ کھل گیا جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں آدم ہیں — جبریل نے کہا کہ یہہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجیئے میں نے سلام کیا — آدم نے سلام کا جواب دیا پھر کہا اے فرزند صالح اور نبي صالح مرحبا! پھر چڑھا یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچا — اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کون ہی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں کہا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا پھر دروازہ کھل گیا — جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ یحییٰ و عیسیٰ ہیں — اور وہ دونوں خالہ زاد بھائي ہیں — جبریل نے کہا یہہ عیسیٰ اور یحییٰ ہیں ان کو سلام کیجیئے — میں نے سلام کیا — دونوں نے جواب

والنبي الصالح ثم صعد بي حتى اتى السماء الخامسة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء فلما خلصت فاذا هارون قال هذا هارون فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم صعد بي حتى اتى السماء السادسة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء فلما خلصت فاذا موسى قال هذا موسى فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح فلما تجاوزت بكي فقيل له ما يبكيك قال ابكي لان غلاما بعث بعدي يدخل الجنة من أمته اكثر ممن يدخلها من أمتي ثم صعد بي الى السماء السابعة فاستفتح جبريل قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال نعم قال مرحبا به فنعم المجئي جاء فلما خلصت فاذا ابراهيم قال هذا ابوك فسلم عليه قال فسلمت عليه فرد السلام فقال مرحبا بالابن الصالح والنبي الصالح ثم رفعت بي سدرة المنتهى فاذا نبقها مثل قلال هجر و اذا ورقها مثل آذان الفيلة قال هذه سدرة المنتهى و اذا اربعة انهار نهران باطنان و نهران ظاهران فقلت ماهذان يا جبريل قال اما الباطنان فنهران فى الجنة و اما الظاهران فا النيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور ثم أتيت باناء من خمر و اناء من لبن و اناء من عسل فاخذت اللبن فقال هي الفطرة انت عليها

دیا — پھر کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح - پھر مجھکو تیسرے آسمان پر چڑھا لے گیا - پھر اُس نے دروازہ کھلوانا چاہا — پوچھا گیا کون هی کہا جبریل - کہا تیرے ساتھہ کون هی کہا محمد صلعم هیں - کہا بلائے گئے هیں کہا هاں کہا مرحبا کیا خوب آنا هوا — پھر دروازہ کھل گیا اور میں پہنچا تو دیکھا کہ وهاں یوسف هیں — جبریل نے کہا کہ یہہ یوسف هیں - انکو سلام کیجیئے - میں نے سلام کیا - یوسف نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح پھر مجھکو چوتھے آسمان پر چڑھا لے گیا وهاں بھي دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا کون هی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون هی — کہا محمد صلعم هیں - کہا بلائے گئے هیں - کہا هاں کہا مرحبا کیا خوب آنا هوا پھر دروازہ کھل گیا - جب میں وهاں پہنچا تو دیکھا وهاں ادریس هیں - جبریل نے کہا یہہ ادریس هیں اُن کو سلام کیجیئے - میں نے سلام کیا ادریس نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح پھر مجھکو پانچویں آسمان پر چڑھا لے گیا اور وهاں بھي دروازہ کھلوانا چاہا - پوچھا گیا کون هی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون هی کہا محمد صلعم هیں کہا کیا بلائے گئے هیں کہا هاں کہا مرحبا کیا خوب آنا هوا جب میں پہنچا تو دیکھا وهاں هارون هیں — جبریل نے کہا یہہ هارون

لِبَنِيٓ اِسۡرَآءِيلَ

و امتک ثم فرضت علي الصلوات خمسون صلوات کل يوم فرجعت فمررت علي موسي فقال بم امرت قال امرت بخمسين صلوات کل يوم قال ان امتک لا تستطيع خمسين صلوة کل يوم و اني والله قد جربت الناس قبلک و عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة فارجع الي ربک فسئله التخفيف لامتک فرجعت فوضع عني عشرا فرجعت الي موسي فقال مثله فرجعت فوضع عني عشرا فرجعت الي موسي فقال مثله فرجعت فوضع عني عشرا فرجعت الي موسي فقال مثله فرجعت فامرت بعشر صلوات کل يوم فرجعت فقال مثله فرجعت فامرت بخمس صلوات کل يوم فرجعت الي موسي فقال بم امرت قلت امرت بخمس صلوات کل يوم قال ان امتک لاتستطيع خمس صلوات کل يوم و اني قد جربت الناس قبلک و عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة فارجع الي ربک فسئله التخفيف لامتک قال سالت ربي حتي استحييت و لکني ارضي و اسلم قال فلما جاوزت نادي مناد امضيت فريضتي و خففت عن عبادي —

(صفحات ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ صحيح بخاري مطبوعه دهلي) —

هيں ان کو سلام کيجيئے ميں نے سلام کيا هارون نے سلام کا جواب ديا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح پھر مجھکو چھٹے آسمان پر لے گيا اور دروازہ کھلوانا چاها پوچھا گيا که کون هی کہا جبريل کہا تيرے ساتھه کون هی کہا محمد صلعم هيں — کہا کياوہ بلائے گئے هيں — کہا هاں کہا مرحبا کيا خوب آنا هوا پھر ميں پهنچا تو ديکھا وهاں موسی هيں جبريل نے کہا يهه موسی هيں ان کو سلام کيجيئے — ميں نے سلام کيا — موسی نے جواب ديا پھر کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح — جب ميں وهاں سے آگے بڑھا موسی روئے — ان سے پوچھا گيا که آپ کيوں روتے هيں کہا ميں اس ليئے روتا هوں که اس لڑکے کي امت کے لوگ جو ميرے بعد مبعوث هوا هی — ميري امت والوں سے زيادہ جنت ميں جائينگے پھر مجھکو ساتويں آسمان پر لے گيا اور دروازہ کھلوانا چاها پوچھا گيا کون هی کہا جبريل کہا تيرے ساتھه کون هی کہا محمد صلعم هيں — کہا کيا طلب کيئے گئے هيں — کہا هاں — کہا مرحبا کيا خوب آنا هوا پھر جب ميں پهنچ گيا تو ديکھا وهاں ابراهيم هيں — جبريل نے کہا يهه آپ کے دادا ابراهيم هيں — ان کو سلام کيجيئے — ميں نے سلام کيا سلام کا جواب ديا اور کہا مرحبا اے فرزند صالح اور نبي صالح پھر سدرة المنتهی مجھه سے نزديک هوا ميں نے ديکھا اس کے پھل هجر کے مٹکوں کے برابر اور پتے هاتھيوں کے کان کي برابر هيں — جبريل نے کہا يهه سدرة المنتهی هی — ميں نے ديکھا اس کي جڑ سے چار نهريں نکلتي هيں دو پوشيدہ اور دو ظاهر — ميں نے کہا

بني اسرائيل کے لیئے

اے جبریل یہہ کیا هیں — کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتي هیں اور دو ظاهر نیل اور فرات هیں — پھر بیت المعمور مجھہ سے نزدیک هوا — پھر ایک ظرف شراب سے دوسرا دودہ سے اور تیسرا شہد سے بھرا هوا پیش کیا گیا میں نے دودہ کو پسند کیا — جبریل نے کہا یہي آپ کي فطرت هی جس پر آپ اور آپ کي اُمت پیدا هوئي هی — پھر مجھہ پر هر روز پچاس نمازیں فرض هوئیں — پھر میں اُلٹا پھرا اور موسی کے پاس آیا پوچھا کیا حکم هوا — میں نے کہا هر روز پچاس نمازوں کا حکم هوا هی کہا آپ کي اُمت پچاس نمازیں هر روز ادا نہیں کرسکیگي — اور خدا کي قسم میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا هوں اور بني اسرائیل کي اصلاح میں سخت تکلیف اُٹھا چکا هوں — خدا کے پاس پھر جائیئے — اور اپني اُمت کے لیئے تخفیف کي درخواست کیجیئے — میں پھر گیا اور خدا نے دس نمازیں کم کردیں — اور میں پھر موسی کے پاس آیا — موسی نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر گیا اور خدا نے دس اور کم کردیں پھر موسی کے پاس آیا موسی نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا میں پھر گیا اور خدا نے دس نمازیں اور کم کردیں — پھر موسی کے پاس آیا پھر بھي وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر گیا تو هر روز دس نمازوں کا حکم هوا — جب میں موسی کے پاس آیا تو پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر گیا اور اب کي دفعہ هر روز پانچ نمازوں کا حکم هوا — لوٹ کر موسی کے پاس آیا تو پوچھا کیا حکم هوا میں نے کہا هر روز پانچ نمازوں کا حکم هوا هی — کہا آپ کي اُمت هر روز پانچ نمازیں ادا نہیں کرسکیگي — میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا هوں اور بني اسرائیل کي اصلاح میں تکلیف اُٹھا چکا هوں — آپ پھر جائیئے اور اپني اُمت کے لیئے کمي کي درخواست کیجیئے — کہا میں نے اپنے رب سے سوال کیا یہاں تک کہ مجھے شرم آئي اب تو میں راضي هوں اور اسي کو قبول کرتا هوں — کہا جب میں اُس مقام سے چلا تو ایک پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا فرض جاري کردیا اور اپنے بندوں پر آساني کي *

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن قتادة وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد عن قتادة عن ابي العالية حدثنا ابن عم نبيكم صلى الله عليه وسلم

حدیث بیان کي هم سے محمد بن بشار نے کہا اسنے حدیث بیان کي هم سے غندر نے کہا اُسنے حدیث بیان کي هم سے شعبہ نے قتادہ سے اور کہا مجھسے خلیفہ نے حدیث بیان کي هم سے یزید بن زریع نے کہا اُسنے حدیث بیان کي هم سے سعید نے قتادہ سے اُس نے ابو العالیہ سے

اَلَّا تَتَّخِذُوْا

يعني ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رايت ليلة أسرى بي موسى رجلا آدم طوالا جعدا كانه من رجال شنوءة ورايت عيسى رجلاً مربوعاً مربوع الخلق الى الحمرة والبياض سبط الراس ورايت مالكا خازن النار والدجال في آيات اراهن الله اياه فلاتكن في مرية من لقائه قال انس وابوبكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم تحرس الملائكة المدينة من الدجال —
(صحيح بخاري صفحه ۴۵۹) —

کہا اُسنے حديث بيان کي هم سے تمهارے نبي کے چچا کے بيٹے يعني ابن عباس نے پيغمبر خدا سے فرمايا ميں نے ديکها معراج کي شب موسى کو لمبے قد کا اور گهونگريالے بالوں والا گويا کہ وہ قبيلہ شنوءة کے مردوں ميں سے هيں = اور ميں نے عيسى کو ديکها ميانہ قد ميانہ بدن رنگت مائل بسرخي و سفيدي بال چهوٹے هوئے — اور ميں نے ديکها مالک محافظ دوزخ کو اور دجال کو اُن نشانيوں ميں جو خدا نے دکهائيں — پس نہ شک کر تو اس کے ديکهنے ميں = روايت کي انس نے اور ابوبکرہ نے پيغمبر خدا سے کہ فرشتے مدينہ کو دجال سے بچاتے اور اسکي نگهباني کرتے هيں *

حديث بيان کي هم سے عبدان نے کہا اُسنے حديث بيان کي هم سے عبدالله نے کہا اسنے

حدثنا عبدان حدثنا عبدالله حدثنا يونس عن الزهري وحدثنا احمد بن صالح حدثنا عنبسة حدثنا يونس عن ابن شهاب قال قال انس ابن مالک کان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتي وانا بمکة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلیء حکمة وايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء فلما جاء الى السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال معک احد قال معي محمد قال أرسل اليه قال نعم ففتح فلما علونا السماء الدنيا اذا رجل عن يمينه اسودة وعن يساره اسودة فاذا نظرقبل يمينه ضحک واذانظر قبل شماله بکي فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت

حديث بيان کي هم سے يونس نے زهري سے اور هم سے حديث بيان کي احمد بن صالح نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے عنبسہ نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے يونس نے ابن شهاب سے کہا اُسنے کہا انس بن مالک نے ابوذر حديث بيان کرتے تهے کہ پيغمبر خدا نے فرمايا — ميرے گهر کي چهت شق کي گئي اور ميں اُسوقت مکہ ميں تها — پهر جبريل نازل هوا اور ميرا سينہ چيرکر آب زمزم سے دهويا پهر حکمت وايمان سے بهرا هوا سونے کا لگن لايا اور اسکو ميرے سينہ ميں اُلٹ ديا = پهر اسکو برابر کرديا اور ميرا هاتهہ پکڑکر آسمان پر لے چلا جب پہلے آسمان پر پهنچا جبريل نے آسمان کے محافظ سے کہا کهول کہا کون هے

کہ نہ پکڑو

من هذا يا جبرئيل قال هذا آدم و هذه
الاسودة عن يمينه وعن شماله نسم بنيه فاهل
اليمين منهم اهل الجنة والاسودة اللتي عن
شماله اهل النار فاذا نظر قبل يمينه ضحك
واذا نظر قبل شماله بكي ثم عرج بي جبرئيل
حتى اتي السماء الثانية فقال لخازنها افتح
فقال له خازنها مثل ماقال الاول ففتح
قال انس فذكر انه وجد في السموات ادريس
و موسى و عيسى و ابراهيم ولم يثبت لي
كيف منازلهم غيرانه قدذكر انه قد وجد آدم
في السماء الدنيا وابراهيم في السادسة وقال
انس فلما مر جبرئيل بادريس قال مرحبا
بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا
قال هذا ادريس ثم مررت بموسى فقال مرحبا
بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا
قال هذا موسى ثم مررت بعيسى فقال مرحبا
بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا
قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا
بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا
قال هذا ابراهيم - قال ابن شهاب واخبرني
ابن حزم ان ابن عباس واباحبة الانصاري
كانا يقولان قال النبي صلى الله عليه وسلم
ثم عرج بي جبرئيل حتى ظهرت لمستوى
اسمع صريف الاقلام قال ابن حزم وانس بن
مالک قال النبي صلى الله عليه وسلم ففرض
الله على خمسين صلوة فرجعت بذلک حتى
أمر بموسى فقال موسى ماالذي فرض
ربک على امتک قلت فرض عليهم خمسون
صلوة قال فراجع ربک فان امتک لاتطيق
ذلک فرجعت فراجعت ربي فوضع شطرها
فرجعت الى موسى فقال راجع ربک فذكر

کہا جبرئیل کہا تیرے ساتھہ کوئي هی کہا
میرے ساتھہ محمد صلعم هیں — کہا بلائے گئے
هیں کہا هاں پھر دروازہ کھل گیا — اور هم
آسمان اول پر جاپہنچے — میں نے دیکھا
ایک مرد هی جسکے دائیں بائیں بہت سي
صورتیں هیں — دائیں طرف دیکھکر هنستا
هی اور بائیں طرف دیکھکر روتا هی - اُسنے کہا
مرحبا اے نبي صالح اور فرزند صالح میں نے کہا
اے جبرئیل یہہ کون هی کہا یہہ آدم هیں اور
یہہ صورتیں جو انکے دائیں بائیں هیں - اُنکي
اولاد کي روحیں هیں — ان میں سے دائیں
طرف والے جنتي اور بائیں طرف والے دوزخي
هیں - اسلیئے دائیں طرف دیکھکر هنستے اور
بائیں طرف دیکھکر روتے هیں — پھر جبرئیل
مجھکو دوسرے آسمان پر چڑھا لیگیا — اور
محافظ سے کہا کھول اس محافظ نے بھي وهي
کہا جو پہلے محافظ نے کہا تھا — پھر کھل
گیا انس کہتے هیں کہ ابوذر نے آسمانوں پر
ادریس — موسی — عیسی اور ابراهیم کا ملنا
تو بیان کیا مگر اُنکے مقامات کي تعیین نہیں
کي سوائے اس کے کہ آسمان اول پر آدم اور
چھٹے آسمان پر ابراهیم کے ملنے کا ذکر کیا —
انس کہتے هیں جب جبرئیل کا گذر ادریس
کے پاس هوا — ادریس نے کہا مرحبا اے
نبي صالح اور برادر صالح میں نے کہا یہہ کون
هیں کہا یہہ ادریس هیں پھر میں موسی کے

مِنْ دُوْنِي وَكِيْلاً (۲)

مثله فوضع شطرها فرجعت الى موسى فاخبرته فقال ذلک ففعلت فوضع شطرها فرجعت الى موسى فاخبرته فقال راجع ربک فان امتک لاتطيق ذلک فرجعت فراجعت ربي فقال هي خمس وهي خمسون لايبدل القول لدي فرجعت الى موسى فقال راجع ربک فقلت قد استحييت من ربي ثم انطلق حتى اتي بي السدرة المنتهي فغشيها الوان لاادري ماهي ثم أدخلت الجنة فاذا فيها جنا بذ اللؤلوء واذا ترابها المسک — (صحيح بخاري صفحات ۴۷۰ و ۴۷۱) —

پاس پهنچا موسى نے كها مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح — ميں نے پوچها يهه كون هيں — كها موسى هيں — پهر ميں عيسى كے پاس پهونچا عيسى نے كها مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچها يهه كون هيں كها يهه عيسى هيں — پهر ميں ابراهيم كے پاس پهنچا — ابراهيم نے كها مرحبا اے فرزند صالح اور نبي صالح ميں نے پوچها يهه كون هيں كها يهه ابراهيم هيں — كها ابن شهاب نے اور خبر دي مجهكو ابن حزم نے كه ابن عباس اور ابو حبة الانصاري دونوں كهتے تهے كه رسول خدا نے فرمايا پهر مجهكو جبريل ايسے مقام پر چڑها لےگيا جهاں سے قلموں† كے چلنے كي آواز سنائي ديتي تهي — كها ابن حزم اور انس بن مالک نے فرمايا رسول خدا نے كه فرض كيں خدا نے مجهپر پچاس نمازيں — پهر ميں لوٹكر موسى كے پاس آيا موسى نے پوچها كه خدا نے آپ كي أمت پر كيا فرض كيا — ميں نے كها كه اُن پر پچاس نمازيں فرض هوئي هيں — كها خدا كے پاس پهر جائيے آپكي أمت اسكا تحمل نهيں كرسكيگي — ميں پهر خدا كے پاس گيا خدا نے اُن ميں سے ايک حصه كم كرديا — پهر ميں موسى كے پاس آيا كها پهر جائيے اور وهي كها جو پهلے كها تها — پهر خدا نے ايک حصه ان ميں سے اور كم كرديا — ميں پهر موسى كے پاس آيا اور انكو خبر دي موسى نے پهر كها خدا كے پاس پهر جائيے — ميں نے ايسا هي كها — ايک حصه خدا نے اور كم كرديا — ميں پهر موسى كے پاس آيا اور اُنكو خبر دي — كها خدا كے پاس پهر جائيے آپكي أمت اسكي طاقت نهيں ركهتي — ميں پهر گيا — اور پهر سوال كيا كها پانچ اور يهي پچاس هيں — اب ميرا قول نهيں بدلتا پهر ميں موسى كے پاس آيا كها خدا كے پاس پهر جائيے ميں نے كها مجهكو خدا سے شرم آتي هے پهر جبريل مجهكو سدرة المنتهى پر لےگيا — كچهه رنگ اُسپر چهائے هوئے تهے — اُنكي حقيقت سے ميں خبردار نهيں هوں — پهر ميں جنت ميں داخل هوا — وهاں موتي كے قبے اور مشک كي مٹي تهي *

† اي صوت الاقلام حال الكتابة كانت الملائكة تكتب الاقضية —

میرے سوا کوئی کار ساز ۲

حدیث کی ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے کہا اس نے حدیث کی مجھہ سے سلیمان
نے شریک بن عبداللہ سے کہا اُس نے سنا میں نے انس بن مالک سے کہ ذکر کرتے تھے وہ۔

حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ قال حدثني
سلیمان عن شریک بن عبداللہ انہ قال
سمعت انس بن مالک یقول لیلۃ أسری
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مسجد الکعبۃ
انہ جاءہ ثلثۃ نفر قبل ان یوحي الیہ و ھو نائم
فی المسجد الحرام فقال اولھم ایھم ھو فقال
اوسطھم ھو خیرھم فقال آخرھم خذوا خیرھم
فکانت تلک اللیلۃ فلم یرھم حتی أتوہ لیلۃ
أخری فیما یری قلبہ و تنام عینہ ولا ینام قلبہ
و کذالک الانبیاء تنام اعینھم ولا تنام قلوبھم
فلم یکلموہ حتی احتملوہ فوضعوہ عند بئر زمزم
فتولاہ منھم جبریل فشق جبریل مابین
نحرہ الی لبتہ حتی فرغ من صدرہ وجوفہ
فغسلہ من ماء زمزم بیدہ حتی انقی جوفہ
ثم أتي بطست من ذھب فیہ تور من ذھب
محشو ایمانا و حکمۃ فحشابہ صدرہ و لغادیدہ
یعني عروق حلقہ ثم اطبقہ ثم عرج بہ الی
السماء الدنیا فضرب بابا من ابوابھا فناداہ
اھل السماء من ھذا فقال جبریل قالوا و من
معک قال معي محمد قال و قد بعث قال
نعم قالوا فمرحبا بہ واھلا یستبشر بہ اھل السماء
لا یعلم اھل السماء بما یرید اللہ بہ فی الارض
حتی یعلمھم فوجد فی السماء الدنیا آدم فقال
لہ جبریل ھذا ابوک فسلم علیہ فسلم علیہ
و رد علیہ آدم و قال مرحبا و اھلا یا بني فنعم
الابن انت فاذا ھو فی السماء الدنیا بنھرین
یطردان فقال ما ھذان النھران یا جبریل
قال ھذا النیل والفرات عنصرھما ثم مضی

اُس رات کا جبکہ رسول خدا کو مسجد کعبہ
سے معراج ہوئی – کہ تین شخص (فرشتے)
وحی آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آئے اور
وہ مسجد حرام میں سوتے تھے — ان میں سے
اول نے کہا ان میں سے کون بھیجے والے نے کہا
جو ان میں بہتر ہی – ان میں سے اخیر
شخص نے کہا لو ان میں سے بہتر کو وہ رات
تو گذر گئی پھر کسی نے اُن کو نہیں دیکھا –
یہاں تک کہ ایک دوسری رات کو آئے ایسی
حالت میں جبکہ رسول خدا کا دل دیکھتا
تھا – اور آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا اور
اسیطرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی اور اُنکے
دل نہیں سوتے ہیں – پھر اُنہوں نے رسول خدا
سے بات نہیں کی اور اُن کو اُٹھاکر چاہ زمزم کے
پاس لے گئے – پھر ان میں سے جبریل نے کام
کا ذمہ لیا – پھر جبریل نے اُن کے سینہ کو
ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیر ڈالا –
یہاں تک کہ سینہ اور جوف کو بالکل
خالی کردیا — پھر آب زمزم سے اُس کو
دھویا – یہاں تک کہ جوف کو صاف کرڈالا –
پھر سونے کا لگن لایا گیا جس میں سونے کا
لوٹا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا – جبریل
نے اُس سے آنحضرت کے سینہ اور حلق کی
رگوں کو پر کردیا – پھر برابر کردیا – پھر اُن

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ

به في السماء فاذا هو بنهر آخر عليه قصر من
لؤلؤ وزبرجد فضرب يده فاذا هو مسك
اذفر فقال ما هذا يا جبريل قال هو هذا الكوثر
الذي قد خبالك ربك ثم عرج به الى السماء
الثانية فقالت الملائكة له مثل ما قالت له
الاولى من هذا قال جبريل قالوا و من معك
قال محمد قال و قد بعث اليه قال نعم قالوا
مرحبا به و اهلا ثم عرج به الى السماء الثالثة و
قالوا له مثل ما قالت اولالى والثانية ثم عرج به
الى السماء الرابعة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج
به الى السماء الخامسة فقالوا له مثل ذلك
ثم عرج به الى السماء السادسة فقالوا له مثل
ذلك ثم عرج به الى السماء السابعة فقالوا له
مثل ذلك كل سماء فيها انبياء قد سماهم
فاوعيت منهم ادريس فى الثانية وهارون
فى الرابعة و اخر فى الخامسة لم احفظ اسمه
و ابراهيم فى السادسة و موسى فى السابعة
بتفضيل كلام الله فقال موسى رب لم اظن ان
يرفع على احد ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه
الا الله حتى جاء سدرة المنتهى و دنا الجبار
رب العزة فتدلى حتى كان قاب قوسين او
ادنى فاوحى الله اليه فيما يوحى الله
خمسين صلوة على امتك كل يوم و ليلة ثم
هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى فقال
يا محمد ماذا عهد اليك ربك قال عهد
الى خمسين صلوة كل يوم و ليلة قال ان
امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف
عنك ربك و عنهم فالتفت النبي صلى الله
عليه وسلم الى جبريل كانه يستشيره في
ذلك فاشار اليه جبريل نعم ان شئت فعلا به
الى الجبار فقال و هو مكانه يا رب خفف
عنا فان امتي لا تستطيع هذا فوضع عنه

کو آسمان دنیا پر لے گیا اور اُس کا ایک
دروازہ کھٹکھٹایا - آسمان والوں نے پکارا کہ
کون هی — کہا جبریل کہا اور تیرے ساتھہ
کون هی کہا میرے ساتھہ محمد صلعم هیں —
پوچھا بلائے گئے هیں — کہا هاں کہا مرحبا
آئیئے اهل آسمان اسي بشارت کو طلب کر
رهے هیں — کوئي آسمان کا فرشتہ نہیں جانتا
کہ ان سے خدا زمین پر کیا چاهتا هی
جب تک کہ اُن کو معلوم نہ هو — پھر
آسمان اول پر آدم کو دیکھا جبریل نے کہا
یہہ آپ کے باپ هیں = ان کو سلام کیجیئے
رسول خدا نے آدم کو سلام کیا اور آدم نے
جواب دیا — اور کہا مرحبا اے بہترین
فرزند = پھر یکایک آسمان اول پر دو نہریں
بہتي دیکھیں کہا اے جبریل یہہ کیسي
نہریں هیں — کہا یہہ نیل و فرات کي اصل
هیں = پھر اُن کو آسمان میں لے گیا = ایک
اور نہر دیکھي جس پر موتي اور زبرجد
کے محل بنے تھے — پھر اُس میں هاتھہ
ڈالا تو اس کي مٹي بالکل مشک خالص کے
مانند تھي — کہا اے جبریل یہہ کیا هی
اس نے کہا یہہ کوثر هی جو خدا نے آپ کے
لیئے تیار رکھي هی — پھر دوسرے آسمان پر
لے گیا یہاں بھي فرشتوں نے وهي کہا جو
پہلوں نے کہا تھا = کہ کون هی کہا جبریل
کہا تیرے ساتھہ کون هی کہا محمد صلعم

(اے) اولاد اُس قوم کي جس کو هم نے چڑها ليا تها نوح کے ساتهه

عشر صلوات ثم رجع الى موسى فاحتبسه
فلم يزل يردده موسى الى ربه حتى صارت
الى خمس صلوات ثم احتبسه موسى عند
الخمس فقال يا محمد والله لقدراودت
بني اسرائيل قومي على ادنى من هذا
فضعفوا و تركوه فامتك اضعف اجسادا و قلوبا
و ابدانا و ابصارا و اسماعا فارجع فليخفف
عنک ربک کل ذلک يلتفت النبي صلى الله
عليه وسلم الى جبريل ليشير عليه و کان لا
يکره ذلک جبريل فرفعه عند الخامسة
فقال يا رب ان امتي ضعفاء اجسادهم وقلوبهم
و اسماعهم و ابصارهم و ابدانهم فخفف عنا
فقال الجبار يا محمد قال لبيک و سعديک
قال انه لا يبدل القول لدي کما فرضت
عليک في أم الکتاب فکل حسنة بعشر امثالها
فهي خمسون في أم الکتاب وهي خمس
عليک فرجع الى موسى فقال کيف فعلت
قال خفف عنا اعطانا بکل حسنة عشر امثالها
قال موسى قد والله راودت بني اسرائيل على
ادنى من ذلک فترکوه فارجع الى ربک
فليخفف عنک ايضا قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم يا موسى قد والله استحييت من
ربي مما اختلف اليه قال فاهبط بسم الله
فاستيقظ و هو في المسجد الحرام –

(صحيح بخاري صفحات ١١٢٠ و ١١٢١)

هيں کها طالب کيئے گئے هيں — کها هاں
کها مرحبا پهر تيسرے آسمان پر لے گيا وهاں
بهي فرشتوں نے وهي کها جو پهلے اور دوسرے
آسمان پر کها تها — پهر چوتهے آسمان پر
لے گيا — پهر وهي اُنهوں نے کها جو پهلے
کهه چکے تهے — پهر پانچويں آسمان پر لے
گيا اور يهاں بهي مثل اول کے فرشتوں نے
کلام کيا – پهر چهٹے آسمان پر لے گيا اور
فرشتوں نے مثل اول کے کلام کيا — پهر
ساتويں آسمان پر لے گيا وهاں کے فرشتوں نے
بهي وهي کها جو پهلوں نے کها تها — هر
ايک آسمان ميں پيغمبروں کے جدا جدا نام
بتائے – جن ميں سے ميں نے ياد رکها
ادريس دوسرے آسمان ميں — هاروں چوتهے
ميں اور کوئي دوسرے نبي پانچويں ميں
جن کا نام ياد نهيں رها – ابراهيم چهٹے ميں
اور موسى ساتويں ميں اس ليئے که اُن کو
خدا کے ساتهه کلام کرنے کي فضيلت هی —
پهر موسى نے کها اے خدا ميرے گمان ميں
بهي نهيں تها که کسي کو مجهپر فضيلت
دي جائيگي — پهر خدا اُن کو اس سے
بهي اُوپر لے گيا جس کا علم سوائے خدا کے کسي کو نهيں هی يهاں تک که سدرة المنتهى
پر پهنچے – پهر خدا نزديک هوا پهر اور بهي نزديک هوا – يهاں تک که دو کمانوں کا
يا اس سے بهي کم فاصله رهگيا – پهر خدا نے اُن کو وحي بهيجي که تيري اُمت پر پچاس
نمازيں هر روز و شب ميں فرض هوئيں — پهر اُترے يهاں تک که موسى کے پاس پهنچے –
پهر موسى نے اُن کو روک ليا – اور کها اے محمد صلعم خدا نے آپ کو کيا حکم ديا –

إِنَّهُ كَانَ

کہا مجھکو ہررات دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا هی — موسی نے کہا آپ کي اُمت اسکي طاقت نہیں رکھتي پھر جائیئے تاکہ خدا اس میں تخفیف کرے — رسول خدا نے جبریل کي طرف دیکھا گویا کہ اس بارہ میں اُس سے صلاح پوچھتے ھیں — جبریل نے کہا ھاں اگر آپ چاھیں — پھر خدا کے پاس گئے — اور کہا جبکہ وہ اپنے پہلے مقام پر تھے — اے خدا کمي کر کیونکہ میري اُمت اسکي طاقت نہیں رکھتي خدا نے دس نمازیں کم کردیں — پھر موسی کے پاس آئے اور موسی نے اُن کو روک لیا — موسی بار بار اُنکو خدا کي طرف بھیجتے تھے یہانتک کہ پانچ نمازیں فرض ھوگئیں موسی نے پھر روکا اور کہا اے محمد قسم خدا کي میں نے اپني قوم بني اسرائیل سے اس سے بھي کم محنت چاھي تھي — اُنھوں نے کمزوري دکھائي اور اُسکو چھوڑ دیا — آپ کي اُمت کا جسم — قلب — بصارت اور سماعت اور بھي زیادہ ضعیف هی — پھر جائیئے تاکہ خدا اسکو بھي معاف کردے — رسول خدانے جبریل کي طرف دیکھا تاکہ اس میں مشورہ دے جبریل اسکو برا نہیں جانتا تھا پھر پانچویں دفعہ بھي رسول خدا کو لیگیا — پھر رسول خدانے کہا اے رب میري اُمت کے جسم — قلب — بصارت — سماعت اور بدن ضعیف ھیں — پس ھمارے حق میں کمي کر خدانے کہا اے محمد — کہا لبیک (حاضر ھوں) کہا میرا قول نہیں بدلتا جسطرح اُمالکتاب میں تجھپر فرض کرچکا ھوں — اور ھرنیکي کا بدلہ دس نیکیوں کي برابر ھوگا — اسلیئے اب یہہ نمازیں اُمالکتاب میں پچاس کي برابر اور تیرے نزدیک وھي پانچ ھیں — پھر موسی کے پاس آئے کہا آپ نے کیا کیا — کہا خدانے تخفیف کي اسطرح پر کہ ھرنیکي کے بدلے ھمکو دس نیکیوں کا ثواب عنایت کیا — موسی نے کہا واللہ میں نے تو بني اسرائیل سے اس سے بھي کم محنت چاھي تھي — اُنھوں نے اسکو بھي چھوڑ دیا — خدا کے پاس پھر جائیئے — تاکہ خدا ان کو بھي معاف کردے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسی قسم ھی خدا کي کہ مجھکو اپنے رب سے شرم آتي هی کہ بار بار اُس کے پاس جاؤں کہا — تو بسم اللہ اُترئیے — پھر جاگے اور اس وقت مسجد حرام میں تھے *

حدثنا ابراهيم بن موسی حدثنا هشام بن يوسف حدثنا معمر عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي

حدیث بیان کي هم سے ابراھیم بن موسی نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے هشام بن یوسف نے کہا اس نے حدیث بیان کي هم سے معمر نے زهري سے اُس نے سعید بن مسیب سے اُس نے ابو هریرہ سے کہا اُنھوں نے

بے شک وہ تھا

صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ أسری بي رایت موسي و اذا ھو رجل ضرب رجل کانہ من رجال شنوءۃ و رایت عیسی فاذا ھو رجل ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس و انا اشبہ ولد ابراھیم صلی اللہ علیہ وسلم بہ ثم أتیت بانائین في احدھما لبن و فی الاخر خمر فقال اشرب ایھما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقیل اخذت الفطرۃ اما انک لواخذت الخمر غوت امتک —

(صحیح بخاري صفحہ ۴۸۱) —

فرمایا رسول خدا نے معراج کي رات میں نے موسی علیہ السلام کو دیکھا اور وہ بدن کے دبلے تھے اور بال چھوٹے ھوئے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے ایک آدمي ھیں — اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ میانہ قد سرخ رنگ تھے گویا ابھي حمام سے نہا دھوکر نکلے ھیں اور میں ابراھیم علیہ السلام کا فرزند ھمشکل ھوں پھر دو برتن پیش کیئے گئے — ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھي — پھر کہا پیؑ جس کو چاھے — میں نے دودہ لیکر پي لیا مجھسے کہا گیا کہ تو نے فطرت کو پسند کیا — اگر تو شراب کو پسند کرتا تو تیري أمت گمراہ ھوجاتي *

حدیث بیان کي ھم سے محمد بن بشار نے کہا اس نے حدیث بیان کي ھم سے غندر نے کہا اس نے سنا میں نے قتادہ سے کہا اُس نے سنا میں نے ابو العالیہ سے کہا اس نے حدیث بیان کي ھم سے تمھارے پیغمبر کے چچا کے بیٹے یعني ابن عباس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کسي بندہ خدا کو نہیں کہنا چاھیئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ھوں — اور یونس کو اُن کے باپ کي طرف منسوب کیا اور رسول خدا نے معراج کي رات کا ذکر کیا اور کہا موسی لمبی قد کے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ھوں — اور کہا موسي گھونگریالے بالوں والے اور میانہ قد تھے اور دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کا بھي ذکر کیا *

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر سمعتہ عن قتادہ قال سمعت ابا العالیۃ حدثنا ابن عم نبیکم یعني ابن عباس عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینبغي لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی و نسبہ الی ابیہ و ذکر النبي صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ أسری بہ فقال موسی آدم طوال کانہ من رجال شنوءۃ و قال عیسی جعد مربوع و ذکر مالکا خازن النار و ذکر الدجال —

(صحیح بخاري صفحہ ۴۸۱) —

حدیث بیان کي ھم سے ھدبہ بن خالد نے اس نے حدیث بیان کي ھم سے ھمام بن یحیی نے قتادہ سے اُس نے انس بن مالک سے اُس نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول اللہ

حدثنا ھدبۃ بن خالد حدثنا ھمام بن یحیی عن قتادۃ عن انس بن مالک عن

عَبْدًا شَكُورًا ۳

مالک بن صعصعة ان نبي الله صلی الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة أسری به ثم صعد حتی اتي السماء الثانية فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معک قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم فلما خلصت فاذا يحيی و عيسی و هما ابنا خالة قال هذا يحيی و عيسی فسلم عليهما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ـ

(صحيح بخاري صفحات ۲۸۷ و ۲۸۸)

صلی الله عليه وسلم نے أن سے شب معراج کا ذکر کيا پھر چڑھا يہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچا — اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا کون ہی کہا جبريل کہا تمہارے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہيں پوچھا کيا طلب کيئے گئے ہيں کہا ہاں جب ميں پہنچ گيا تو ميں نے يحيی اور عيسی کو ديکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائي ہيں ـ جبريل نے کہا يہہ يحيی اور عيسیٰ ہيں ان کو سلام کيجيئے ميں نے سلام کيا دونوں نے جواب ديا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح *

حديث بيان کي ہم سے ابراهيم بن موسی نے کہا اس نے حديث بيان کي ہم سے هشام

حدثنا ابراهيم ابن موسی حدثنا هشام عن معمر و حدثني محمود حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزهري اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلی الله عليه وسلم ليلة أسری بي لقيت موسی قال فنعته فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الراس كانه من رجال شنوءة قال و لقيت عيسی فنعته النبي صلی الله عليه وسلم فقال ربعة احمر كانما خرج من ديماس يعني الحمام و رايت ابراهيم و انا اشبه ولده به قال و أتيت باناءين احدهما لبن والاخر فيه خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقيل لي هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انک لواخذت الخمر غوت امتک ـ

(صحيح بخاري صفحه ۴۸۹) ـ

نے معمر سے اور حديث بيان کي مجھہ سے محمود نے کہا اس نے حديث بيان کي ہم سے عبدالرزاق نے کہا أسنے حديث بيان کي ہم سے معمر نے زهري سے کہا اس نے خبر دي مجھکو سعيد بن مسيب نے ابو هريرة سے کہا أنہوں نے فرمايا رسول خدا نے کہ معراج کي رات ميں موسی سے ملا کہا پھر آنحضرت نے موسی کي صفت بيان کي — کہ ميں نے ديکھا وہ ايک مرد ہيں ميں خيال کرتا ہوں کہ فرمايا بدن کے دبلے سر کے بال چھوٹے ہوئے گويا کہ وہ قبيلہ شنوءہ ميں سے ہيں — کہا اور ميں عيسیٰ عليہ السلام سے ملا پھر رسول خدا نے عيسی عليہ السلام کي صفت بيان کي اور فرمايا کہ وہ ميانہ قد سرخ رنگ ہيں گويا ابھي حمام سے نکلے ہيں اور ميں نے ابراهيم عليہ السلام کو ديکھا اور ميں أن کا ہمشکل فرزند

ایک بندہ شکر کرنے والا ۳

میں کہا دو پیالے لائے گئے ایک میں دودھ تھا ایک میں شراب مجھہ سے کہا گیا کہ جس کو چاہو پی لو — میں نے دودھ لیکر پی لیا — پھر مجھہ سے کہا گیا کہ آپ فطرت پر ہدایت کیئے گئے یا فطرت کو حاصل کرایا اگر شراب پی لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہوجاتی *

حدثنا محمد بن كثير حدثنا اسرائيل حدثنا عثمان بن المغيرة عن مجاهد عن ابن عمر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم رايت عيسى و موسى و ابراهيم فاما عيسى فاحمر جعد عريض الصدر و اما موسى فادم جسيم سبط كانه من رجال الزط — (صحيح بخاري صفحه ۴۸۹) —

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن کثیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے اسرائیل نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن مغیرہ نے مجاہد سے اُس نے عمر سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے دیکھا میں نے عیسی — موسی اور ابراہیم کو — عیسی علیہ السلام تو سرخ رنگ گھونگریالے بالوں والے اور چوڑے سینہ والے تھے اور موسی علیہ السلام بدن کے فربہ اور سر کے بال چھوٹے ہوئے تھے — گویا کہ وہ قوم زط میں سے ہیں *

حدثنا عبدان قال حدثنا عبدالله قال اخبرنا يونس و حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا عنبسة قال حدثنا يونس عن ابن شهاب قال ابن المسيب قال ابو هريرة اتي رسول الله صلى الله عليه و سلم ليلة اسري به بايلياء بقدحين من خمر و لبن فنظر اليهما فاخذ اللبن قال جبريل الحمدلله الذي هداك للفطرة لواخذت الخمر غوت امتك (صحيح بخاري صفحه ۶۸۴) —

حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ نے کہا اس نے خبر دی ہم کو یونس نے اور حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے عنبسہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یونس نے ابن شہاب سے کہا ابن مسیب نے کہا ابو ہریرہ نے کہ جس رات رسول اللہ بیت المقدس گئے — دو پیالہ دودھ اور شراب کے پیش کیئے گئے — رسول اللہ نے اُن کی طرف دیکھا اور دودھ کو لے لیا جبریل نے کہا خدا کی تعریف ہی جس نے آپ کو فطرت پر ہدایت کی — اگر شراب لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہوجاتی *

حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب

حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھکو یونس نے ابن شہاب سے کہا ابو سلمہ نے سنا میں

وَقَضَیۡنَا

قال ابو سلمة سمعت جابر بن عبدالله قال سمعت النبي صلی الله علیه وسلم یقول لما کذبني قریش قمت في الحجر فجلی الله لي بیت المقدس فطفقت أخبرهم عن آیاته وانا انظر الیه —

(صحیح بخاري مطبوعه دهلي سنه ۱۲۶۴ هجري صفحه ۶۸۴) —

نے جابر بن عبداللہ سے کہا اُس نے سنا میں نے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے جب مجھکو قریش نے جھٹلایا — میں حجر میں کھڑا ہوا اور خدا نے بیت المقدس کو میری نظر کے سامنے کردیا — میں اسکی نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کی طرف دیکھتا جاتا تھا *

حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب حدثني ابو سلمة بن عبدالرحمن سمعت جابر بن عبدالله انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لما کذبني قریش قمت في الحجر فجلی الله لي بیت المقدس فطفقت اخبرهم عن آیاته وانا انظر الیه —

(صحیح بخاري صفحه ۵۴۸) —

نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے کہا اس نے سنا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب مجھکو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا خدا نے بیت المقدس کو میری نظروں میں جلوہ گر کردیا — میں اُس کی نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کو دیکھتا جاتا تھا *

کہا عبدان نے خبر دی ہمکو عبداللہ نے کہا اُس نے خبر دی ہمکو یونس نے زہری سے

و قال عبدان اخبرنا عبدالله قال اخبرنا یونس عن الزهري قال انس بن مالک کان ابوذر یحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فرج سقفي و انا بمكة فنزل جبریل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئي حکمة و ایمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بیدي فعرج بي الی السماء الدنیا فقال جبریل لخازن السماء الدنیا افتح قال من هذا قال جبریل —

(صفحه ۱۱۱ صحیح بخاري) —

کہا انس بن مالک نے کہ ابوذر حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری گھر کی چھت شق ہوئی اور میں اُس وقت مکہ میں تھا — پھر جبریل نازل ہوا اور اُس نے میرے سینہ کو چاک کیا پھر آب زمزم سے اُس کو دھویا پھر سونے کا لگن حکمت و ایمان سے بھرا ہوا لایا — اور اُس کو میرے سینہ میں ڈالکر سینہ کو برابر کردیا — پھر میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان اول

اور هم نے حکم بهيجديا

پر چڑها لے گيا — جبريل نے آسمان کے محافظ سے کہا کهول کہا کون هى کہا جبريل *

حديث بيان کي هم سے اسمعيل نے کہا اُس نے حديث بيان کي مجهسے ميرے بهائي

حدثنا اسمعيل حدثني اخي عن سليمان عن شريک بن عبدالله بن ابي نمر قال سمعت انس بن مالک يحدثنا عن ليلة أسرى بالنبي صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة جاءه ثلاثة نفر قبل ان يوحى اليه و هو نائم في المسجدالحرام فقال اولهم ايهم هو فقال اوسطهم هو خيرهم وقال آخرهم خذوا خيرهم فكانت تلک فلم يرهم حتى جاؤا ليلة أخرى فيما يرى قلبه والنبي صلى الله عليه وسلم نائمة عيناه ولاينام قلبه وكذلک الانبياء تنام اعينهم ولا تنام قلوبهم فتولاه جبريل ثم عرج به الى السماء —
(صحيح بخاري صفحه ۱۰۴۳) —

نے سليمان سے اُس نے شريک بن عبدالله بن ابو نمر سے کہا اس نے سنا ميں نے انس بن مالک سے بيان کرتے تهے هم سے اُس رات کا جبکہ رسول الله صلى الله عليه وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج هوئي — کہ وحي آنے سے پہلے تين شخص آنحضرت کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام ميں سوتے تهے — ان ميں سے پہلے نے کہا کہ وہ انميں سے کون هى —درمياني شخص نے کہا کہ وہ ان سب ميں سے بہتر هى — اخير شخص نے کہا کہ ان ميں سے بہتر کو لے چلو پهر وہ رات تو گذرگئي — اور اُن کو کسي نے نہيں ديکها يہاں تک کہ وہ ايک اور شب کو آنحضرت کے پاس ايسي حالت ميں آئے کہ آپ کا دل ديکهتا تها اور حضرت کي آنکهيں سوتي اور دل جاگتا تها — اسي طرح پيغمبروں کي آنکهيں سوتي اور دل جاگتا هى پهر جبريل نے اُن کا کام اپنے ذمہ ليا — پهر اُن کو آسمان پر چڑها لے گيا *

احاديث مسلم

حديث بيان کي هم سے شيبان بن فروخ نے کہا اس نے حديث بيان کي هم سے حماد بن سلمة نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے ثابت بناني نے انس بن مالک سے کہ

حدثنا شيبان بن فروخ قال حدثنا حماد بن سلمة قال حدثنا ثابت البناني عن انس بن مالک ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أتيت بالبراق و هو دابة ابيض طويل فوق الحمار و دون البغل يضع حافرة عند منتهى طرفه قال فركبته حتى اتيت بيت المقدس

رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا کہ براق لايا گيا اور وہ ايک سفيد رنگ کا جانور تها گدهے سے بڑا خچر سے چهوٹا اپني نظر کي انتها پر قدم رکهتا تها — ميں اس پر سوار هوکر بيت المقدس پهنچا — اور براق کو اُسي

اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ

قال فربطته بالحلقة التي يربطه بها الانبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل بإناء من خمر و اناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبريل عليه السلام اخترت الفطرة ثم عرج بنا الى السماء فاستفتح جبريل فقيل من انت قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بادم صلى الله عليه وسلم فرحب بي و دعا بي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثانية فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابني الخالة عيسى بن مريم و يحيي بن ذكريا صلى الله عليهما وسلم فرحبا بي ودعوا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثالثة فاستفتح جبريل فقيل من انت قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف صلى الله عليه وسلم و اذا هو قد اعطى شطر الحسن قال فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الرابعة فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بادريس صلى الله عليه وسلم فرحب بي ودعا لي بخير قال الله عز وجل و رفعناه مكانا عليا ثم عرج بنا الى السماء الخامسة فاستفتح جبريل فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد

حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور نبی باندھتے تھے — پھر مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر مسجد سے نکلا — جبریل ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ کا لایا — میں نے دودھ کو پسند کیا — جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند کیا — پھر مجھکو آسمان پر لے گیا جبریل نے آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں — پوچھا کیا طلب کیئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کیئے گئے ہیں پھر ہمارے لیئے دروازہ کھل گیا — ناگاہ مجھکو آدم نظر پڑے — آدم نے مجھکو مرحبا کہکر میرے لیئے نیک دعا کی پھر جبریل ہمکو دوسرے آسمان پر لیگیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا طلب کیئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کیئے گئے ہیں — پھر دروازہ کھل گیا ناگاہ مجھکو خالہ زاد بھائی عیسی بن مریم اور یحیی بن ذکریا نظر آئے دونوں نے مرحبا کہکر میرے لیئے نیک دعا کی پھر جبریل ہمکو تیسرے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا طلب کیئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کیئے گئے ہیں پھر دروازہ

بنی اسرائل کے پاس

بعث الیه قال قد بعث الیه ففتح لنا فاذا
انا بهارون صلی الله علیه وسلم فرحب بی
ودعا لی بالخیر ثم عرج بنا الی السماء السادسة
فاستفتح جبریل قیل من هذا قال جبریل
قیل و من معک قال محمد قیل و قد بعث
الیه قال قد بعث الیه ففتح لنا فاذا انا بموسی
صلی الله علیه وسلم فرحب بی ودعا لی بخیر
ثم عرج بنا الی السماء السابعة فاستفتح جبریل
قیل من هذا قال جبریل قیل و من معک
قال محمد قیل و قد بعث الیه قال قد بعث
الیه ففتح لنا فاذا انا بابراهیم صلی الله علیه
وسلم مسندا ظهره الی البیت المعمور و اذا هو
یدخله کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون
الیه ثم ذهب بی الی السدرة المنتهی فاذا
ورقها کاذان الفیلة و اذا ثمرها کالقلال قال
فلما غشیها من امر الله ماغشی تغیرت فما
احد من خلق الله یستطیع ان ینعتها من
حسنها فاوحی الی ما اوحی ففرض علی
خمسین صلوة فی کل یوم و لیلة فنزلت
الی موسی علیه السلام فقال ما فرض ربک
علی امتک قلت خمسین صلوة قال ارجع
الی ربک فاساله التخفیف فان امتک
لا یطیقون ذلک فانی قد بلوت بنی اسرائیل
او خبرتهم قال فرجعت الی ربی فقلت
یارب خفف علی امتی فحط عنی خمسا
فرجعت الی موسی فقلت حط عنی خمسا
قال ان امتک لا یطیقون ذلک فارجع الی
ربک فسله التخفیف قال فلم ازل ارجع
بین ربی تبارک و تعالی و بین موسی علیه
السلام حتی قال یا محمد انهن خمس
صلوة کل یوم و لیلة لکل صلوة عشر فذلک

کھل گیا اور میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا
اور ان کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا تھا ؞
یوسف علیہ السلام نے مرحبا کہکر میرے لیئے
نیک دعا کی پھر جبریل ہمکو چوتھے آسمان
پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا
کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون
ہی - کہا محمد صلعم ہیں - پوچھا کیا بلائے
گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل
گیا اور میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا —
ادریس نے بھی مرحبا کہکر میرے لیئے نیک
دعا کی - خدا نے فرمایا ہی کہ ہم نے اسکو
اونچی جگھہ اٹھالیا پھر جبریل ہمکو پانچویں
آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا
پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ
کون ہی کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا بلائے
گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں پھر دروازہ کھل
گیا - اور میں نے ہارون کو دیکھا — ہارون نے
بھی میرے لیئے مرحبا کہکر نیک دعا کی پھر
جبریل ہمکو چھٹے آسمان پر لے گیا اور دروازہ
کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل
پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم
ہیں پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے
گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے موسی
علیہ السلام کو دیکھا موسی نے بھی مرحبا کہکر
میرے لیئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو
ساتویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا

فی الکتب

خمسون صلوٰۃ و من ہم بحسنۃ فلم یعملہا کتبت لہ حسنۃ فان عملہا کتبت لہ عشرا و من ہم بسیئۃ فلم یعملہا لم تکتب شیئا فان عملہا کتبت سیئۃ واحدۃ قال فنزلت حتی انتہیت الی موسی علیہ السلام فاخبرتہ فقال ارجع الی ربک فسلہ التخفیف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قد رجعت الی ربی حتی استحییت منہ ـــ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۱) -

پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں ـ پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا بیت المعمور کی طرف پشت کا سہارا لیئے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ نہیں آتے پھر جبریل مجھکو سدرۃ المنتہی کی طرف لے گیا اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی برابر اور پھل مٹکوں کی برابر تھے ـــ جب حکم الٰہی سے اس پر جو چھانا تھا چھا گیا تو اس کی حالت بدل گئی پھر کسی انسان کی طاقت نہیں ہی کہ اس کے حسن کی تعریف کرسکے پھر خدا نے مجھہ پر جو وحی بھیجنی تھی بھیجی ـــ اور مجھہ پر پچاس نمازیں ہر روز فرض کیں پھر میں نیچے اُوترکر موسی علیہ السلام کے پاس آیا موسی علیہ السلام نے کہا خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں موسی علیہ السلام نے کہا خدا کے پاس پھر جائیئے اور کمی کی درخواست کیجیئے آپ کی اُمت میں اس فرض کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہی میں بنی اسرائیل کو خوب آزما چکا ہوں میں دوبارہ خدا کے پاس گیا اور کہا اے خدا میری اُمت کے لیئے تخفیف کر خدا نے پانچ نمازیں کم کردیں پھر میں موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ خدا نے پانچ کم کردیں ـــ کہا آپ کی اُمت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی خدا کے پاس پھر جائیئے اور کمی کی درخواست کیجیئے رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں بار بار خدا اور موسی علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا تھا یہاں تک کہ خدا نے فرمایا اے محمد صلعم رات دن میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز پر دس کا ثواب اس طرح پچاس نمازیں ہوئیں ـــ اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو عمل میں نہ لائے میں اس کی ایک نیکی لکھونگا اور جو عمل میں لائے اُسکی دس نیکیاں لکھونگا اور جو بدی کا ارادہ کرے اور اسکو عمل میں نہ لائے اس کی بدی نہیں لکھی جائیگی اور اگر عمل میں لائے تو صرف ایک بدی لکھونگا ـــ پھر میں نیچے اُوتر کر موسی علیہ السلام کے پاس آیا ـ اور ان کو خبر دی کہا خدا کے پاس پھر جائیئے اور اس

کتاب میں

میں کمی کی درخواست کیجیئے — رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم فرماتے هیں که میں نے کہا میں خدا کے پاس اتنی دفعه جا چکا هوں که اب مجهے اُس سے شرم آتی هی *

حدیث بیان کی هم سے هارون بن سعید ایلی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے

حدثنا هارون بن سعید الایلي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني سلیمان وهو ابن بلال قال حدثني شریک بن عبدالله بن ابي نمر قال سمعت انس بن مالک یحدثنا عن لیلة اسری برسول الله صلی‌الله علیه و سلم من مسجد الکعبة انه جاءه ثلاثة نفر قبل ان یوحی الیه وهو نائم في المسجد الحرام و ساق الحدیث بقصة نحو حدیث ثابت البناني و قدم فیه شیئا و اخر و زاد و نقص (صحیح مسلم جلد اول صفحه ۹۲) —

ابن وهب نے کہا اُس نے خبر دی مجهکو سلیمان نے اور وہ بلال کے بیٹے هیں کہا اُس نے حدیث بیان کی مجهه سے شریک بن عبدالله بن ابو نمر نے کہا اُسنے سنا میں نے انس بن مالک سے که ذکر کرتے تھے هم سے اُس رات کا جبکه رسول خدا کو مسجد حرام سے معراج هوئی — که آنحضرت کے پاس وحی آنے سے پہلے تین شخص آئے — اور آنحضرت مسجد حرام میں سوتے تھے راوی نے ثابت بنانی کی حدیث کی مانند تمام قصه کو بیان کیا اور اس میں کچهه تقدیم و تاخیر کی — کچهه کمی اور زیادتی *

حدیث بیان کی هم سے حرمله بن یحیی تجیبی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم

حدثني حرملة بن یحیی التجیبي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني یونس عن ابن شهاب عن انس بن مالک قال کان ابوذر یحدث ان رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم قال فرج سقف بیتي و انا بمکة فنزل جبریل علیه‌السلام ففرج صدري ثم غسله من ماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلیء حکمة و ایمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بیدي فعرج بي الی السماء فلما جئنا السماء الدنیا قال جبریل لخازن السماء الدنیا افتح قال من هذا قال هذا جبریل قال هل معک احد قال نعم معي محمد قال فارسل الیه قال نعم ففتح قال

سے ابن وهب نے کہا اُس نے خبر دی مجهکو یونس نے ابن شهاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُس نے که ابوذر بیان کرتے تھے که رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا که میرے گھر کی چھت شق هوئی اور میں اُس وقت مکه میں تھا — پھر جبریل نازل هوا اور اُس نے میرے سینه کو چیرا اور اُس کو آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا لگن لایا جو حکمت و ایمان سے بھرا هوا تھا پھر اُس کو میرے سینه میں انڈیل دیا اور پھر میرے سینه کو برابر کردیا — پھر

لتفسدن

قلما علونا السماء الدنيا فاذا رجل عن يمينه
اسودة و عن يساره اسودة قال فاذا نظر قبل
يمينه ضحک و اذا نظر قبل شماله بکي قال
فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح
قال قلت يا جبريل من هذا قال هذا آدم
صلى الله عليه وسلم و هذه الاسودة عن يمينه
و عن شماله نسم بنيه فاهل اليمين اهل
الجنة والاسودة اللتي عند شماله اهل النار
فاذا نظر قبل يمينه ضحک و اذا نظر قبل
شماله بکي قال ثم عرج بي جبريل حتى
اتى السماء الثانية فقال لخازنها افتح قال
فقال له خازنها مثل ما قال خازن السماء
الدنيا ففتح فقال انس بن مالک فذکر انه
وجد في السموات آدم و ادريس و عيسى
و موسى و ابراهيم عليهم السلام و لم يثبت
كيف منازلهم غير انه ذكر انه قد وجد آدم
عليه السلام في السماء الدنيا و ابراهيم في السماء
السادسة قال فلما مر جبريل و رسول
الله صلى الله عليه و سلم بادريس قال
مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت
من هذا قال هذا ادريس قال ثم مررت
بموسى عليه السلام فقال مرحبا بالنبي
الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال
هذا موسى قال ثم مررت بعيسى فقال
مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت
من هذا قال هذا عيسى بن مريم قال ثم
مررت بابراهيم عليه السلام فقال مرحبا بالنبي
الصالح والابن الصالح قلت من هذا
قال هذا ابراهيم۔ قال ابن شهاب واخبرني
ابن حزم ان ابن عباس واباحبة الانصاري
يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

میرا ہاتھہ پکڑکر آسمان پر لے گیا جب ہم
پہلے آسمان پر پہونچے جبریل نے محافظ سے
کہا کھول پوچھا کون ہی کہا جبریل پوچھا کہ
تیرے ساتھہ کوئي ہی کہا ہاں میرے ساتھہ
محمد صلعم ہیں پوچھا بلائے گئے ہیں کہا
ہاں پھر دروازہ کھل گیا جب ہم آسمان اول
پر گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کي
دائیں اور بائیں طرف کچھہ دھندلي سي صورتیں
ہیں دائیں طرف دیکھکر ہنستا ہی اور بائیں
طرف دیکھکر روتا ہی اُس نے کہا مرحبا اے
نبي صالح اور فرزند صالح میں نے جبریل
سے پوچھا کہ یہہ کون ہی کہا یہہ آدم ہیں اور
صورتیں جو ان کے دائیں اور بائیں طرف ہیں
اُن کي اولاد کي روحیں ہیں – اور دائیں
طرف والي جنتي اور بائیں طرف والي
دوزخي ہیں – اس لیئے دائیں طرف دیکھکر
ہنستے اور بائیں طرف دیکھکر روتے ہیں —
پھر جبریل مجھکو دوسرے آسمان پر لے گیا
اور محافظ سے کہا کھول اس محافظ نے بھي
وهي کہا جو آسمان اول کے محافظ نے کہا تھا
پھر دروازہ کھل گیا انس بن مالک کہتے
ہیں کہ ابوذر نے یہہ تو بیان کیا کہ رسول
خدا نے آسمانوں میں آدم – ادریس – عیسی –
موسی اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا مگر ان
کے مقامات کي تعیین نہیں کي — سواے اس
کے کہ آدم کو پہلے آسمان پر اور ابراہیم کو

که البته تم فساد کروگے

ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوي اسمع
فيه صريف الاقلام — قال ابن حزم وانس
بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ففرض الله على أمتي خمسين صلوة
قال فرجعت بذلك حتى امر بموسى
عليه السلام فقال موسى ماذا فرض ربك
على أمتك قلت فرض عليهم خمسين
صلوة قال لي موسى فراجع ربك فان
امتك لاتطيق ذلك قال فراجعت ربي
فوضع شطرها قال فرجعت الى موسى
عليه السلام فاخبرته قال راجع ربك فان
امتك لاتطيق ذلك قال فراجعت ربي
فقال هي خمس و هي خمسون لا يبدل
القول لدي قال فرجعت الى موسى فقال
راجع ربك فقلت قد استحييت من ربي
قال ثم انطلق بي جبريل حتى ناتي سدرة
المنتهى فغشيها الوان لا ادري ما هي قال
ثم دخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ
و اذا ترابها المسك

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۳) —

چهٹے آسمان پر پایا = راوي کهتا هی که جب
رسول خدا اور جبريل ادريس کے پاس
پهونچے = ادريس نے کها مرحبا اے نبي صالح
اور برادر صالح ميں نے پوچها يهه کون هی
جبريل نے کها يهه ادريس هيں پهر ميں
موسى کے پاس پهنچا — موسى نے کها مرحبا
اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچها
يهه کون هی کها يهه موسى هيں پهر ميں
عيسى عليه السلام کے پاس پهنچا عيسى عليه
السلام نے کها مرحبا اے نبي صالح اور برادر
صالح ميں نے پوچها يهه کون هی کها يهه مريم
کے بيٹے عيسى هيں = پهر ميں ابراهيم
کے پاس پهونچا ابراهيم عليه السلام نے کها
مرحبا اے نبي صالح اور فرزند صالح ميں
نے پوچها يهه کون هی کها يهه ابراهيم عليه السلام
هيں کها ابن شهاب نے اور خبر دي مجهکو ابن
حزم نے که ابن عباس اور ابوحبة الانصاري کهتے
تهے که رسول الله نے فرمايا که پهر جبريل مجهکو
ايسي جگهه لے گيا جهاں ميں قلموں کے چلنے کي آواز سنتا تها = کها ابن حزم اور انس
بن مالک نے که رسول الله نے فرمايا که خدا نے ميري اُمت پر پچاس نمازيں فرض
کيں — پهر ميں اُلٹا پهرا اور موسى کے پاس آيا = موسى نے پوچها که خدا نے آپ کي
اُمت پر کيا فرض کيا ميں نے کها که ان پر پچاس نمازيں فرض کي هيں موسى
نے مجهه سے کها پهر خدا سے کهئے کيونکه آپ کي اُمت هرگز اِس کا تحمل نهيں
کرسکيگي ميں نے پهر کها خدا نے ايک حصه اس ميں سے معاف کرديا = پهر ميں
موسى کے پاس آيا اور اُن کو خبر دي کها خدا سے پهر کهيئے آپ کي اُمت اس کي بهي
طاقت نهيں رکهتي = ميں نے پهر کها = خدا نے فرمايا که پانچ نمازيں فرض هيں اور

في الأرض

بھي پچاس کي برابر هيں ميرا قول نہيں بدلتا - ميں پھر موسى کے پاس آيا کہا خدا سے پھر کہيئے ميں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتي هى پھر جبريل مجھکو لے چلے تاکه سدرة المنتهى کے پاس جائيں - سدرہ پر کچھه رنگ چھائے هوئے تھے جن کي حقيقت ميں نہيں جانتا پھر ميں جنت ميں گيا اس ميں موتي کے قبے تھے اور اسکي مٹي مشک تھي *

حديث بيان کي هم سے محمد بن مثنى نے کہا اس نے حديث بيان کي هم سے محمد

حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن ابي عدي عن سعيد عن قتادة عن انس بن مالك لعله قال عن مالك بن صعصعة رجل من قومه قال قال نبي الله صلى الله عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان اذ سمعت قائلا يقول احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت فانطلق بي فاتيت بطست من ذهب فيها من ماء زمزم فشرح صدري الى كذا وكذا قال قتادة فقلت للذي معي ما يعني قال الى اسفل بطنه فاستخرج قلبي فغسل بماء زمزم ثم اعيد مكانه ثم حشي ايمانا و حكمة ثم اتيت بدابة ابيض يقال له البراق فوق الحمار و دون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل و قد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا و قال مرحبا ولنعم المجيء جاء قال فاتينا على آدم عليه السلام و ساق الحديث بقصة و ذكر انه لقي في السماء الثانية عيسى و يحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف عليه السلام و في الرابعة ادريس عليه السلام وفي الخامسة هارون

بن ابو عدي نے سعيد سے اسنے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے شايد راوي نے کہا اس نے مالک بن صعصعہ سے جو اسکي قوم کا ايک شخص هى کہا اس نے که رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا که ميں کعبه کے قريب کچھه سوتا کچھه جاگتا تھا که ميں نے سنا کوئي کہتا هى تين ميں کا ايک جو دو کے درميان هى پھر ميرے پاس آيا اور مجھے لے چلا پھر سونے کا لگن جس ميں آب زمزم بھرا تھا لايا گيا اور ميرا سينه يہاں سے يہاں تک کھولا گيا - قتادہ کہتے هيں که ميں نے اپنے ساتھي سے پوچھا اس سے کيا مراد هى کہا شکم کے زيرين حصه تک پھر ميرا دل نکالکر آب زمزم سے دھويا گيا اور اسي جگھه رکھديا گيا پھر ايمان اور حکمت سے بھرديا گيا پھر ايک سفيد رنگ کا جانور لايا گيا جس کو براق کہتے هيں گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا انتہاے نظر تک قدم مارتا تھا - ميں اسپر سوار کيا گيا پھر هم چلے اور آسمان دنيا پر پہنچے جبريل نے دروازہ کھلوانا چاها اس سے

زمرٔن میں

عليه السلام قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السادسة فاتيت على موسى صلى الله عليه وسلم فسلمت عليه فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكي فنودي ما يبكيك قال رب هذا غلام بعثته بعدي يدخل من امته الجنة اكثر مما يدخل من امتي قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم عليه السلام و قال في الحديث وحدث نبي الله صلى الله عليه وسلم انه راي اربعة انهار يخرج من اصلها نهران ظاهران ونهران باطنان فقلت يا جبريل ما هذه الانهار قال اما النهر ان الباطنان فنهران في الجنة و اما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع الى البيت المعمور فقلت يا جبريل ما هذا قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا منه لم يعودوا اليه آخر ما عليهم ثم اتيت باناثين احدهما خمر والاخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن فقيل اصبت اصاب الله بک امتک على الفطرة ثم فرضت على كل يوم خمسون صلوة ثم ذكر قصتها الى آخر الحديث =

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴)

پوچھا گیا کہ کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ھی کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھیں پوچھا کیا بلائے گئے ھیں — کہا ھاں پھر ھمارے لیئے دروازہ کہل گیا اور کہا مرحبا کیا خوب آنا ھوا — پھر ھم آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے پھر راوي نے تمام قصہ بیان کیا اور یہہ ذکر کیا کہ دوسرے آسمان پر عیسی اور یحیی علیہم السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچویں پر ھارون علیہ السلام سے ملے پھر فرمایا کہ ھم چلے اور چھٹے آسمان پر پہونچے — پھر میں موسی علیہ السلام سے ملا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح جب میں آگے بڑھا تو موسی علیہ السلام روئے آواز آئي کہ کیوں روتے ھو کہا اے خدا یہہ لڑکا جس کو تونے میرے بعد نبوت دي ھی — اس کي اُمت کے لوگ میري اُمت والوں سے زیادہ جنت میں جائینگے = پھر ھم چلے اور ساتویں آسمان پر پہونچے اور میں ابراھیم علیہ السلام سے

ملا = پھر راوي نے حدیث میں بیان کیا ھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ چار نہریں دیکھیں جو اس کي جڑ سے نکلتي ھیں دو نہریں ظاھر اور دو پوشیدہ میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہہ کیا نہریں ھیں — کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتي ھیں اور دو ظاھر نیل اور فرات ھیں — پھر بیت المعمور مجھہ سے نزدیک ھوا میں نے پوچھا کہ اے جبریل یہہ کیا ھی — کہا یہہ بیت المعمور ھی جس میں ھر روز ستر ہزار فرشتے آتے ھیں اور جب جاتے ھیں تو دو بارہ کبھي نہیں آتے پھر دو پیالہ پیش

مُوَقَّنِیْن

کیئے گئے ایک شراب کا اور ایک دودہ کا — میں نے دودہ کو پسند کیا مجھہ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو حاصل کیا خدا آپ کی اُمت کو بھی یہی نصیب کرے — پہر مجھہ پر هر روز پچاس نمازیں فرض هوئیں — پھر راوی نے تمام قصہ آخر حدیث تک بیان کیا *

حدیث بیان کی هم سے محمد بن مثنی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے معاذ بن هشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھہ سے میرے باپ نے قتادہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر راوی نے اسی کی مانند بیان کیا اور زیادہ کیا اُس میں یہہ بیان کہ سونے کا لگن حکمت و ایمان سے بھرا هوا لایا گیا — پھر گلے سے پیٹ کی نرم جگہہ تک چیرا گیا پھر آب زمزم سے دھویا گیا پھر ایک حکمت و ایمان سے بھر دیا گیا *

حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة قال حدثنا انس بن مالک عن مالک بن صعصعة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر نحوہ وزاد فیہ فاتیت بطست من ذهب ممتلیء حکمة وایمانا فشق من النحر الی مراق البطن فغسل بماء زمزم ثم ملئی حکمة و ایمانا ــ

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) ــ

حدیث کی مجھہ سے محمد بن مثنی اور ابن بشار نے کہا ابن مثنی نے حدیث بیان کی هم سے محمد بن جعفر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے شعبہ نے قتادہ سے کہا اُس نے سنا میں نے ابوالعالیہ سے کہتے هوں وہ کہ حدیث بیان کی مجھہ سے تمہارے نبی صلعم کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس نے کہا اُنہوں نے کہ ذکر کیا رسول اللہ نے وقت معراج کا اور کہا کہ موسی علیہ السلام لمبی قد کے هیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے هوں اور کہا کہ عیسی علیہ السلام گھونگریالے بال والے اور میانہ قد کے هیں — اور دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کا بھی ذکر کیا (مگر واضح هو کہ دجال کے قصہ کی اس حدیث میں کچھہ تفصیل نہیں هے) *

حدثنی محمد بن المثنی و ابن بشار قال ابن المثنی حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت ابا العالیة یقول حدثنی ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابن عباس قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اُسری بہ فقال موسی آدم طوال کانہ من رجال شنوءة و قال عیسی جعد مربوع و ذکر مالکا خازن جهنم و ذکر الدجال ــ

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) ــ

دو دفعه

حديث بيان كي هم سے عبد بن حميد نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے يونس بن محمد نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے شيبان بن عبدالرحمن نے قتادہ سے اُس نے ابوالعاليه سے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے تمہارے نبي صلعم كے چچا كے بيٹے ابن عباس نے كہا اُنہوں نے كه رسول‌الله نے فرمايا كه ميں معراج كي رات موسى بن عمران كے پاس پہنچا — وہ دراز قامت گھونگريالے بالوں والے هيں گويا كه وہ قبيلہ شنوءہ ميں سے هيں اور ميں نے مريم كے بيٹے عيسى عليه‌السلام كو ميانه بدن مائل بسرخي و سپيدي لمبے بالوں والا ديكھا اور رسول خدا نے دوزخ كے محافظ مالك اور دجال كو بھي ديكھا اُن نشانيوں ميں جو خدا نے دكھائيں — تم اس كے ديكھنے ميں كچھه شك نه لاؤ — قتادہ اس كي تفسير ميں كہتے تھے كه رسول‌الله نے موسى عليه‌السلام كو ديكھا *

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا يونس بن محمد قال حدثنا شيبان بن عبدالرحمن عن قتادة عن ابي العالية قال حدثنا ابن عم نبيئكم صلى الله عليه وسلم ابن عباس قال قال رسول‌الله صلى الله عليه وسلم مررت ليلة أسرى بي على موسى بن عمران رجل آدم طوال جعد كانه من رجال شنوءة و رايت عيسى بن مريم مربوع الخلق الى الحمرة والبياض سبط الراس و أرى مالكا خازن النار و الدجال في آيات اراهن الله اياه فلاتكن في مرية من لقائه قال كان قتادة يفسرها ان النبي صلى الله عليه وسلم قد لقي موسى عليه‌السلام —

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۴) —

حديث بيان كي هم سے محمد بن رمح نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے ليث نے ابو زبير سے اُس نے جابر سے كه رسول‌الله نے فرمايا كه انبيا ميرے سامنے لائے گئے — ميں نے ديكھا كه موسى عليه‌السلام بدن كے دبلے هيں گويا كه وہ قبيلہ شنوءہ ميں سے هيں اور ميں نے مريم كے بيٹے عيسى عليه‌السلام كو ديكھا كه وہ ان ميں سے جن كو ميں نے ديكھا عروہ بن مسعود سے مشابه هيں اور ميں نے ابراهيم عليه السلام كو ديكھا كه وہ ان ميں سے جن كو ميں نے ديكھا تمہارے آقا سے ملتے جلتے هيں —

حدثنا محمد بن رمح قال حدثنا الليث عن ابي الزبير عن جابر ان رسول‌الله صلى الله عليه وسلم قال عرض على الانبياء فاذا موسى ضرب من الرجال كانه من رجال شنوءة و رايت عيسى بن مريم فاذا اقرب من رايت به شبها عروة بن مسعود و رايت ابراهيم فاذا اقرب من رايت به شبها صاحبكم يعني نفسه و رايت جبريل عليه‌السلام فاذا اقرب من رايت به شبها دحية و في رواية ابن رمح دحية بن خليفة —

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۵) —

وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۴

اور اس سے خود اپني ذات مراد لي — اور میں نے جبریل علیه‌السلام کو دیکھا که وہ
ان میں سے جن کو میں نے دیکھا دحیه کے مشابه هیں اور ابن رمح کي روایت میں
هی دحیه بن خلیفه *

حدیث بیان کي مجھه سے محمد بن رافع اور عبد بن حمید نے اور دونوں کے لفظ قریب قریب هیں کہا ابن رافع نے که حدیث بیان کي هم سے اور کہا عبد نے حدیث بیان کي هم سے عبدالرزاق نے کہا اس نے حدیث بیان کي هم سے معمر نے زهري سے کہا اس نے خبر دي مجھکو سعید بن مسیب نے ابو هریرہ سے کہا اُنہوں نے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که میں نے معراج کي رات موسی علیه السلام کو دیکھا پھر آنحضرت نے اُن کا حلیه بیان کیا که وہ " میں خیال کرتا هوں که آپ نے فرمایا " بدن سے دبلے هیں اور بال چھوتے هوئے گویا که وہ قبیله شنوہ میں سے هیں اور فرمایا میں نے عیسی علیه السلام کو دیکھا پھر آنحضرت نے اُن کا حلیه بیان کیا که وہ میانه قد سرخ رنگ هیں گویا ابھي حمام سے نہاکر

حدثني محمد بن رافع و عبد بن حميد و تقاربا في اللفظ قال ابن رافع حدثنا و قال عبد حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن الزهري قال اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم حين أسرى بي لقيت موسى عليه السلام فنعته النبي صلى الله عليه وسلم فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الراس كانه من رجال شنوءة قال و لقيت عيسى فنعته النبي صلى الله عليه وسلم فاذا ربعة احمر كانما خرج من ديماس يعني حماما قال و رايت ابراهيم عليه السلام و انا اشبه ولده به قال فاتيت باناءين في احدهما لبن و في الاخر خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقال هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انك لو اخذت الخمر غوت أمتك —

(صحیح مسلم جلد اول صفحه ۹۵)—

نکلے هیں اور فرمایا که میں نے ابراهیم علیه‌السلام کو دیکھا اور میں اُن کا همشکل فرزند هوں پھر فرمایا که میرے آگے دو پیالے پیش کیئے گئے ایک میں دودہ اور ایک میں شراب تھي اور مجھه سے کہا گیا که ان میں سے جس کو چاهیئے لیجیئے میں نے دودہ کو لیکر پي لیا کہا که آپ فطرت پر هدایت کیئے گئے یا آپ نے فطرت کو پسند کیا اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کي اُمت بہک جاتي (لبن جو ایک قدرتي چیز هی اُس سے مراد فطرت لي هی اور خمر جو مصنوعي چیز هی دنیا کي اُس سے غوایت مراد لي هی) *

اور البتہ تم بڑہ جاوگے بڑہ جانا بہت بڑا ۴

حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن ابو شیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک بن مغول نے اور حدیث بیان کی ہم سے ابن نمیر اور زهیر بن حرب دونوں نے عبداللہ بن نمیر سے اور اُن کے الفاظ ملتے جلتے ہیں — کہا ابن نمیر نے حدیث بیان کی میرے باپ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک بن مغول نے زبیر بن عدی سے اُس نے طلحہ بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے عبداللہ سے کہا اُنہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی سدرۃ المنتہی تک گئے اور وہ چھٹے آسمان میں ہی جو چیز زمین سے اُوپر جاتی ہی یہیں تک جاکر رک جاتی ہی — اور جو چیز اس کے اُوپر سے آتی ہی وہ بھی یہیں آکر رک جاتی ہی — خدا فرماتا ہی جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے — راوی کہتا ہی کہ اس سے مراد سونے کے پروانے ہیں — پھر کہا کہ رسول اللہ کو تین چیزیں عطا ہوئیں — پانچ نمازیں اور سورہ بقر کی اخیر آیتیں اور اُن کی اُمت میں سے جس نے خدا کے ساتھہ شرک نہیں کیا اس کے گناہ کبیرہ معاف کردیئے *

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا ابو أسامۃ قال حدثنا مالک بن مغول و حدثنا ابن نمیر و زهیر بن حرب جمیعا عن عبداللہ بن نمیر و الفاظهم متقاربۃ قال ابن نمیر حدثنا ابی قال حدثنا مالک بن مغول عن الزبیر بن عدی عن طلحۃ بن مصرف عن مرۃ عن عبداللہ قال لما أسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنتهی بہ الی سدرۃ المنتهی و هی فی السماء السادسۃ الیها ینتهی ما یعرج بہ من الارض فیقبض منها و الیها ینتهی ما یهبط بہ من فوقها فیقبض منها قال اذ یغشی السدرۃ ما یغشی قال فراش من ذهب قال فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا أعطی الصلوۃ الخمس و اعطی خواتم سورۃ البقرۃ و غفر لمن لم یشرک باللہ من أمتہ شیئا المقحمات (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۷) —

حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث نے عقیل سے اُسنے زہری سے اُسنے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے اُس نے جابر بن عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مجھکو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا خدا نے بیت المقدس کو میرے سامنے جلوہ گر کردیا میں اسکی نشانیاں اُنکو بتاتا تھا اور اُسکی طرف دیکھتا جاتا تھا *

حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا لیث عن عقیل عن الزهری عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن عن جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرهم عن آیاتہ و انا انظر الیہ — (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۶) —

فَاِذَا جَآءَ

حدثني زهير بن حرب قال حدثنا حجين بن المثنى قال حدثنا عبدالعزيز و هو ابن ابي سلمة عن عبدالله بن الفضل عن ابي سلمة بن عبدالرحمن عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقدرايتني في الحجر و قريش تسالني عن مسراي فسألتني عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربة ما كربت مثله قط قال و رفعه الله لي انظر اليه ما يسألوني عن شئي الا انبائتهم به و قدرايتني في جماعة من الانبياء فاذا موسى عليه السلام قائم يصلي فاذا رجل ضرب جعد كانه من رجال شنوءة و اذا عيسى بن مريم عليه السلام قائم يصلي اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفي و اذا ابراهيم عليه السلام قايم يصلي اشبه الناس به صاحبكم يعني نفسه صلى الله عليه وسلم فحانت الصلوة فاممتهم فلما فرغت من الصلوة قال قائل يا محمد هذا مالک صاحب النار فسلم عليه فالتفت اليه فبدأني بالسلام (صفحه ٩٦ صحيح مسلم جلداول) —

حديث بيان كي مجھه سے زهير بن حرب نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے حجين بن مثنى نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے عبدالعزيز نے اور وہ ابو سلمه كے بيتے هيں — عبدالله بن فضل سے اُس نے ابوسلمه بن عبدالرحمن سے اُس نے ابو هريرہ سے كہا اُنہوں نے كہ رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كہ ميں نے اپنے تئيں حجر ميں ديكھا اور قريش مجھه سے بيت المقدس تک ميرے جانے كا حال پوچھتے تھے — اُنہوں نے بہت المقدس كي ايسي باتيں مجھه سے پوچھيں جو مجھكو ياد نہيں تھيں — ميں اس قدر گھبرايا كہ كبھي ايسا نہيں گھبرايا تھا — آنحضرت فرماتے هيں كہ خدا نے بيت المقدس كو مجھه سے قريب كرديا ميں اس كي طرف ديكھتا تھا اور قريش مجھه سے جو پوچھتے تھے ميں اُن كو بتاتا تھا — اور ميں نے انبيا كي جماعت ميں اپنے آپ كو ديكھا ميں نے ديكھا كہ موسى عليه السلام كھڑے نماز پڑھتے هيں اور اُن كا بدن دبلا اور بال گھونگر يالے تھے گويا كہ وہ قبيله شنوءہ ميں سے هيں اور ميں نے ديكھا كہ عيسى بن مريم عليه السلام كھڑے نماز پڑھتے هيں اور وہ سب آدميوں ميں عروہ بن مسعود ثقفي سے زيادہ مشابه هيں — اور ميں نے ابراهيم عليه السلام كو ديكھا كہ كھڑے نماز پڑھتے هيں اور وہ سب آدميوں سے تمھارے آقا سے زيادہ مشابه هيں — اس سے حضرت نے اپني ذات مبارک مراد لي پھر نماز كا وقت آيا اور ميں نے امامت كي جب نماز سے فارغ هوا ايک نے كہا اے محمد يہه مالک هى دوزخ كا محافظ اسكو سلام كيجيئے — ميں اس كي طرف متوجهه هوا اور اس نے پهلے سلام كيا ٭

پھر جب آویگا

احادیث ترمذي

حدیث بیان کي هم سے یعقوب بن ابراهیم دورقی نے کہا اُس نے حدیث بیان کي

حدثنا یعقوب بن ابراهیم الدورقي حدثنا ابو تمیلة عن الزبیر ابن جنادة عن ابن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما انتهینا الی بیت المقدس قال جبریل باصبعه فخرق به الحجر و شد به البراق —

(ترمذي صفحه ۵۱۴) —

هم سے ابو تمیلة نے زبیر بن جنادة سے اُس نے ابن بریدة سے اُس نے اپنے باپ سے کہا اُس نے رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که جب هم بیت المقدس پہنچے جبریل نے اپني اُنگلي سے اشارة کیا اور اُس سے پتھر کو شق کیا اور براق کو اُس سے باندہ دیا *

حدیث بیان کي هم سے اسحاق بن منصور نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے

حدثنا اسحاق بن منصور حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن قتادة عن انس ان النبي صلی الله علیه وسلم اتي بالبراق لیلة أسری به ملجما مسرجا فاستصعب علیه فقال له جبریل ابمحمد تفعل هذا فما رکبک احد اکرم علی الله منه قال فارفض عرقا —

(ترمذي صفحه ۵۱۳) —

عبدالرزاق نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے معمر نے قتادة سے اُس نے انس سے که رسول خدا کے پاس معراج کي شب براق زین اور لگام سے آراسته آیا اور اُس نے حضرت کو دیکھکر شوخي کي — جبریل نے اُس سے کہا تو محمد صلعم کے ساتھ ایسا کرتا هی کوئي شخص جو خدا کے نزدیک اُن سے زیادہ مقبول هو تجھه پر سوار نہیں هوا یه سنکر براق ندامت سے پسینه پسینه هوگیا *

حدیث بیان کي هم سے محمود بن غیلان نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزهري قال اخبرني سعید بن المسیب عن ابي هریرة قال قال النبي صلی الله علیه وسلم حین أسری بي لقیت موسی قال فنعته فاذا رجل قال حسبته قال مضطرب الرجل الراس کانه من رجال شنوءة قال و لقیت عیسی قال فنعته قال ربعة احمر کانه خرج من دیماس یعني الحمام و رایت ابراهیم قال و انا اشبه ولده

عبدالرزاق نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے معمر نے زهري سے کہا اُسنے خبر دي مجھکو سعید بن مسیب نے ابو هریرة سے کہا اُنھوں نے که رسول الله نے فرمایا که میں نے معراج کي شب موسی علیه السلام کو دیکھا پھر اُنکي تعریف کي که وہ — راوي کہتا هی میں خیال کرتا هوں که فرمایا بدن سے دبلے تھے اور اُن کے سر کے بال چھوٹے هوئے تھے گویا که وہ قبیله شنوءة میں سے

وعد اولهما

به قال و أتيت بانائين احدهما لبن والاخر فيه خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقيل لي هديت للفطرة او اصبت الفطرة اما انك لواخذت الخمر لغوت أمتك —

(ترمذي صفحه ۵۱۳) —

هيں — اور فرمايا كه ميں نے عيسى عليه السلام كو ديكها كها راوي نے كه پهر آنحضرت نے أن كا حليه بيان كيا اور فرمايا كه وه ميانه قد سرخ رنگ تهے گويا ابهي حمام سے نكلے هيں اور ميں نے ابراهيم كو ديكها اور فرمايا كه ميں أن كا فرزند همشكل هوں — پهر فرمايا كه ميرے سامنے دو پيالے پيش هوئے ايك ميں دوده تها اور ايك ميں شراب — مجهه سے كها گيا كه آپ ان ميں سے جس كو چاهيں لے ليں — ميں نے دوده ليكر پي ليا مجهه سے كها گيا كه آپ فطرة پر هدايت كيئے گئے يا فطرت پر كامياب هوئے اگر شراب ليتے تو آپ كي أمت بهك جاتي *

حديث بيان كي هم سے ابن ابي عمر نے كها اُس نے حديث بيان كي هم سے سفيان

حدثنا ابن ابي عمر حدثنا سفيان عن مالك بن مغول عن طلحة بن مصرف عن مرة عن ابن مسعود قال لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرة المنتهى قال انتهى اليها ما يعرج من الارض و ما ينزل من فوق فاعطاه الله عندها ثلاثا لم يعطهن نبيا كان قبله فرضت عليه الصلوة خمسا و أعطى خواتيم سورة البقرة و غفر لامته المقحمات مالم يشركوابالله شيئا قال ابن مسعود اذ يغشي السدرة مايغشي قال السدرة في السماء السادسة قال سفيان فراش من ذهب و اشار سفيان بيده فارعدها و قال غير مالك بن مغول اليها ينتهي علم الخلق لا علم لهم بما فوق ذلك —

(ترمذي صفحه ۵۴۲) —

نے مالك بن مغول سے اُس نے طلحه بن مصرف سے اُس نے مرة سے اُس نے ابن مسعود سے كها أنهوں نے جب رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرة المنتهى پر پهنچے — كها راوي نے جو چيز زمين سے اوپر جاتي هی اور جو چيز اوپر سے آتي هى سدره پر رک جاتي هى — خدا نے أن كو تين چيزيں عطا كيں جو أن سے پہلے كسي نبي كو نہيں ديں اول پانچ نمازيں أن پر فرض هوئيں دوم سورة بقر كي آخر آيتيں أن كو عطا هوئيں سوم جس نے أن كي أمت ميں سے خدا كے ساتهه شرك نهيں كيا اس كے گناه كبيره معاف كرديئے — ابن مسعود اس آيت كي تفسير ميں كه جب چها جائے سدره پر جو چها جائے — كهتے هيں كه سدره چهٹے آسمان پر هى — سفيان كهتے هيں سونے كے پتنگے تهے جو سدرة پر

اُن دونوں میں کا پہلا وعدہ

چپٹے ہوئے تھے — اور سفیان نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اُسکو ہلایا اور مالک بن مغول کے سوا اور راوي کہتا ہی کہ سدرہ پر تمام دنیا کا علم منتہي ہوتا ھي – اُس سے اوپر کا کسي کو علم نہیں *

حدثنا قتيبة حدثنا الليث عن عقيل عن الزهري عن ابي سلمة عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لما كذبتني قريش قمت في الحجر فجلي الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن اياته و انا انظر اليه –

(ترمذي صفحه ۵۱۴) —

حدیث بیان کي ہم سے قتیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے لیث نے عقیل سے اُس نے زہري سے اُس نے ابو سلمہ سے اُس نے جابر بن عبداللہ سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھکو جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا اور خدا نے بیت المقدس کو میري نظر میں جلوہ گر کردیا — میں اُسکي نشانیاں اُن کو بتاتا تہا اور اُسکي طرف دیکھتا جاتا تھا *

احادیث نسائي

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا يحيى بن سعيد حدثنا هشام الدستوائي حدثنا قتادة عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان اذا قبل احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب ملاٰن حكمة و ايمانا فشق من النحر الى مراق البطن فغسل القلب بماء زمزم ثم ملىء حكمة و ايمانا ثم اتيت بدابة دون البغل و فوق الحمار ثم انطلقت مع جبريل عليه السلام فاتينا السماء الدنيا فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه مرحبا به ونعم المجىء جاء فاتيت على آدم عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من ابن و نبي ثم اتينا الى السماء

خبر دي ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے کہا اس نے حدیث بیان کي ہم سے یحیى بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے ہشام دستوائي نے کہا اسنے حدیث بیان کي ہم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُنہوں نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں کعبہ کے قریب کچھہ سوتا کچھہ جاگتا تھا کہ ایک فرشتہ آیا جو تین میں کا ایک اور دو کے درمیان تھا — پھر سونے کا لگن لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا – اور میرا سینہ پیٹ کے نرم جگہہ تک چیرا گیا پھر میرا دل آب زمزم سے دھویا گیا اور حکمت و ایمان سے بھرا گیا پھر ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا تھا – پھر میں جبریل علیہ السلام کے ساتھہ چلا اور پہلے آسمان

بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ

الثانية قيل من هذا قال جبريل قيل
و من معك قال محمد مثل ذلک فاتيت
على يحيى و عيسى فسلمت عليهما فقالا
مرحبا بک من اخ و نبي ثم اتينا الى
السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل
قيل و من معک قال محمد فمثل ذلک
فاتيت على يوسف عليه السلام فسلمت عليه
قال مرحبا بک من اخ و نبي ثم اتينا الى
السماء الرابعة فمثل ذلک فاتيت على
ادريس عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا
بک من اخ و نبي ثم اتينا الى السماء
الخامسة فمثل ذلک فاتيت على هارون
عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بک من
اخ و نبي ثم اتينا الى السماء السادسة فمثل
ذلک ثم اتيت على موسى عليه السلام فسلمت
عليه قال مرحبا بک من اخ و نبي فلما
جاوزته بكي قيل ما يبكيک قال يا رب
هذا الغلام الذي بعثته بعدي يدخل من أمته
الجنة اكثر و افضل مما يدخل من أمتي
ثم اتينا السماء السابعة فمثل ذلک فاتيت
على ابراهيم عليه السلام فسلمت عليه قال
مرحبا بک من ابن و نبي ثم رفع لى
البيت المعمور فسألت جبريل فقال هذا
البيت المعمور يصلي فيه كل يوم سبعون
الف ملک فاذا خرجوا منه لم يعودوا فيه
آخر ما عليهم ثم رفعت الى السدرة المنتهى
فاذا نبقها مثل قلال هجر و اذا ورقها مثل
آذان الفيلة و اذا في اصلها اربعة انهار
نهران باطنان و نهران ظاهران فسألت
جبريل فقال اما الباطنان ففي الجنة واما
الظاهران فالفرات والنيل ثم فرضت على

پر پہنچا — پوچھا گیا کہ کون ہی کہا جبریل
پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم
ہیں پوچھا کیا بلائے گئے ہیں — مرحبا کیا
خوب آنا ہوا پھر میں آدم کے پاس پہنچا میں
نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبی
پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے پوچھا گیا
کون ہی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون
ہی کہا محمد صلعم ہیں یہاں بھی ویسی ہی
باتیں ہوئیں — پھر میں یحیی اور عیسی
کے پاس پہنچا — اور میں نے اُن کو سلام
کیا — دونوں نے کہا مرحبا اے بھائی اور
نبی پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے — پوچھا
گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ
کون ہی کہا محمد صلعم ہیں اور یہاں بھی
ویسے ہی باتیں ہوئیں — پھر میں یوسف کے
پاس پہنچا — میں نے اُنکو سلام کیا — کہا مرحبا
اے بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے
اور وہاں بھی ویسی ہی باتیں ہوئیں — پھر
میں ادریس کے پاس پہنچا میں نے اُن کو
سلام کیا کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم
پانچویں آسمان پر پہنچے وہاں بھی ویسی
ہی باتیں ہوئیں پھر میں ہارون کے پاس
پہنچا — میں نے انکو سلام کیا کہا مرحبا اے
بھائی اور نبی پھر ہم چھٹے آسمان پر پہونچے
اور ویسی ہی باتیں ہوئیں — پھر میں موسی
کے پاس پہنچا — میں نے اُن کو سلام کیا کہا

بهيجينگے هم تم پر

خمسون صلوة فاتيت على موسى فقال
ما صنعت قلت فرضت على خمسون صلوة
قال اني اعلم بالناس منك اني عالجت
بني اسرائيل اشد المعالجة و ان امتك لن
يطيقوا ذلك فارجع الى ربك فاسأله ان
يخفف عنك فرجعت الى ربي فسألته
ان يخفف عني فجعلها اربعين ثم رجعت
الى موسى عليه السلام فقال ما صنعت قلت
جعلها اربعين فقال لي مثل مقالته الاولى
فرجعت الى ربي عزوجل فجعلها ثلثين
فاتيت على موسى عليه السلام فاخبرته
فقال لي مثل مقالته الاولى فرجعت الى
ربي فجعلها عشرين ثم عشرة ثم خمسة فاتيت
على موسى عليه السلام فقال لي مثل مقالته
الاولى فقلت اني استحيي من ربي عزوجل
ان ارجع اليه فنودي ان قد امضيت
فريضتي وخففت عن عبادي و اجزي بالحسنة
عشر امثالها —

(نسائي صفحه ۵۲ و ۵۳)

مرحبا اے بهائي اور نبي جب ميں وهاں سے
آگے بڑها تو موسی روئے پوچها گيا که کيوں روتے
هو — کها اے خدا يهه لڑکا جسکو تونے ميرے
بعد نبي کيا هی اس کي أمت کے لوگ
ميري أمت والوں سے زيادہ جنت ميں
جائينگے — پهر هم ساتويں آسمان پر پهونچے
اور ويسي هي باتيں هوئيں پهر ميں ابراهيم
کے پاس پهونچا — ميں نے أن کو سلام کيا کها
مرحبا اے فرزند اور نبي پهر بيت المعمور
مجهه سے نزديک هوا — ميں نے جبريل سے
پوچها تو کها يهه بيت المعمور هی هر روز
اس ميں ستر هزار فرشتے نماز پڑهتے هيں اور
جب جاتے هيں پهرکر دوبارہ نهيں آتے — پهر
سدرة منتهى سے قريب آ گيا — أس کے بير
هجر کے مٹکوں کي برابر اور پتے هاتي کے
کانوں کي برابر تهے أس کي جڑ سے چار
نهريں نکلي تهيں دو ظاهر اور دو باطن ميں نے جبريل سے پوچها تو کها يهه دو پوشيدہ
نهريں تو جنت ميں جاتي هيں اور يهه دو ظاهر نيل اور فرات هيں — پهر مجهه پر
پچاس نمازيں فرض هوئيں — پهر ميں موسی عليه السلام کے پاس آيا — موسی نے پوچها
که آپ نے کيا کيا ميں نے کها مجهه پر پچاس نمازيں فرض هوئي هيں — کها آپ سے زيادہ
ميں لوگوں کي حالت سے واقف هوں — ميں نے بني اسرائيل کو آزمايا اور سخت تکليف
أٹهائي — آپ کي أمت اس فرض کا تحمل نکر سکيگي آپ خدا کے پاس پهر جائيے — اور
کمي کي درخواست کيجيئے — ميں پهر خدا کے پاس گيا اور کمي کے ليئے التجا کي —
خدا نے چاليس کا حکم ديا — پهر ميں موسی عليه السلام کے پاس آيا پوچها کيا کر آئے ميں نے
کها چاليس نماز کا حکم ديا هی — موسی عليه السلام نے پهر وهي کها جو پهلے کها تها —
ميں پهر خدا کے پاس گيا — تو تيس کا حکم ديا — پهر موسی عليه السلام کے پاس آيا اور

عِبَادًا لَّنَا

اُن کو خبر دي موسی نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر خدا کے پاس گیا — ابکي دفعه بیس نمازوں کا حکم دیا پھر دس کا پھر پانچ کا میں پھر موسی علیه‌السلام کے پاس آیا موسی علیه‌السلام نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتي هی که میں پھر اُس کے پاس جاؤں — آواز آئي که میں نے اپنا فرض جاري کردیا اور اپنے بندوں کو آساني دي اور میں ایک نیکي کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب دونگا ٭

خبر دي همکو یونس بن عبدالاعلی نے کہا اس نے حدیث بیان کي هم سے ابن وهب نے کہا اس نے خبر دي مجھکو یونس نے ابن شہاب سے کہا انس ابن مالک اور ابن حزم نے که رسول خدا نے فرمایا الله تعالی نے میري اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں — میں اُلٹا پھرا اور موسی علیه‌السلام کے پاس آیا — موسی علیه‌السلام نے کہا خدا نے آپ کي اُمت پر کیا فرض کیا — میں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں فرض کي هیں — موسی علیه‌السلام نے مجھه سے کہا دوباره خدا سے کہیئے آپ کي اُمت اس کا تحمل نکرسکیگي — میں نے دوباره خدا سے کہا اور خدا نے ان میں‌سے ایک حصه معاف کردیا — پھر موسی علیه‌السلام کے پاس آیا اور ان کو خبر دي کہا پھر خدا سے کہیئے آپ کي اُمت میں اس کي طاقت نہیں هی — میں نے خدا سے پھر کہا خدا نے فرمایا که پانچ نمازیں هیں اور وهي پچاس کي برابر هیں — میرا قول نہیں بدلتا — میں پھر موسی علیه‌السلام کے پاس آیا کہا پھر خدا سے کہیئے — میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتي هی ٭

اخبرنا یونس بن عبدالاعلی حدثنا ابن وهب قال اخبرني یونس عن ابن شهاب قال انس بن مالک و ابن حزم قال رسول الله صلی‌الله علیه وسلم فرض‌الله عزوجل علی اُمتي خمسین صلوة فرجعت بذالک حتی امر بموسی علیه‌السلام فقال ما فرض ربک علی اُمتک قلت فرض‌علیهم خمسین صلوة قال لي موسی فراجع ربک عزوجل فان اُمتک لا تطیق ذلک فراجعت ربي عزوجل فوضع شطرها فرجعت الی موسی فاخبرته فقال‌راجع ربک فان‌اُمتک لاتطوق ذلک فراجعت ربي عزوجل فقال هي خمس و هي خمسون لایبدل القول لدي فرجعت الی موسی فقال راجع ربک فقلت اني استحییت من ربي عزوجل — (نسائي صفحه ۵۳) —

خبر دي همکو عمر بن هشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے مخلد نے سعید بن عبدالعزیز سے کہا اُس نے حدیث بیان کي یزید بن ابي ملک نے کہا اس نے حدیث

اخبرنا عمرو ابن هشام قال حدثنا مخلد عن سعید ابن عبدالعزیز حدثنا یزید ابن

اپنے بندوں

ابي مالک حدثنا انس بن مالک ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال أتيت بدابة
فوق الحمار و دون البغل خطوها عند منتهى
طرفها فركبت و معي جبريل عليه السلام
فسرت فقال انزل فصل ففعلت فقال اتدري
اين صليت صليت بطيبة واليها المهاجر
ثم قال انزل فصل فصليت فقال اتدري
اين صليت صليت بطور سيناء حيث كلم الله
موسى عليه السلام ثم قال انزل فصل فصليت
فقال اتدرى اين صليت صليت ببيت لحم
حيث ولد عيسى عليه السلام ثم دخلت الى
بيت المقدس فجمع لي الانبياء عليهم السلام
فقدمني جبريل حتى اممتهم ثم صعدبي
الى السماء الدنيا فاذا فيها آدم عليه السلام
ثم صعدبي الى السماء الثانية فاذا فيها
ابنا الخالة عيسى و يحيى عليهما السلام ثم
صعدبي الى السماء الثالثة فاذا فيها يوسف
عليه السلام ثم صعدبي الى السماء الرابعة فاذا
فيها هارون عليه السلام ثم صعدبي الى السماء
الخامسة فاذا فيها ادريس عليه السلام ثم صعد
بي الى السماء السادسة فاذا فيها موسى
عليه السلام ثم صعدبي السماء السابعة فاذا فيها
ابراهيم عليه السلام ثم صعدبي فوق سبع سموات
فاتينا سدرة المنتهى فغشيتني ضبابة فخررت
ساجدا فقيل لي اني يوم خلقت السموات
والارض فرضت عليک و على امتک خمسين
صلوة فقم بها انت و امتک فرجعت الى
ابراهيم فلم يسألني عن شيء ثم اتيت على
موسى فقال کم فرض عليک و على امتک
قلت خمسين صلوة قال فانک لاتستطيع
ان تقوم بها انت و لا امتک فارجع الى ربک

بیان کی ہم سے انس بن مالک نے کہ رسول
خدا نے فرمایا میرے لئے ایک جانور لایا گیا
جو خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا تھا - اور اسکا
قدم منتہائے نظر تک پڑتا تھا - میں اسپر
سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل تھے — پھر
میں چلا — جبریل نے کہا اُتریے اور نماز
پڑھیئے میں نے نماز پڑھی کہا آپ کو معلوم
ہی کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے طیبۃ
(مدینۃ) میں نماز پڑھی — اور آپ اسی
طرف ہجرت کرینگے — پھر کہا اُتریے اور
نماز پڑھیئے — میں نے نماز پڑھی کہا آپ
کو معلوم ہی کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے
طور سینا پر نماز پڑھی جہاں خدا نے موسی
سے کلام کیا پھر کہا اُتریے اور نماز پڑھیئے میں
نے نماز پڑھی کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں
نماز پڑھی اپنے بیت اللحم میں نماز پڑھی
جہاں عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے تھے - میں
بیت المقدس میں داخل ہوا - انبیا علیہ السلام
میرے لیئے جمع تھے - جبریل نے مجھکو آگے
بڑھا دیا میں نے امامت کی پھر مجھکو آسمان
اول پر لے گیا میں نے اُس میں آدم علیہ السلام
کو پایا - پھر دوسرے آسمان پر لے گیا - میں
نے اس میں خالہ زاد بھائی عیسی اور یحیی
علیہما السلام دیکھے - پھر تیسرے آسمان پر
لے گیا - وہاں یوسف علیہ السلام نظر آئے - پھر
چوتھے آسمان پر لے گیا - اس میں ہارون

أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

فاساله التخفيف فرجعت الى ربي فخفف
عني عشرا ثم اتيت الى موسى فامرني
بالرجوع فرجعت فخفف عني عشرا ثم
ردت الى خمس صلوة قال فارجع الى ربك
فاساله التخفيف فانه فرض على بني
اسرائيل صلوتين فما قاموا بها فرجعت
الى ربي عزوجل فسالته التخفيف فقال
اني يوم خلقت السموات والارض فرضت
عليك و على أمتك خمسين صلوة فخمس
بخمسين فقم بها انت و أمتك فعرفت
انها من الله عزوجل صري فرجعت الى
موسى عليه السلام فقال ارجع فعرفت انها
من الله صرى يقول حتم فلم ارجع —
(نسائي صفحات ۵۳ و ۵۴) —

عليه السلام تھے — پھر پانچویں آسمان پر ليگيا —
اس ميں ادريس عليه السلام تھے — پھر چھٹے
آسمان پر لے گيا — اس ميں موسى عليه السلام
دکھائي ديئے — پھر ساتويں آسمان پر لے گيا
ميں نے اس ميں ابراهيم عليه السلام کو ديکھا —
پھر مجھه کو ساتوں آسمانوں سے أدھر لے
گيا پھر هم سدرة المنتهى پر پھنچے — مجھپر
ايک کھرسي چھا گئي ميں سجدے ميں
گرا آواز آئي که ميں نے جس روز آسمان
زمين کو پيدا کيا تجھه پر اور تيري أمت
پر پچاس نمازيں فرض کيں — اب تو اور
تيري أمت اس کو قايم کريں — ميں وهاں
سے ابراهيم عليه السلام کے پاس لوٹ کر آيا — أنھوں نے کوئي سوال مجھه سے نھيں کيا —
پھر ميں موسى عليه السلام کے پاس آيا پوچھا کتني نمازيں آپ پر اور آپ کي أمت پر فرض
هوئيں — ميں نے کھا پچاس کھا نه آپ اس کو ادا کرسکينگے نه آپ کي أمت — خدا
کے پاس پھر جائيئے اور کمي کي درخواست کيجيئے — ميں پھر خدا کے پاس گيا —
تو دس نمازيں معاف کرديں پھر ميں موسى عليه السلام کے پاس آيا تو مجھکو پھر جانے کو
کھا — ميں پھر گيا تو خدا نے دس اور معاف کرديں — پھر پانچ نماز کا حکم ليکر آيا
تو موسى عليه السلام نے پھر کھا که خدا کے پاس پھر جائيئے — اور کمي کي درخواست
کيجيئے — خدا نے بني اسرائيل پر دو نمازيں فرض کي تھيں — ان کو بھي ادا نکرسکے —
ميں پھر خدا کے پاس گيا اور کمي کي درخواست کي — خدا نے فرمايا که ميں نے
جس روز آسمان و زمين پيدا کيئے أسي روز تجھه پر اور تيري أمت پر پچاس نماز
فرض کردي تھيں — اور يهه پانچ نمازيں پچاس کي برابر هيں — تو اور تيري أمت ان
نمازوں کو ادا کريں — اب ميں نے جان ليا که يهه خدا کي طرف سے قطعي حکم
هى — پھر ميں موسى عليه السلام کے پاس آيا — موسى عليه السلام نے کھا پھر جائيئے —
ميں نے سمجھا که يهه خدا کا حکم قطعي هوچکا اس ليئے ميں پھر نھيں گيا *

سخت لڑنے والوں کو

خبر دي همکو احمد بن سليمان نے کہا اُس نے" حديث بيان کي هم سے يحيى بن آدم نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے مالک بن مغول نے اُس نے زبير بن عدي بن طلحه بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے عبدالله سے کہا اُنہوں" نے کہ جب رسول خدا معراج کو گئے سدرۃ المنتہى تک پہنچے اور وہ چھٹے آسمان پر هى — اور جو کچھہ اُس کے نيچے سے اُوپر کو جاتا هى اور جو کچھہ اُس کے اُوپر سے نيچے کو آتا هى وهيں آکر رکتا هى — اس آيت کي تفسير ميں کہ جب چھا جائے اُس پر جو چھا جائے — راوي نے کہا کہ اس سے مراد هيں سونے کے پتنگے — پھر آنحضرت صلعم کو تين چيزيں دي گئيں ٭ پانچ نمازيں اور سورہ بقر کي اخير آيتيں اور اُن کي اُمت ميں سے جو شخص خدا کے ساتھہ شرک نکرے اس کے کبيرہ گناہ معاف کريگا ٭

اخبرنا احمد بن سليمان حدثنا يحيى بن آدم حدثنا مالک بن مغول عن الزبير بن عدي بن طلحه بن مصرف عن مرة عن عبدالله قال لما اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى به الى سدرة المنتهى و هي في السماء السادسة و اليها ينتهي ما عرج به من تحتها و اليها ينتهي ما هبط به من فوقها حتى يقبض منها قال اذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من ذهب فاعطى ثلثا الصلواة الخمس و خواتم سورة البقر و يغفر لمن مات من امته لا يشرک بالله شيئا المقحمات —

(نسائي صفحه ۵۴) —

خبر دي همکو سليمان بن داؤد نے ابن وهب سے کہا اُس نے خبر دي" مجھکو عمرو بن حارث نے کہ عبد ربه بن سعيد نے خبر دي اُس کو کہ بناني نے حديث بيان کي اُس نے انس بن مالک سے کہ نماز مکہ ميں فرض هوئي اور دو فرشتے رسول الله کے پاس آئے اور ان کو زمزم کے پاس لے گئے — دونوں نے اُن کا پيٹ چيرا اور اندر کي چيز (دل) سونے کے لگن ميں نکالي — اور آب زمزم سے اُسکو دھويا پھر علم و حکمت اُس کے اندر بھر ديا ٭

اخبرنا سليمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث ان عبد ربه بن سعيد اخبره ان البناني حدثه عن انس بن مالک ان الصلوات فرضت بمكة و ان ملكين اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهبا به الى زمزم فشقا بطنه و اخرجا حشوه في طست من ذهب فغسلاه بماء زمزم ثم كبسا جوفه حكمة و علما —

(نسائي صفحه ۵۴) —

حديث ابن ماجه

حديث بيان کي هم سے حرمله بن يحيى مصري نے کہا اُس نے حديث بيان کي .

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ

حدثنا حرملة بن يحيى المصري حدثنا عبدالله بن وهب اخبرني يونس بن يزيد عن ابن شهاب عن انس بن مالک قال قال رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم فرض‌الله علی أمتي خمسين صلوة فرجعت بذلک حتی آتی علی موسی فقال موسی ما ذا افترض ربک علی أمتک قلت فرض علي خمسين صلوة قال فارجع الی ربک فان أمتک لا تطيق ذلک فراجعت ربي فوضع عني شطرها فرجعت الی موسی فاخبرته فقال ارجع الی ربک فان أمتک لا تطيق ذلک فراجعت ربي فقال هي خمس و هي خمسون لا يبدل القول لدي فرجعت الی موسی فقال راجع الی ربک فقلت قد استحييت من ربي =
(ابن ماجه صفحه ۲۳۴) —

هم سے عبدالله بن وهب نے کہا اُس نے خبر دي مجهکو یونس بن یزید نے ابن شهاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُنہوں نے کہ رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا کہ خدا نے میري اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں اُلٹا پهر کو موسی علیه‌السلام کے پاس آیا تو موسی علیه‌السلام نے پوچها خدا نے آپ کی اُمت پر کہا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا خدا کے پاس پهر جائیئے آپ کي اُمت اس کي طاقت نہیں رکهتي میں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں سے ایک حصہ معاف کردیا — پهر میں موسی کے پاس آیا اور ان کو خبر دي کہا پهر خدا کے پاس جائیئے — آپ کي اُمت میں اس کے ادا کرنے کي طاقت نہیں هی میں نے پهر خدا سے کہا خدا نے فرمایا کہ پانچ نمازیں هیں اور یهي پچاس هیں = میرا قول نہیں بدلتا — پهر میں موسی علیه‌السلام کے پاس آیا — موسی علیه‌السلام نے کہا پهر خدا کے پاس جائیئے — میں نے کہا مجهکو خدا سے شرم آتي هی *

اختلافات جو ان حدیثوں میں هیں

ان حدیثوں کے طرز بیان میں اور واقعات جو اُن میں بیان هوئے هیں اور اُن کے الفاظ و عبارت میں ایسا اختلاف هی جو اسبات کے یقین کرنے کے لیئے کافي دلیل هی کہ وہ الفاظ وہ نہیں هیں جو رسول خدا صلی‌الله علیه نے اپني زبان مبارک سے فرمائے هونگے یہہ بات مسلم هی کہ حدیثیں بلفظہ یعني اُنهي الفاظ سے جو رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمائے تهے بیان نہیں هوتي تهیں بلکہ روایت بالمعني کا عام رواج تها یعني راوي حدیث کے مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا تها اور یهي وجہ هی کہ ایک مطلب کي حدیثیں کو متعدد راویوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا هي اور اسلیئے سمجها جاتا هی

کہ ان حدیثوں کے جو الفاظ هیں وہ اخیر راوي کے الفاظ هیں جس کي روایت حدیثوں کي کتابوں میں لکهي گئي هی *

علاوہ اس کے ان حدیثوں کے مضامین بهي نہایت مختلف هیں اور راویوں نے اپني یاد اور اپني سمجهہ کے موافق اُن کو بیان کیا هی اُن سے یہہ بات ثابت نہیں هوتي کہ درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان کیا تها اور زباني نقل در نقل هوتے هوتے اخیر راوي تک کسقدر پهونچي اور کیا کمي یا زیادتي اُن میں هوگئي اور مطلب بهي اُن میں وهي باقي رها جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تها یا اُس میں بهي کچهہ تغئیر و تبدیل هوگئي هی *

اب هم الفاظ کے اختلافات سے قطع نظر کرتے هیں اس خیال سے کہ راویوں کے سبب وہ مختلف هوگئے هیں اور صرف اختلافات مضامین کو دکهلاتے هیں جو مذکورہ بالا حدیثوں میں پائے جاتے هیں *

۱ — اسبات میں اختلاف هی کہ جب معراج شروع هوئي تو آپ کہاں تهے

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیثوں میں هی کہ آپ مکہ میں اپنے گهر میں تهے کہ آپ کے گهر کي چهت پهٹ گئي *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعہ کي حدیث میں هی کہ آپ خانہ کعبہ کے پاس تهے *

بخاري میں انهي کي دوسري حدیث میں هی کہ آپ حطیم میں تهے یا حجر میں تهے *

بخاري اور مسلم میں انس میں ابن مالک کي حدیث میں هی کہ مسجد کعبہ میں سے آپ کو معراج هوئي *

جسقدر حدیثیں ان کے سوا هیں اُن میں سے کسي میں اسبات کا ذکر نهیں کہ جب معراج شروع هوئي تو آپ کہاں تهے *

۲ — جبریل تنہا آئے تهے یا اور بهي اُن کے ساتهہ تهے

بخاري میں مالک ابن صعصعہ اور بخاري و مسلم میں ابوذر کي حدیث هی کہ تنہا جبریل آنحضرت پاس آئے تهے *

وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝٥

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که دو فرشتے آنحضرت پاس آئے تھے *

بخاري میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی جس کے یهه لفظ هیں " فذکر رجلا بین الرجلین " *

اور مسلم اور نسائي میں هی " احد الثلاثة بین الرجلین " یعني تین کا ایک جو دو کے درمیان میں هی *

فتح الباري اس سے مراد لیتا هی که آنحضرت حمزہ و جعفر کے بیچ میں سوتے تھے جس سے مراد یهه هی که آنحضرت نے فرمایا که میں دو آدمیوں یعني حمزہ و جعفر کے بیچ میں سوتا تھا *

مگر کواکب الدراري اور خیر الجاري میں جو بخاري کي شرحیں هیں لکھا هی " اے ذکر النبي صلی الله علیه وسلم ثلاث رجال و هم الملائکة تصوروا بصورة الانس " یعني آنحضرت نے تین آدمیوں کا ذکر کیا جو فرشتے تھے که آدمیوں کي شکل بنکر آئے تھے پس اس روایت سے تین فرشتوں کا آنا معلوم هوتا هی *

بخاري اور مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث میں هی که آنحضرت پاس تین فرشتے آئے *

٣ — اُسوقت آپ سوتے تھے اور اخیر تک سوتے رهے یا جاگتے تھے

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث میں هی — بین النایم والیقظان یعني آنحضرت نے فرمایا که میں کچھه سوتا اور کچھه جاگتا تھا *

بخاري میں انهي کي دوسري حدیث میں هی " مضطجعا " یعني آنحضرت نے فرمایا که میں کروٹ پر لیٹا یا سوتا تھا *

بخاري میں انس ابن مالک کی حدیث هی که " وهو نائم " یعني آنحضرت سوتے تھے اور اس کے بعد هی " فیما یری قلبه و تنام عینه ولا ینام قلبه یعني فرشتے آپ کے پاس آئے ایسي حالت میں که آپ کا دل دیکھتا تھا اور آنکھیں سوتي تھیں اور دل نهیں سوتا تھا — اُس حدیث کے اخیر میں هی فاستیقظ و هو فی المسجد الحرام " یعني تمام قصه معراج بیان کرکے انس ابن مالک نے کہا که پھر آنحضرت جاگے اور وہ مسجد حرام میں تھے *

اور ھی وعدہ خدا کا مقدر کیا گیا ۸

اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ھی و ھو نائم فی المسجد الحرام یعنی آنحضرت سوتے تھے مسجد حرام میں *

ان حدیثوں کے سوا کسی حدیث میں اس بات کا بیان ھی نہیں ھی کہ اُسوقت آنحضرت جاگتے تھے یا سوتے تھے *

۴ — شق صدر اور اُس کے اختلافات

بخاری اور مسلم میں ابوذر کی حدیث ھی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جبریل نے میرا سینہ چیرا اور زمزم کے پانی سے دھویا *

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ھی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حلقوم سے پیٹ کی نرم جگہہ تک چیرا گیا — اور پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا *

اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں انہیں کی حدیث ھی کہ گلے کے گڑھے سے پیڑو تک چیرا گیا — پھر میرا دل نکالا اور زمزم کے پانی سے دھویا *

بخاری میں انس بن مالک کی حدیث ھی کہ تین فرشتہ جو آئے تھے اُن میں سے جبریل نے سینہ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیر ڈالا اور جبریل نے اپنے ھاتھہ سے زمزم کے پانی سے دھویا *

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ھی کہ دو فرشتے آئے اور آنحضرت کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور دونوں نے آنحضرت کے پیٹ کو چیرا اور دونوں نے ملکر زمزم کے پانی سے دھویا *

ان حدیثوں کے سوا جو اور حدیثیں ھیں اُن میں شق صدر کا کچھہ ذکر نہیں *

۵ — براق کا ذکر کن حدیثوں میں ھی اور کن میں نہیں

بخاری اور مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ھی کہ ایک چارپایہ میرے پاس لایا گیا سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جسکو براق کہتے ھیں *

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ھی کہ میرے پاس براق لایا گیا اور وہ ایک چوپایہ ھی سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا *

ترمذی میں انس ابن مالک کی حدیث ھی کہ رسول خدا کے پاس معراج کی شب براق زین اور لگام سے آراستہ لایا گیا *

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

نسائي ميں مالک ابن صعصعہ کي حديث هی اُس ميں براق کا نام نہيں هی صرف يہہ هی کہ ايک چوپايہ ميرے پاس لايا گيا جو خچر سے چهوٹا اور گدهے سے بڑا تها *

نسائي ميں انس ابن مالک کي حديث هی اُس ميں بهي براق کا نام نہيں هی صرف يہہ هی کہ ايک چوپايہ ميرے پاس لايا گيا *

ان حديثوں کے سوا اور کسي حديث ميں براق کے لائے جانے کا ذکر نہيں هی *

۶ ــ آپ براق پر سوار هوکر گئے يا کس طرح

بخاري اور مسلم ميں ابوذر اور انس ابن مالک کي حديث هی کہ آنحضرت نے فرمايا کہ جبريل ميرا هاتهہ پکڑ کر آسمانوں پر لے گئے ــ اور انس ابن مالک کي حديث هی کہ مجهکو آسمانوں پر لے گئے (واضح هو کہ ان حديثوں ميں براق کا کچهہ ذکر نہيں هی) *

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالک ابن صعصعہ کي حديث هی جس سے پايا جاتا هی کہ براق پر سوار هوکر جبريل کے ساتهہ گئے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالک کي حديث هی کہ آنحضرت نے فرمايا کہ ميں براق پر سوار هوا اور بيت المقدس تک پهونچا *

ترمذي ميں انس ابن مالک کي حديث هی کہ سوار هوتے وقت براق نے شوخي کي اور جبريل نے اُس سے کہا کہ تو محمد کے ساتهہ اس طرح شوخي کرتا هی ــ کوئي تجهہ پر سوار نہيں هوا جو مقبول هو خدا کے نزديک ان سے زيادہ ــ راوي نے کہا کہ براق ندامت سے پسينہ پسينہ هوگيا *

اور سب سے زيادہ عجيب روايت وہ هی کہ جو بزار نے اور سعيد ابن منصور نے ابو عمران جوني سے اور اُس نے انس سے مرفوعا بيان کي هی ــ کہ پيغمبر خدا نے فرمايا کہ ميں بيٹها تها کہ جبريل آئے اور ميرے دونوں کندهوں کے بيچ ميں هاتهہ مارا ــ پهر هم دونوں ايک درخت کے پاس گئے جس ميں پرندوں کے گهونسلے رکهے تهے ــ ايک ميں جبريل اور ايک ميں ميں بيٹهہ گيا ــ پهر وہ گهونسلے بلند هوئے ــ يہاں تک کہ زمين اور آسمان کو گهير ليا *

۷ ــ بيت المقدس ميں براق کے باندهنے کا اختلاف

مسلم ميں انس ابن مالک کي حديث هی کہ آنحضرت نے فرمايا کہ ميں نے براق

کو اُس کھنٹے سے باندہ دیا جس سے سب پیغمبر باندھتے تھے *

ترمذي میں بریدہ کي حدیث هی که جبریل نے انگلي کے اشارہ سے ایک پتھر کو شق کیا اور اُس سے براق کو باندہ دیا *

٨ — بیت المقدس پہونچنے سے پہلے کہاں کہاں تشریف لے گئے اور کیا کیا کیا

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت نے فرمایا که میں سوار هوکر جبریل کے ساتھہ چلا اور طیبه میں اُترا اور نماز پڑھي جہاں که هجرت هوگي پھر طور سینا پر اُترا اور نماز پڑھي جہاں الله نے موسی سے کلام کیا تھا — پھر بیت لحم میں اُترا اور نماز پڑھي جہاں حضرت عیسی علیه السلام پیدا هوئے تھے — پھر میں بیت المقدس میں پہونچا جہاں تمام انبیا جمع تھے اور میں نے امام بنکر سب کو نماز پڑھائي *

اس واقعه کا سوائے اس حدیث کے کسي اور حدیث میں ذکر نہیں هی *

٩ — اختلافات مقامات انبیا آسمانوں پر جن سے ملاقات هوئي

ادریس

بخاري میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس دوسرے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که ادریس چوتھے آسمان پر ملے *

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس چوتھے آسمان پر ملے *

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس پانچویں آسمان پر ملے *

هارون

بخاري اور نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که هارون چوتھے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که هارون پانچویں آسمان پر ملے *

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که هارون پانچویں آسمان پر ملے *

وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ

موسى

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي حديث هى كه موسى چهتے آسمان پر ملے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه موسى چهتے آسمان پر ملے *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه موسى ساتويں آسمان پر ملے *

ابراهيم

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى كه ابراهيم چهتے آسمان پر ملے *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه ابراهيم چهتے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي حديث هى كه ابراهيم ساتويں آسمان پر ملے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه ابراهيم ساتويں آسمان پر ملے *

حليه موسى

بخاري ميں ابو هريره كي اور مسلم ميں جابر كي اور ابو هريره كي ترمذي ميں ابو هريره كي حديث هى جن ميں حضرت موسى كا دبلايا چهريره هونا بيان هوا هى *

بخاري ميں عبدالله ابن عمر كي حديث هى جس ميں موسى كا موٹا هونا بيان هوا هى *

بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس كي حديث هى جس ميں بيان هوا هى كه حضرت موسى كے گهونگر يالے بال تهے *

بخاري ميں ابو هريره كي اور عبدالله ابن عمر كي اور مسلم اور ترمذي ميں ابو هريره كي حديث هى جس ميں حضرت موسى كے سيدهے لمبے بال بيان هوئے هيں *

حليه عيسى

بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس كي حديث هى جس ميں حضرت عيسى كے لمبى بال هونے معلوم هوتے هيں *

اور هم تمهاري مدد کرینگے مال سے اور بیٹوں سے

بخاري میں عبداللہ ابن عمر کي اور بخاري اور مسلم میں عبداللہ ابن عباس کي حدیث هی جس سے معلوم هوتا هی که حضرت عیسی کے گهونگریالے بال تهے *

ذریات آدم و بکاء آدم

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیث هی که پہلے آسمان پر آدم سے آنحضرت صلعم ملے — اور آدم کے دائیں اور بائیں اُن کي ذریات تهي — دائیں طرف والوں کو دیکهکر هنستے تهے که وه جنتي هیں اور بائیں طرف والوں کو دیکهکر روتے تهے که وه دوزخي هیں *

باقي حدیثوں میں سے کسي حدیث میں اس واقعه کا ذکر نهیں هی *

بکاء موسی

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که جب آنحضرت حضرت موسی سے ملکر آگے بڑهے تو حضرت موسی روئے که اے خدا یهه لڑکا جو میرے بعد مبعوث هوا اس کي اُمت کے لوگ میري اُمت کے لوگوں سے زیاده جنت میں جائینگے *

باقي حدیثوں میں سے کسي حدیث میں اس واقعه کا ذکر نهیں هی *

۱۰ — تخفیف نمازوں میں

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیث هی اور نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت موسی اور خدا کے پاس تخفیف نماز کے لیئے جتنے دفعه آئے گئے هر مرتبه ایک حصه نمازوں کا معاف هوا — تعداد کچهه نهیں بیان کي *

بخاري اور نسائي میں مالک ابن صعصعه اور انس ابن مالک کي حدیثیں هیں جن سے معلوم هوتا هی کهه هر دفعه کے جانے میں دس دس نمازیں معاف هوئیں اور آخر کو پانچ ره گئیں *

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی جس سے معلوم هوتا هی که هر دفعه میں پانچ پانچ نمازیں معاف هوئیں *

بخاري اور نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که پانچ نمازیں مقرر هوئے کے بعد بهي موسی علیه السلام کے کهنے سے آنحضرت خدا کے پاس معافي کے لیئے گئے مگر

وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥

قبول نهوئي — اور اؤر حديثوں ميں هي كه پانچ نمازوں كے مقرر هونے كے بعد آنحضرت نے موسى عليه‌السلام سے كها كه اب تو مجهكو خدا كے پاس جانے ميں شرم آتي هي *

متعدد حديثوں سے معلوم هوتا هى كه سدرة‌المنتهى پر پهونچنے سے پهلے نماز فرض هوئي تهي — اور بعض ميں مذكور هى كه سدرة‌المنتهى پر پهونچنے كے بعد نماز فرض هوئي *

١١ — اختلافات نسبت سدرة‌المنتهى و بيت‌المعمور

مسلم اور ترمذي اور نسائي ميں عبدالله ابن مسعود سے حديث هى كه سدرة‌المنتهى چهٹے آسمان پر هى *

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى كه سدرة‌المنتهى سب آسمانوں كے بعد هى اور سدرة‌المنتهى پر پهنچنے سے پهلے نماز فرض هوئي *

بخاري اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي اور مسلم ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه بيت‌المعمور سب آسمانوں كے بعد هى اور اُس كے بعد سدرة‌المنتهي هى اور نماز سدرة‌المنتهى پر پهنچنے كے بعد فرض هوئي *

بخاري اور مسلم ميں مالك ابن صعصعه كي دوسري حديث هى كه ساتوں آسمانوں سے گذر كر سدرة المنتهى پر پهونچے اور اُس كے بعد بيت المعمور ميں اور اُس كے بعد نماز فرض هوئي *

بخاري اور نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه ساتوں آسمانوں كے بعد سدرة‌المنتهى پر پهنچے اور اُس كے بعد نماز فرض هوئي *

١٢ — الوان سدرة‌المنتهى اور آنحضرت صلعم كا سجدة كرنا

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى جس ميں بيان هى كه ميں سدرة‌المنتهى كے پاس پهونچا اور اُس پر ايسے رنگ چهائے هوئے تهے جنكي حقيقت كو ميں نهيں جانتا *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه پهر وه يعني آنحضرت ساتويں آسمان سے اوپر گئے جس كا علم سوائے خدا كے كسي كو نهيں يهاں تك كه سدرة‌المنتهى كے پاس پهونچے اور خدائے تعالى اُن سے نزديك هوا پهر اور بهي نزديك هوا يهاں تك كه دو كمانوں كا يا اس سے بهي كم فاصله رهگيا پهر خدا نے اُن كو وحي بهيجي اور پچاس نمازيں مقرر كيں *

اور ہم تم کو کرینگے بڑا گروہ ۶

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا سدرۃالمنتہی
نسبت کہ جب اُس پر حکم الہی سے چھاگیا جو چھانا تھا تو اُس کی حالت بدل ؟
کسی انسان کی طاقت نہیں ہی کہ اُس کے حسن کی تعریف کرسکے *

مسلم اور ترمذی اور نسائی میں عبداللہ ابن مسعود کی حدیث ہی اُس میں ۃ
مجید کی اس آیت کی اذ یغشي السدرۃ ما یغشي تفسیر میں یہہ لکھا ہی کہ اس سے مط
ہی سونے کے پروانوں سے یعنی سونے کے پروانے (یعنی پتنگے) درخت پر چھائے ہوئے تھ

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر ہم سا
آسمانوں کے بعد سدرۃالمنتہی کے پاس پہنچے پھر مجھہ پر کہر سی چھا گئی پھر م
سجدہ کے لیئے جھکا یعنی سجدہ کیا *

۱۳ — سدرۃالمنتہی کی نہریں

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہی اُس میں
ہی کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ میں سے چار نہریں نکلتی ہیں دو پوشیدہ اور دو ظاہ
دونوں پوشیدہ نہریں جنت میں بہتی ہیں اور دو ظاہر نہریں نیل اور فرات ہیں *

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ آسمان دنیا یعنی آسمان اول پر
نہریں بہتی ہوئی دیکھیں — آنحضرت نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہہ کیا نہریں ہ
جبریل نے کہا یہہ نیل و فرات کی اصل ہیں *

اور کسی حدیث میں سواے ان حدیثوں کے نہروں کا ذکر نہیں ہی *

۱۴ — شراب اور دودہ

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب
بیت المقدس کی مسجد سے نماز پڑھکر نکلا تو جبریل نے دو پیالے پیش کیئے ایک ش
کا اور ایک دودہ کا *

مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہی کہ بیت المعمور میں شراب اور دود
دو پیالے پیش کیئے گئے *

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہی کہ بیت المعمور میں تین پیالے پ
کیئے گئے ایک دودہ کا ایک شراب کا اور ایک شہد کا *

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ

۱۵ — جنت میں داخل ہونا

بخاری اور مسلم میں ابوذر کی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم سدرۃ المنتہی کے بعد جنت میں داخل ہوئے *

اور کسی حدیث میں جنت میں جانے کا ذکر نہیں ہی *

۱۶ — کوثر

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ آنحضرت نے آسمان اول پر ایک اور نہر دیکھی جسپر موتی اور زبرجد کے محل تھے جبریل نے بتایا کہ یہہ نہر کوثر ہی *

اور کسی حدیث میں کوثر کا ذکر نہیں ہی *

۱۷ — سماعت صریف الاقلام

ا — بخاری اور مسلم میں ابوذر کی حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ایسے مقام پر پہونچا جہاں سے قلموں کے چلنے کی آواز آتی تہی *

اور کسی حدیث میں یہہ مضمون نہیں ہی *

۱۸ — آسمانوں پر جانا بذریعہ معراج کے

اختلاف اقوال علما نسبت اسری اور معراج کے جہاں ہم نے بیان کیئے ہیں اس میں ابو سعید خدری کی حدیث کے یہہ الفاظ نقل کیئے ہیں *

وفي حديث ابي سعيد الخدري عند ابن اسحق فلما فرغت مماكان في بيت المقدس اتى بالمعراج — یعنی جو کچہہ کہ بیت المقدس میں ہونا تہا جب وہ ہوچکا تو لائی گئی معراج — معراج کا ترجمہ ہم نے سیڑہی کیا ہی جس کے ذریعہ سے بلندی پر چڑہتے ہیں *

معراج کے معنی سیڑہی کے لینے میں یہہ سند ہی کہ فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۶۰ میں علامہ ابن حجر نے لکھا ہی یعنی اس روایت کے سوا اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت کا آسمانوں پر جانا براق پر نہ تہا بلکہ معراج پر گئے تہے جس سے مراد سیڑہی ہی — چنانچہ ابن اسحق کے نزدیک

فاما العروج ففي غير هذه الرواية من الاخبار انه لم يكن على البراق بل رقي المعراج وهو السلم كما وقع مصرحا به في حديث ابي سعيد عند ابن اسحق والبيهقي في الدلايل ولفظه فاذا انا بدابة كالبغل مضطرب

اگر تم بهلائي كروگے تو بهلائي كروگے تم اپني جان كے ليئے

الاثنين يقال له البراق وكانت الانبياء تركبه قبلي فوكبته فذكر الحديث قال ثم دخلت انا و جبريل بيت المقدس فصليت ثم اتيت بالمعراج وفي رواية ابن اسحق سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما فرغت مما كان في بيت المقدس اتي بالمعراج فلم ارقط شئيا كان احسن منه وهوالذي يمد اليه الميت عينيه اذا حضر فاصعدني صاحبي فيه حتى انتهى بي الى باب من ابواب السماء الحديث وفي رواية كعب فوضعت له مرقاة من فضة و مرقاة من ذهب حتى عرج هو وجبريل وفي رواية لابي سعيد في شرف المصطفى انه اتى بالمعراج من جنة الفردوس و انه منضد باللؤلؤ و عن يمينه ملايكة و عن يساره ملايكة (فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۶۰) —

ابو سعيد كي حديث ميں اور بيهقي كي كتاب الدلايل ميں صاف طور پر اسكي تصريح هى — حديث كے لفظ يهه هيں كه يكايك ايك چوپايه خچر كي مانند پتلے كانوں والا لايا گيا جسكو براق كهتے هيں — مجهسے پهلے پيغمبر اسپر سوار هوتے تهے — ميں اسپر سوار هوا — پهر حديث ميں بيان كيا هى كه آنحضرت نے فرمايا كه جب ميں اور جبريل دونوں بيت المقدس ميں داخل هوئے — ميں نے نماز پڑهي — پهر ميرے پاس معراج يعني ايك سيڑهي لائي گئي اور ابن اسحق كي روايت ميں هى كه ميں نے رسول الله صلى الله عليه وسلم سے سناكه فرماتے تهے كه بيت المقدس ميں جو كچهه هونا تها ميں اُس سے جب فارغ هوا تو معراج يعني سيڑهي لائي گئي جس سے زيادہ خوبصورت چيز ميں نے كبهي نهيں ديكهي اور وہ ايسي خوشنما تهي كه مرنے والا عين جانكني كے وقت اُسكے ديكهنے كے ليئے آنكهيں كهولدے — پهر ميرے ساتهي يعني جبريل نے مجهكو سيڑهي پر چڑهايا يهانتك كه آسمان كے ايك دروازہ كے پاس لے پهونچا اور كعب كي روايت ميں هى كه ايك سيڑهي چاندي كي اور ايك سونے كي ركهي گئي يهانتك كه آنحضرت اور جبريل اُسپر چڑهے اور شرف المصطفى ميں ابو سعيد كي روايت ميں هى كه بهشت سے ايك سيڑهي لائي گئي جس ميں موتي جڑے هوئے تهے اُسكے دائيں طرف بهي فرشتے اور بائيں طرف بهي فرشتے تهے *

اگر ان روايتوں پر كچهه اعتبار هوسكے تو آنحضرت صلى الله عليه وسلم كي معراج مثل حضرت يعقوب كي معراج كے هوجاتي هى جسكا ذكر توريت ميں هى *

توريت ميں لكها هى كه " پس يعقوب از بيرشبع بيرون آمد و بحاران روانه شد — و بجائے رسيد كه درآنجا بيتوتت نمود زيرا كه آفتاب فرومهرفت و از سنگ هاے آن مكان گرفته

وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

بجہت بالیں گذاشتہ و ہماں جا خوابید — پس بخواب دید کہ اینک نردبانے بزمین برپا گشتہ سرش بآسماں میخورد واینک فرشتگان خدا ازان ببالا وزیر میرفتند — واینک خدا وند براں ایستادہ گفت من خداوند خدائے پدرت ابراھیم وھم خداے اسحاق ام این زمینے کہ براں میخوابي بتوو بذریت تو میدھم — وذریت تو مانند خاک زمین گردیدہ بمغرب و مشرق و شمال و جنوب منتشر خواھند شد وھم از تو واز ذریہ ات تمامي قبایل زمین متبرک خواھند شد — واینک من باتوام و ھر جائیکہ میروي ترا نگاہ داشتہ بایں زمین باز پس خواھم آورد وتا بوقتی کہ انچہ بتوگفتہ ام بجاے آورم ترا وانخواھم گذاشت — و یعقوب از خواب خود بیدار شدہ گفت بدوستي کہ خداوند دریں مکان ست ومن ندانستم — پس ترسیدہ گفت کہ ایں مکان چہ ترسناک است ایں نیست مگر خانہ خدا وایں است دروازۂ آسماں — (کتاب پیدایش باب ۲۸ ورس ۱۰ لغایت ۱۷) *

اختلافات احادیث کا نتیجہ

ان واقعات کا جن کا حدیثوں میں بیان ھی بلکہ ان سے بھي زیادہ تر عجیب باتوں کا خواب میں دیکھنا ناممکن نہیں ھی مگر ھمنے اُن کے اختلافات اس لیئے دکھائے ھیں تاکہ معلوم ھو کہ بسبب اُن اختلافات کے یقین نہیں ھوسکتا کہ درحقیقت کیا حالات آنحضرت نے دیکھے تھے — اور کیا واقعات خواب میں گذرے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا — اور راوي کیا سمجھا اور کسقدر تغیر الفاظ میں — طرز بیان میں — واقعات میں اور معاني الفاظ میں ھوگیا — اور کس راوي نے اپني سمجھہ کے مطابق کون کون سي باتیں اُن میں زیادہ کردیں اور کون سي کم — کیونکہ اُن حدیثوں سے معلوم ھوتا ھی کہ بہت جگہہ راویوں کے قول اُن حدیثوں میں شامل ھیں — پس جسقدر قرآن مجید میں مذکور ھی کہ "لنریہ من آیاتنا انہ ھوالسمیع البصیر" اسقدر تو تسلیم ھی کہ خدانے اُس خواب میں اپني کچھہ نشانیاں آنحضرت کو دکھلائیں مگر یہہ ثابت نہیں ھوتا کہ کیا نشانیاں دکھلائیں اور اگر ھم آیات سے احکام مراد لیں جیسا کہ قرآن مجید کے بہت سے مقاموں میں آیات سے احکام مراد ھیں اور "لنریہ" سے اراءت قلبي یعني کسي بات پر دلي اور کامل یقین ھوجانا سمجھیں تو آیت کے یہہ معني ھوتے ھیں — تاکہ ھم اُسکو یقین کرادیں اپنے بعض حکموں پر — اور یہہ الفاظ جو حدیثوں میں آئے ھیں "فاوحی الی ما اوحی" اور "فرضت علی اُمتي خمسون صلوۃ" اسي پر دلالت کرتے ھیں کہ آیات سے احکام مراد ھیں *

اور اگر تم برائي كروگے تو اُسي كے ليئے

هم اوپر بيان كرچكے هيں كه اِسباب ميں كه معراج جاگتے ميں اور بجسده هوئي تهي يا سوتے ميں بروحه بطور خواب كے — علماے متقدمين كے تين مذهب هيں مگر شاه ولي الله صاحب نے ايك چوتها مذهب اختيار كيا تها كه جاگتے ميں اور بجسده هوئي مگر بجسد برزخي بين المثال والشهادة — چوتهے مذهب كو هم چهوڑ ديتے هيں كيونكه يهه تو اُنهي كي راے يا مكاشفه هى جس كا پته نه كسي روايت ميں هى نه اقوال علما ميں سے كسي قول ميں — بلكه حقيقت يهه معلوم هوتي هى كه شاه ولي الله صاحب كو بهي معراج بالجسد هونے پر يقين نهيں هى — صاف صاف نهيں كهتے اور بجسد برزخي معراج كا هونا بيان كرتے هيں — جس كا صريح مطلب يهه هى كه جسد اصلي موجوده كے ساتهه معراج نهيں هوئي — اور اس ليئے اُن كا مذهب بهي انهي لوگوں كے ساتهه شامل هوجاتا هى جو كهتے هيں كه بجسده معراج نهيں هوئي *

شاه ولي الله صاحب كے مذهب كو چهوڑكر تين مذهب باقي رهجاتے هيں — يعني معراج كا ابتدا سے انتها تك بجسده اور حالت بيداري ميں هونا — يا مكه سے بيت المقدس تك بجسده اور حالت بيداري ميں هونا اور اسكے بعد بيت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتهى تك هونا بروحه يا معراج كا جس ميں اِسرا بهي داخل هى ابتدا سے انتها تك بروحه اور سونے كي حالت ميں يعني خواب ميں هونا — هم پهلي دونوں صورتوں كو تسليم نهيں كرتے ليكن هر ايك صورت كو معه اُسكے دلائل كے بيان كرتے هيں *

صورت اول يعني معراج بجسده ابتدا سے انتها تك بحالت بيداري

اس ميں كچهه شك نهيں كه بهت بڑا گروه علما كا اسبات كا قايل هى كه معراج ابتدا سے انتها تك حالت بيداري ميں اور بجسده هوئي تهي — مگر اس كے ثبوت كے ليئے اُن كے پاس ايسي ضعيف دليليں هيں جن سے امر مذكور ثابت نهيں هوسكتا *

پهلي دليل انكي يهه هى — خدا نے فرمايا هى " اسري بعبده " اور عبد جسم اور روح دونونكو شامل هى — اسليئے متعين هوا كه معراج ميں آنحضرت كا جسم اور روح دونوں گئے تهے *

تفسير كبير ميں لكها هى — كه عبد نام هى جسم اور روح دونوں كا — پس ضرور هوا كه اسرا ميں جسم اور روح دونوں گئے هوں پهر اس پر بحث هى كه انسان جسم كا يا روح كا يا مجموع كا نام هى *

ان العبد اسم لمجموع الجسد والروح فوجب ان يكون الاسراء حاصلاً لمجموع الجسد والروح (تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۱۰۲) =

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

اور شفاے قاضي عياض ميں هی کہ معراج کا واقعہ اگر خواب هوتا تو خدا فرماتا لو کان مناما لقال بروح عبدہ ولم يقل بعبدہ اور بعبدہ نہ کہتا مگر وہ اسطرح پر کلام عرب کي کوئي مثال نهيں بتاتے (شفاے قاضي عياض صفحہ ۸۶) — *

دوسری دليل اُن کي يهہ هی کہ سرے پر خدا نے فرمايا هی " سبحان الذي " اور سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا هی اگر اسرا اور معراج خواب ميں هوتي تو کچهہ تعجب کي بات نہ تهي — اس سے ظاهر هی کہ معراج حالت بيداري ميں اور بجسدہ هوئي — اور يهہ عجيب واقعہ تها اس ليئے خدا نے شروع ميں فرمايا سبحان الذي " *

تيسري دليل اُن کي يهہ هی — کہ اُنهوں نے سورۃ والنجم کو بهي معراج سے متعلق سمجها هی — سورہ نجم ميں آيا هی نهيں ادهر اُدهر پهري اُسکي نگاہ اور نہ مقصد سے آگے بڑهي — اور اگر معراج هوتي سوتے ميں تو اُسميں نہ کوئي نشاني هوتي نہ معجزہ —

مازاغ البصر وماطغی ولوکان مناما ماکانت فيه آية ولا معجزة (شفاے قاضي عياض صفحہ ۸۶) —

اور جب امر واقع کو بصر کيطرف منسوب کيا هی تو اُس سے ثابت هوتا هی کہ معراج رويت عيني تهي نہ رويت قلبي *

چوتهي دليل اُنکي يهہ هی کہ حضرت عائشہ نے سورۃ والنجم کي ايک آيت کي تفسير ميں اس بات سے انکار کيا هی کہ آنحضرت نے خدا کو آنکهوں سے ديکها هی اور اگر معراج خواب ميں هوئي هوتي توحضرت عائشہ اس سے انکار نکرتيں شفاے قاضي عياض ميں لکها هی — هماري مراد اُس حديث سے هی جس سے حضرت عائشہ کا يهہ صحيح قول معلوم هوتا هی کہ آنحضرت کا معراج جسماني تها — کيونکہ اُنهوں نے اسبات کا انکار کيا هی کہ آنحضرت نے خدا کو آنکهوں سے ديکها — اگر واقعہ معراج اُن کے نزديک خواب هوتا تو هرگز اسبات کا انکار نہ کرتيں *

الذي يدل عليه صحيح قولها انه بجسده لانكارها ان تكون روياه لربه رويا عين ولوكانت عندها مناما لم تنكره — (شفاء قاضي عياض صفحہ ۸۹) —

مسروق کہتے هيں کہ ميں حضرت عائشہ کے پاس تکيہ لگائے بيٹها تها — اُنهوں نے کہا اے ابو عائشہ تين باتيں هيں جو شخص اُن ميں سے ايک بهي زبان پر لاتا

عن مسروق قال كنت متكيا عند عائشة — فقالت يا ابا عائشة ثلاث من تكلم بواحدة

پھر جب آویگا دوسرا وعدہ

منہن فقد اعظم علی اللہ الفریہ قلت ماھن قالت من زعم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریہ قال وکنت متکیا فجلست فقلت یا ام المومنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل اللہ تعالی " ولقد راٰہ بالافق المبین ولقد راٰہ نزلۃ اخری " فقالت انا اول ھذہ الامۃ سال عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ھو جبریل علیہ السلام لم ارہ علی صورتہ التی خلق علیہا غیر ھاتین المرتین رایتہ منہبطا من السماء سادا عظم خلقہ مابین السماء الی الارض فقالت اولم تسمع ان اللہ عزوجل یقول " لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر " اولم تسمع ان اللہ عزوجل یقول " وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا اومن وراء حجاب اویرسل رسولا " الی قولہ " علی حکیم " (صحیح مسلم صفحہ ۹۸) —

ھی خدا پر بہت بڑا بہتان باندھتا ھی — میں نے کہا وہ باتیں کیا ھیں — کہا جو شخص گمان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ خدا پر بہت بڑا بہتان باندھتا ھی — مسروق کہتے ھیں کہ میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا — یکایک سیدھا ہو بیٹھا اور میں نے کہا اے ام المومنین مجھکو دم لینے دو اور جلدی نہ کرو کیا اللہ تعالی نے نہیں فرمایا ھی کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو یعنی خدا کو افق مبین پر دیکھا اور اُس نے دوبارہ اسکو یعنی خدا کو دیکھا — حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں اس اُمت میں سب سے پہلی ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا — آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ھیں میں نے اُس صورت میں جسپر وہ پیدا ہوئے ھیں اُنکو دو دفعہ کے سوا نہیں دیکھا — میں نے اُنکو آسمان سے اُترتے دیکھا کہ اُنہوں نے اپنے جثہ کی بڑائی سے زمین اور آسمان کی درمیانی فضا کو بھردیا تھا — حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تونے نہیں سنا خدا فرماتا ھی کہ نہیں پاتیں اسکو نظریں اور وہ پاتا ھی سب نظروں کو اور وھی ھی باریک دیکھنے والا خبردار اور کیا تونے نہیں سنا خدا فرماتا ھی نہیں ممکن ھی کسی انسان کے لیئے یہہ کہ خدا اُس سے باتیں کرے مگر بطور وحی کے یا پردے کی اوٹ سے یا کوئی رسول بھیجتا ھی آخر آیت تک *

پانچویں — دلیل اُن کی یہہ ھی کہ قریش نے آنحضرت کے بیت المقدس جانے اور اُس کے دیکھنے سے انکار کیا — اگر وھاں تک جانا بطور خواب دیکھنے کے ہوتا تو قریش کو اُس سے انکار اور تنازع کرنے کا کوئی مقام نہ تھا — اس سے ثابت ہوتا ھی کہ معراج حالت بیداری میں اور بجسدہ تھی — جس کے سبب سے قریش نے جھگڑا کیا فتح الباری شرح

لیسوءا وجوهکم

بخاري اور نيز بخاري ميں جو کچهه اسکي نسبت لکها هی اُسکو هم اس مقام لکهتے هيں *

فتح الباري ميں لکها هی — که بعض لوگوں کا مذهب يهه هی که اسرا حالت بيداري

وذهب بعضهم الی ان الاسراء كان في اليقظة والمعراج كان فی المنام او ان الاختلاف في كونه يقظة او مناما خاص بالمعراج لابالاسراء ولذلک لما اخبربه قريشا كذبوه فی الاسراء واستبعدوا وقوعه ولم يتعرضوا للمعراج وايضا فان الله سبحانه وتعالی قال " سبحان الذي اسری بعبده ليلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی " فلو وقع المعراج فی اليقظة كان ذلک ابلغ فی الذكر فلما لم يقع ذكره في هذالموضع مع كون شانه اعجب وامره اغرب من الاسراء بكثير دل انه كان مناما واما الاسراء لوكان مناما لما كذبوه ولا استنكروه لجواز وقوع مثل ذلک وابعد منه لاحاد الناس (فتح الباري ج ۷ ص ۱۵۱)

ميں اور معراج سونيکي حالت ميں هوئي تهي يا اسمات ميں اختلاف که جاگتے ميں هوئي يا سوتے ميں خاص معراج سے متعلق هی نه اسرا سے — اسي سبب سے جب رسول خدا نے قريش کو اس واقعه کي خبر دي تو انهوں نے بيت المقدس جانے کي تکذيب کي اور اس کے وقوع کو ناممکن خيال کيا اور معراج سے کچهه تعرض نهيں کيا نيز خدا تعالی فرماتا هی " پاک هی وه جو ليگيا اپنے بندے کو ايکرات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک " اگر معراج جاگتے ميں هوئي هوتي تو اُسکا ذکر کرنا اور بهي زيادہ بليغ هوتا — مگر جب خدا نے اس کا ذکر يهاں نهيں کيا حالانکه اسکي کيفيت اسرا سے بهت عجيب اور اسکا قصه اس سے زيادہ نادر تها تو معلوم هوا که معراج خواب ميں هوئي تهي — ليکن اسرا اگر خواب ميں هوتي تو قريش اسکي تکذيب نکرتے اور نه انکار کرتے کيونکه ايسي اور اس سے زيادہ دور از قياس باتيں لوگوں کو خواب ميں دکهائي دے سکتي هيں *

اور بخاري کي ايک حديث ميں هی جابر بن عبدالله کهتے هيں که رسول الله صلی الله

قال جابر بن عبدالله انه سمع رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلی الله لی بيت المقدس وطفقت اخبر هم عن آياته وانا انظراليه (صحيح بخاري صفحه ۵۴۸) —

عليه وسلم سے سنا که آپ فرماتے تهے که جب قريش نے ميري تکذيب کي ميں مقام حجر ميں کهڑا هوا — خدا نے بيت المقدس کو ميري نظروں ميں جلوه گر کرديا ميں اُس کي نشانياں قريش کو بتاتا تها اور اسکو ديکهتا جاتا تها — صحيح مسلم ميں بهي مثل صحيح بخاري کي حديث هي جسکے الفاظ اور مضمون ميں بخاري کي حديث سے اختلاف هی *

تا که بگاڑے تمھارے منھه

صحیح مسلم کي ایک حدیث میں هی که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا
میں نے اپنے آپ کو مقام حجر میں دیکھا اس حال میں که قریش مجھسے بیت المقدس تک جانے کا حال پوچھتے تھے — اُنھوں نے بیت المقدس کي ایسي باتیں مجھسے دریافت کیں جو مجھکو یاد نه تھیں میں ایسا گھبرایا که اس سے پہلے کبھي ایسا نه گھبرایا تھا — رسول خدا فرماتے هیں که خدا نے بیت المقدس مجھه سے نزدیک کردیا میں اُسکي طرف دیکھتا تھا اور وہ جو کچھه مجھسے پوچھتے تھے میں اُنکو بتاتا تھا *

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لقد رایتني في الحجر و قریش تسالني عن مسراي فسالتني عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکربت کربة ماکربت مثله قط قال فرفعه الله لي انظر الیه مایسالون عن شيء الا انباتهم به —
(صحیح مسلم ج ۱ صفحه ۹۶) —

چھتي دلیل انکي یهه هی که امهاني کي حدیث سے جو طبراني نے نقل کي هی اور شداد ابن اوس کي حدیث سے جو بیهقي نے ذکر کي هی — صاف صاف ظاهر هوتا هی که آنحضرت کا معراج کو جانا جسم کے ساتهه بیداري کي حالت میں تھا چنانچه ان دونوں حدیثوں کو قاضي عیاض نے کتاب شفا میں نقل کیا هی اور وہ یهه هیں *

حضرت امهاني سے روایت هی که جب رسول الله صلی الله علیه وسلم کو معراج هوئي —
اُس رات میرے گھر میں تھے — عشا کي نماز پڑھکر همارے درمیان سورهے — صبح سے کچھه پہلے رسول الله صلی الله علیه وسلم نے مجھکو جگایا جب آنحضرت اور هم صبح کي نماز پڑہ چکے تو آپ نے فرمایا اے امهاني میں نے عشا کي نماز تمھارے ساتھه اس وادي میں یعني مکه میں پڑھي جیسا که تونے دیکھا — پھر میں بیت المقدس گیا — اور اُس میں نماز پڑھي پھر اسوقت صبح کي نماز تمھارے ساتھه پڑھي جیسا که تم دیکھتے هو اور یهه حدیث معراج کے جسماني هونے پر صریح دلیل هی *

وعن امهاني مااسری برسول الله صلی الله علیه وسلم الا وهو في بیتي تلک اللیلة صلی العشاء الاخرة ونام بیننا فلما کان قبیل الفجر اهبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما صلی الصبح وصلینا قال یا امهاني لقد صلیت معکم العشاء الاخرة کمارایت بهذا الوادي ثم جئت بیت المقدس فصلیت فیه ثم صلیت الغداة معکم الان کما ترون وهذا بین في انه بجسمه —

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ

شداد بن اوس نے ابوبکر سے روایت کی هی که انهوں نے معراج کی رات کے متعلق رسول الله صلی الله علیه وسلم سے کہا میں نے کل رات آپکو مکان میں ڈهونڈها آپ کو نهیں پایا — آنحضرت نے جواب دیا که جبریل مجهکو بیت المقدس لیگئے تهے یهه چهه دلیلیں هیں جو حامیان معراج بالجسد نے بیان کی هیں *

وعن أبي بكر من رواية شداد بن اوس عنه انه قال للنبي صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى به طلبتك يا رسول الله البارحة في مكانك فلم اجدك فاجابه ان جبريل حمله الى المسجد الاقصى — (شفاء قاضي عياض صفحه ۸۷) —

ان تمام دلیلوں سے ظاهر هوتا هی که جو لوگ اسبات کے مدعی هیں که اسرا و معراج بجسده اور حالت بیداری میں هوئی تهی اُن کے پاس قرآن مجید سے یا حدیث سے کوئی سند موجود نهیں هی قرآن مجید میں کهیں بیان نهیں هوا هی که اسرا یا معراج بجسده و حالت بیداری میں هوئی تهی صحاح کی کسی حدیث میں اسکی تصریح نهیں هی بلکه اگر کچهه هی تو اسکے برخلاف هی اور جو دلیلیں بیان کی هیں وه نهایت هی ضعیف اور غیر مثبت مدعا هیں جیساکه هم بیان کرتے هیں *

پهلی دلیل که لفظ عبد میں جسم و روح دونو شامل هیں اور اسلیئے اسرا و معراج بجسده هوئی تهی ایسی بے معنی هی که اُسپر نهایت تعجب هوتا هی اگر خدا یوں فرماتا که " اسريت بعبدي في المنام من الكعبة الى المدينة يا اريت عبدي في المنام كذا وكذا " تو کیا اُسوقت بهی یهه لوگ کهتے که عبد میں جسم و روح دونو شامل هیں اور اس لیئے خواب میں مع جسم جانا ثابت هوتا هی *

جو شخص خواب دیکهتا هی وه همیشه متکلم کا صیغه استعمال کرتا هی اور اگر کوئی شخص اسبات پر قادر هو که دوسرے کو بهی خواب دکها سکے تو وه همیشه اُسکو مخاطب کریگا خواه نام لیکر یا اُسکی کسی صفت کو بجاے نام قرار دیکر اور اُسپر اسطرح سے استدلال نهیں هوسکتا جیسا که ان صاحبوں نے عبد کے لفظ سے استدلال چاها هی *

قرآن مجید میں حضرت یوسف نے اپنے خواب کی نسبت کہا " یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا " اور قیدیوں نے اپنا خواب اسطرح بیان کیا " ایک نے کہا " انی ارانی اعصر خمرا " دوسرے نے کہا " انی ارانی احمل فوق راسی خبزا " حالانکه یهه سب خواب تهے پهر لفظ " انی " پر یهه بحث که اُس میں جسم و روح دونوں داخل هیں اور خواب میں جو فعل کیا فی الواقع وه جسمانی فعل هی تها کیسی لغو و بیهوده بات هی *

خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب بیان کیئے ہیں اور دوسروں نے بھي اپنے خواب آنحضرت کے سامنے بیان کیئے ہیں جن میں متکلم کے صیغی "رایت" استعمال ہوئے ہیں اور اُن اشیاء اور اشخاص کا ذکر آیا ہی جنکو خواب میں دیکھا پس کیا اسپر خواب میں اُن اشیا اور اشخاص کے فی الواقع بجسدہا موجود ہونے پر استدلال ہوسکتا ہی *

اور یہہ قول کہ اگر معراج کا واقعہ خواب ہوتا تو خدا فرماتا " اسریٰ بروح عبدہ " ایسا هي بیہودہ ہی جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسماني معراج پر استدلال کرنا — اس قول کے لیئے ضرور تھا کہ کوئي سند کلام عرب کي پیش کي جاتي کہ خواب کے واقعہ پر " فعل بروحہ کذا و کذا " بولنا عرب کا محاورہ ہی پس صاف ظاہر ہی کہ جو دلیل پیش کي ہی وہ محض لغو و بیہودہ ہی اور اُس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا *

دوسري دلیل کي نسبت ہم خوشي سے اسبات کو قبول کرتے ہیں کہ سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہی — مگر اُسکو اسرا سے خواہ وہ خواب میں ہوئي ہو یا حالت بیداري میں اور بجسدہ ہوئي ہو یا بروحہ کچھہ تعلق نہیں ہی — بلکہ اُسکو اُس سے تعلق ہی جو مقصد اعظم اس اسرا سے تھا اور وہ مقصد اعظم خود خدا نے فرمایا ہی " لنریہ من آیاتنا انہ ہو السمیع البصیر " اور اسي کے لیئے خدا نے ابتدا میں فرمایا " سبحان الذي " *

تیسري اور چوتھي دلیل مبنی ہی سورہ والنجم کي چند آیتوں اور سورہ تکویر کي ایک آیت پر کہ اُنھوں نے اُن آیتوں کو معراج سے متعلق سمجھا ہی حالانکہ قرآن مجید سے کسیطرح نصا یا اشارتا نہیں پایا جاتا کہ وہ آیتیں معراج سے متعلق ہیں — علاوہ اسکے کسقدر بعید معلوم ہوتا ہی کہ سورہ بني اسرائیل میں جس میں معراج کا ذکر ہی وہاں تو معراج کے حالات نہ بیان کیئے جاویں اور ایک زمانہ کے بعد یا قبل جب سورہ والنجم نازل ہوئي ہو اُس میں معراج کا حال بیان ہو — سورہ والنجم سے ظاہر ہی کہ جو وحي آنحضرت صلعم پر نازل ہوتي تھي اور جسکو کفار تسلیم نہیں کرتے تھے اور آنحضرت کو نعوذ باللہ جھتلاتے تھے اُسکي تردید اور وحي کے من اللہ ہونے کي تصدیق میں وہ آیتیں نازل ہوئي ہیں اُنکو معراج سے کچھہ تعلق نہیں *

علماء و محدثین کو سورہ والنجم کي آیتوں کے معراج سے متعلق ہونے میں اس وجہہ سے

كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ

شبهہ پڑا هی کہ بعض راویوں نے معراج کا حال بیان کرنے میں سورہ والنجم کی آیتوں کو بیان کردیا هی - مثلا بخاری میں انس ابن مالک سے جو روایت هی اُسکے راوی نے اپنی روایت میں یہہ الفاظ کہے هیں " ودنا الجبار رب العزة فتدلی حتی کان قاب قوسین او ادنی فاوحی الله الیه " اور یہہ الفاظ قریب قریب اُنهی الفاظ کے هیں جو سورہ والنجم میں آئے هیں *

اسیطرح مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے جو روایت هی اُس کے راوی نے اپنی روایت میں یہہ الفاظ کہے هیں " اذ یغشی السدرة مایغشی " اور یہہ الفاظ بعینہ وهی هیں جو سورہ والنجم میں آئے هیں مگر اس سے یہہ ثابت نہیں هوتا کہ سورہ والنجم کی آیتیں معراج سے متعلق هیں کیونکہ حدیثوں کے راوی اپنے لفظوں میں حدیثوں کا مطلب بیان کرتے تھے اور یہی وجہہ هی کہ اسی مطلب کو مختلف راویوں نے مختلف لفظوں میں بیان کیا هی کسی نے بیان کیا هی " فلما غشیها (ای السدرة) من امراللہ ماغشی " کسی نے بیان کیا هی " فغشیها (ای السدرة) الوان لا ادری ماهی " غرضکہ کسی راوی کا حدیث کے مطلب کو قرآن مجید کے الفاظ سے تعبیر کرنا اُسکی دلیل نہیں هوسکتی کہ وہ الفاظ اُس واقعہ سے متعلق هیں *

علاوہ اسکے سورہ والنجم میں یہہ آیت هی " ولقد راٰہ نزلة اخری عند سدرة المنتهی " یعنی آنحضرت نے اُسکو اور ایک دفعہ سدرة المنتهی کے پاس دیکھا ـــ یہہ حالت ایک دفعہ معراج میں آنحضرت پر طاری هوئی تھی سورہ والنجم سے ظاهر هوتا هی کہ اُسوقت جو وحی آئی تھی اُسوقت بھی وهی حالت طاری هوئی تھی اور لفظ اُخریٰ صاف دلالت کرتا هی کہ جو واقعہ سورہ والنجم میں مذکور هی وہ واقعہ معراج سے علاحدہ هی *

سورہ والنجم سے جس امر میں وحی آنا معلوم هوتا هی وہ متعلق اصنام عرب تھا اور اسلیئے ان آیتوں کے بعد خدا نے فرمایا " افرءیتم اللات والعزی و منات الثالثة الاخری " اور آخر کو فرمایا " ان یتبعون الا الظن وما تهوی الانفس ولقد جاءهم من ربهم الهدی " *

سورہ والنجم کی آیتیں جنکو مفسرین نے معراج سے متعلق سمجھا هی اور هم نے اُن آیتوں کو معراج کے متعلق قرار نہیں دیا وہ بلاشبہہ تفسیر کے لایق هیں تاکہ همارے نزدیک جو اُنکی صحیح تفسیر هی معلوم هوجاوے اور پھر اُس میں کچھہ شبہہ نرهے اور اگر اُن آیتوں کی تفسیر عربی زبان میں هو تو اُنکی ضمیروں کا مرجع زیادہ وضاحت سے معلوم هوگا اسلیئے هم اُنکی تفسیر عربی زبان میں معہ اُردو ترجمہ کے اس مقام پر لکھتے هیں *

جیسے کہ گہس پڑے تھے اُس میں پہلی دفعہ

تفسير آيات سورة والنجم

والنجم اذا هوى ماضل صاحبكم يعني
محمد صلعم وماغوى — وماينطق عن الهوى
ان هوا لاوحي يوحى علمه يعني محمد صلعم
في التفسير الكبير والاولى ان يقال الضمير
عائد الى محمد صلى الله عليه وسلم تقديره
علم محمدا — شديد القوى ذومرة و هوالله
العلي الكبير كما قال لنفسه ان الله قوي
شديد العقاب — وهو شديد المحال — وقال
اكثر المفسرين وهو جبريل والنسلمه فاستوى
اے محمد صلعم وهو اے محمد صلعم بالافق
الاعلى — قال صاحب التفسير الكبير وظاهر
ان المراد محمد صلى الله عليه وسلم معناه
استوى بمكان وهو بالمكان العالي رتبة ومنزلة
في رفعة القدر لاحقيقة في الحصول في المكان
فان قيل كيف يجوز هذا والله تعالى" يقول
ولقد راه بالافق المبين" اشارة الى انه راي
جبريل بالافق المبين نقول وفي ذلك الموضع
ايضا نقول كما قلنا ههنا انه صلى الله عليه
وسلم راي جبريل وهو بالافق المبين يقول
القايل رايت الهلال فيقال له اين رايته فيقول
فوق السطح اي انا الرايء فوق السطح
لاالمرئي والمبين هوالفارق من ابان اي فرق
اے هو بالافق الفارق بين درجة الانسان و
منزلة الملك فانه صلى الله عليه وسلم انتهى
وبلغ الغاية وصار نبيا كما صار بعض الانبياء نبيا

ستارہ کي قسم جبکہ وہ ڈہلتا هی — نہیں
بہتکا تمہارا صاحب یعني محمد صلی الله
علیه وسلم اور نه بہکا — اور وہ نہیں بولتا
اپني خواهش سے — نہیں هی وہ بولنا مگر وحي
جو بہیجي جاتي هی سکہایا هی اُسکو یعني
محمد صلی الله علیه وسلم کو — علمه میں
جو ضمیر هی اُسکو آنحضرت صلی الله علیه
وسلم کیطرف پہیرا جاے — تفسیر کبیر میں
بہي لکہا هی که بہتر هی که یہه کہا جاوے
که ضمیر پہرتي هی محمد صلی الله علیه وسلم
کي طرف — اور اُس کي مراد یہه هی که
سکہایا محمد کو بہت بڑي قوتوں والے
صاحب قوت نے اور اُس سے مراد خدا هی
یعني خدا نے محمد کو سکہایا — جو لفظ
شدید کا اس آیت میں هی اُسکو خدا تعالے
نے بہت جگہه اپني ذات کے لیئے بولا هی —
جیسے که ان الله قوي شدید العقاب — وهو
شدید المحال — اکثر مفسروں نے شدید القوی
ذومرہ یعني بہت بڑي قوت والے صاحب
قوت سے جبریل مرادلي هی — مگر هم اُسکو
نہیں مانتے بلکه یہه کہتے هیں که اُس سے
مراد خدا هی — پہر وہ یعني محمد صلی الله
علیه وسلم کامل هوا — اور وہ یعني محمد
صلی الله علیه وسلم ایک بلند مکان یعني اعلی
درجه پر تہا — هیئے "استوی" اور "هو" کي ضمیر

وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ﴿۷﴾

يأتيه الوحي في نومه وعلى هيئته وهو واصل الى الافق اعلى والافق الفارق بين المنزلتين — وايضا فى التفسير المذكور فان قيل الاحاديث تدل على خلاف ماذكرته حيث ورد في الاخبار ان جبريل صلى الله عليه وسلم اري النبي صلى الله عليه وسلم نفسه على صورته فسد المشرق فنقول نحن ماقلنا انه لم يكن وليس فى الحديث ان الله تعالى اراد بهذه الاية تلك الحكاية حتى يلزم مخالفة الحديث وانما نقول ان جبريل اري النبي صلى الله عليه وسلم نفسه مرتين وبسط جناحيه وقد ستر الجانب الشرقي وسده لكن الاية لم ترد لبيان ذلك —

ثم قال تعالى ثم دنا فتدلى — قال فى التفسير الكبير الدنو والتدلى بمعني واحد كانه قال دني فقرب انتهى — والمعني عندنا فقرب محمد صلى الله عليه وسلم الى ربه او ربه اليه تقربا فى المنزلة والدرجة لاتقربا حسيا قال فى التفسير الكبير ان محمدا صلى الله وسلم دنا من الخلق والامة و لان لهم وصار كواحد منهم فتدلى اى فتدلى اليهم بالقول اللين والدعاء الرقيق فقال "انا بشر مثلكم يوحى الي" وعلى هذا ففي الكلام كمالان كانه تعالى قال الوحي يوحي جبريل على محمد فاستوى محمد وكمل فدنا من الخلق بعد علوه وتدلى اليهم وبلغ الرسالة —

دونوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد لي هى — تفسير كبير ميں لكھا هى كه يهه بات ظاهر هى كه اُس سے مراد محمد صلى الله عليه وسلم هيں — اور معني يهه هيں كه وه باعتبار رتبه اور منزلت اور بلند قدر كے ايك عالي مكان ميں يعني درجه ميں تھے نه يهه كه وه درحقيقت كسي مكان ميں پهونچ گئے تھے — اگر يهه كها جاوے كه كس طرح يهه بات درست هوگي ايسي حالت ميں كه خدا نے ايك اور جگهه فرمايا هى "ولقد راه بالافق المبين" جس ميں اشاره اسبات كا هى كه آنحضرت نے جبريل كو افق مبين پر ديكھا تها — تو هم اُس مقام پر بهي وهي كهيں گے جو اس مقام پر كهتے هيں كه آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے جبريل كو ديكھا اور وه يعني آنحضرت افق مبين يعني مكان روشن ميں باعتبار رتبه و منزلت كے تھے جيسے كه كوئي شخص كسي سے كهے كه ميں نے چاند ديكھا اور وه پوچھے كه كهاں ديكھا اور وه جواب دے كه چهت پر — اس سے مراد يهه هوگي كه ديكھنے والا چهت پر تها نه يهه كه چاند چهت پر تها — اور مبين كے معني هيں جدا كرنے والے كے اور يهه بنا هى لفظ ابان سے جسكے معني جدا كرنے كے هيں — پس مطلب يهه هى كه آنحضرت صلى الله عليه وسلم انسان اور فرشته كے درجه اور منزلت كے جدا كرنے والے اُفق پر تھے كيونكه آنحضرت صلى الله

اور برباد کردیں جسپر غالب ہوئے ہر طرح کا برباد کردینا ۷

وفي التفسير المذكور ان المراد معه هو ربه تعالى وهو مذهب القائلين بالجهة والمكان اللهم الا ان يريد القرب بالمنزلة وعلى هذا يكون فيه مافي قوله صلى الله عليه وسلم حكاية عن ربه تعالى من تقرب الى شبرا تقربت اليه ذراعا ومن تقرب الى ذراعا تقربت اليه باعا ومن مشي الى اتيته هرولة اشارة الى المعنى المجازي وهذا ما اخترناه وههنا لما بين ان النبي صلى الله عليه وسلم استوى وعلى في المنزلة العقلية لا في المكان الحسي قال وقرب الله منه تحقيقاً لما في قوله من تقرب الى ذراعا تقربت اليه باعا —

فكان قاب قوسين او ادنى اي بين محمد عليه السلام وبين ربه مقدار قوسين او اقل ورد هذا على استعمال العرب قال في التفسير الكبير يكون قوس عبارة عن بعد من قاس يقوس فاوحي اے اوحي الله الى عبده ما اوحي ماكذب الفواد مارأي قال في التفسير الكبير المشهور انه فواد محمد صلى الله عليه وسلم معناه انه ماكذب فواده واللام لتعريف ماعلم حاله اسبق ذكر محمد عليه الصلواة والسلام في قوله "الى عبده" وفي قوله "وهو بالافق الاعلى" وقوله تعالى "ماضل صاحبكم" والرائي هو فواد محمد عليه السلام والمرئي الايات العجيبة الالهية —

افتمارونه على مايرى اي على ماقدر اي

علیہ وسلم اخیر درجہ پر پہونچگئے تھے اورنبی ہوگئےتھے جسطرح اور بعضے نبي نبي ہوئے ہیں — آنحضرت کو وحي ہوتي تھي سوتے میں اور اصلي حالت میں — اور آنحضرت پہنچگئے تھے افق اعلی کو یعنی اُس افق کو جو جدا کرنے والا ہی دونوں درجوں کو (یعني ملکیت اور بشریت کو) *

اور تفسیر کبیر میں لکھا ہی اگر یہہ کہا جاے کہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا — حدیثیں اُسکے برخلاف دلالت کرتي ہیں — جہاں کہ حدیثوں میں آیا ہی کہ جبریل نے اپنے آپکو اپنی اصلي صورت میں آنحضرت کو دیکھایا اور مشرق کو گھیر لیا — تو ہم کھینگے کہ ہم نے ایسا نہیں کہا کہ یہہ نہیں ہوا — اور حدیث میں یہہ بات نہیں ہی کہ اللہ تعالی نے اِس آیت میں ارادہ کیا ہی اُس بات کے کہنے کا یعني جو حدیثوں میں ہی تاکہ حدیثوں کي مخالفت لازم آوے — بیشک ہم کہتے ہیں کہ جبریل نے اپنے تئیں نبيؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دفعہ دکھایا اور اپنے بازو پھیلادیئے — اورمشرق کي طرف کو گھیرلیا — لیکن یہہ آیت اس بیان میں نازل نہیں ہوئي — واضح ہو کہ اِس مقام پر ہمکو اِسبات سے بحث کرني کہ جبریل نے آنحضرت کو کس طرح پر دکھلایا اور آنحضرت نے اُنکو کسطرح پر دیکھا ضرور نہیں ہی — کیونکہ اس بحث

عسى ربكم أن يرحمكم

محمد عليه السلام ولقد راٰه اي محمد صلى
الله عليه وسلم ربه برؤية الفواد نزلة وفى
التفسير الكبير النزول بالقرب المعنوي
لا الحسي فان الله تعالى قد يقرب بالرحمة
والفضل من عبده ولايراه العبد ولهذا قال
موسى عليه السلام "رب ارني" اي ازل بعض
حجب العظمة و الجلال وادن من العبد
بالرحمة والافضال لاراك اخرى فيتفسير
ابن عباس مرة اخرى غيرالذي اخبركم بها
عند سدرةالمنتهى عندها جنة المأوي وهذا
دليل على ان الواقعةالتي ذكرها في هذه
السورة ماعدا واقعةالمعراج فانضمامها بواقعة
المعراج ليس بصحيح وله دليل ثانٍ في الاية
الاتية — اذ يغشي السدرة مايغشي و هذا
اخبار عماوقع فى المعراج — في البخاري
عن ابن شهاب عن انس ابن مالك عن ابي ذر—
ثم انطلق بي حتى انتهى بي الى السدرة المنتهى
وغشيها الوان لاادري ماهي— وفي النسائي عن
سعيد ابن عبدالعزيز عن يزيد ابن ابي مالك
عن انس ابن مالك — ثم صعد بي فرق
سبع سموات فاتينا سدرةالمنتهى فغشيني
ضبابة فخررت ساجدا— وشريك ابن عبدالله
في حديثه عن انس ابن مالك اتى بعدة
الفاظ من سورةالنجم وقال حتى جاء سدرة
المنتهى ودنى الجبار رب العزت فتدلى حتى
كان قاب قوسين اوادنى فاوحي الله اليه فيما

کو چھوڑیں تو خلط مبحث ہوجاتا ہی *

اس کے بعد خدا تعالی نے فرمایا پھر وہ
قریب ہوا پھر قریب ہوگیا — تفسیر کبیر
میں لکھا ہی کہ دنو اور تدلی کے لفظ جو
اِس آیت میں آئے ہیں — اُن کے ایک ہي
معني ہیں — کہا جاتا ہی کہ قریب ہوا
پھر قریب ہوگیا — ہمارے نزدیک ان دونوں
لفظوں دني — فتدلی میں جن کے معني ہیں
قریب ہوا پھر قریب ہوگیا — جو ضمیریں
ہیں وہ خدا اور پیغمبر خدا کي طرف
پھرتي ہیں — اور معني یہہ ہیں — کہ
قریب ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب
سے یا اُنکا رب اُن سے یعني محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سے — اس قرب سے قریب ہونا منزلت
اور درجہ میں مراد ہی نہ ظاہر میں دو
چیزوں کے پاس پاس ہوجانے سے — تفسیر
کبیر میں لکھا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم دنیا کے لوگوں سے اور اپني اُمت سے قریب
ہوئے — اور اُن کے لیئے نرم ہوگئے — اور اُنہي
میں سے ایک کي مانند ہوگئے — پھر قریب
ہوگئے اُن سے نرم باتوں اور نرم کلام سے پھر کہا
میں انسان ہوں تم جیسا — وحي آتي ہی
مجھپر — اور اس بنا پر کلام میں دو خوبیاں
ہیں گویا اللہ تعالی نے فرمایا مگر وحي کہ
لاتے ہیں جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل اور پورے

قريب هى كه تمهارا پروردگار تم پر رحم كرے

يوحي الله — مازاغ البصر وماطغي في التفسيرالكبير واما علي قولنا غشيها نور فقوله " مازاغ " اي ماماال عن الانوار " وماطغي " اي ماطلب شيئا وراءها ... وفيه وجه آخر وهو ان يكون ذلك بيان لوصول محمد صلى الله عليه وسلم الى سدرة اليقين الذي لايقين فوقه ولقد راي من آيات ربه الكبري وهذا كقوله تعالى في سورة الاسراء " لنريه من آياتنا " —

هوئے - پهر اپنے اُونچے هونے كے بعد دنيا كے لوگوں سے قريب هوئے - اور اُن سے نزديك هوئے اور خدا كا پيغام پهونچا ديا *

اسي تفسير ميں هى كه تدلى كي ضمير خدا كي طرف پهرتي هى اور يهه اُنكا مذهب هى جو خدا كے ليئے جهت اور مكان كے قايل هيں — مگر حاشا و كلا قرب سے سواے قرب منزلت كے اور كچهه مراد نهيں هى — اور بلحاظ اس مطلب كے هى مطلب اُس قول كا جس ميں آنحضرت نے خدا كي طرف سے كہا هى كه جو مجهسے ايك بالشت نزديك هوتا هى ميں اُس سے هاتهه بهر نزديك هوتا هوں اور جو مجهه سے هاتهه بهر قريب هوتا هى" ميں اُس سے دو هاتهه قريب هوتا هوں - اور جو ميري طرف چلتا هى ميں اُسكي طرف دوڑكر جاتا هوں - يهاں قرب سے معني مجازي مراد هيں نه حقيقي - اور يهي هم نے اختيار كيا هى - اور يهاں جب بيان كيا كه نبي صلى الله عليه وسلم كامل هوئے اور عقلي مرتبه ميں اُونچے هوئے نه كه حسي مرتبه ميں - تو پهر فرمايا كه خدا اُن سے قريب هوا تحقيقاً جيسا كه اُسنے فرمايا كه جو ميري طرف هاتهه بهر بڑهتا هى ميں اُسكي طرف دو هاتهه بڑهتا هوں - پهر رہ گيا فاصله دو كمانوں كا يا اس سے بهي كم يعني حضرت محمد عليه السلام اور خدا كے درميان دو كمانوں كا فاصله يا اس سے بهي كم رهگيا — يهه الفاظ عرب كے محاورہ كے بموافق آئے هيں *

تفسير كبير ميں لكها هى كه قوس سے دوري مراد هوسكتي هى كيونكه قاس يقوس كے معني هيں دور هوا - اور دور هوگا - پهر وحي بهيجي يعني الله نے اپنے بندہ كي طرف جو بهيجي - نهيں جهٹلايا دل نے اس چيز كو كه ديكها تها - تفسير كبير ميں لكها هى - كه مشهور يهه هى كه يهاں دل سے حضرت محمد صلى الله عليه وسلم كا دل مراد هى - معني يهه كه اُن كے دل نے نهيں جهٹلايا - اور لام تعريف كا اسليئے آيا كه حضرت محمد عليه الصلوة والسلام كا پهلے ذكر هوچكا هى خدا كے اس قول ميں كه اپنے بندہ كي طرف اور اس قول ميں كه وہ اُونچي افق پرتها اور اس قول ميں كه تمهارا صاحب نهيں بهٹكا — الخ

وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا

ديکھنے والا محمد عليه السلام کا دل هی اور جو ديکھا وه خدا کي عجيب نشانياں هيں *

کيا تم جھگڑتے هو اُس سے اُس چيز پر که اُس نے ديکھي يعني اسپر جو محمد عليه‌السلام نے ديکھا اور بيشک ديکھا اسکو يعني محمد صلی‌الله عليه وسلم نے اپنے رب کو دل کي بينائي سے ديکها - اُترتا تفسير کبير ميں هی که يهاں نزول سے قرب معنوي مراد هی نه حسی کيونکه خدا کبهي رحمت اور مهرباني کے ساتهه اپنے بنده سے قريب هوتا هی — اور بنده اسکو نهيں ديکهتا — اسي ليئے موسی عليه السلام نے کها اے خدا مجهکو دکها يعني عظمت وجلال کا ايک پرده هتادے اور رحمت اور مهرباني کے ساتهه اپنے بنده سے قريب هو - تاکه تجهکو ديکهوں — دوسري بار تفسير ابن عباس ميں هی که دوسری بار نه وه که جس کي تمکو خبر دي - سدرة المنتهی کے پاس جسکے پاس جنت الماوی هی يهه آيت اسبات پر دليل هی که جو واقعه اس سورة ميں بيان هوا وه معراج کے سوا ايک اور واقعه هی - اسکا ملانا واقعهٔ معراج کے ساتهه صحيح نهيں هی — اور اگلي آيت ميں دوسري دليل هی — جب چها گيا سدره پر جو چها گيا يعني ڈهانپ ليا سدره کو جس نے ڈهانپ ليا يهه واقعه معراج کي خبر هی — بخاري ميں ابن شهاب سے پهر انس بن مالک سے پهر ابوذر سے روايت هی که پهر مجهکو ليگيا يهاں تک که سدرة المنتهی تک پهنچاديا - اور اسپر ايسے رنگ چهائے تهے که ميں نهيں سمجها وه کيا چيز تهے اور نسائي ميں سعيد بن عبدالعزيز سے پهر يزيد بن ابو مالک سے پهر انس بن مالک سے روايت هی که پهر مجهکو سات آسمانوں سے اُوپر ليگيا — پهر هم سدرة المنتهی تک پهنچے اور مجهپر ايک کهرسي چهاگئي اورميں سجده ميں گرا - اور شريک بن عبدالله نے اپني حديث ميں جو انس بن مالک سے روايت کي هی چند الفاظ سورهٔ نجم کے بيان کرديئے هيں - اور کها که يهاں تک که سدرة المنتهی تک آيا - اور خداے رب‌العزت قريب هوا پهر قريب هوگيا — يهاں تک که دو کمانوں کا فاصله يا اس سے بهي کم رهگيا - پهر خدا نے اسکي طرف وحي بهيجي جو کچهه بهيجي - نهيں بهکي نظر نه حد سے بڑهي تفسير کبير ميں هی که همارے اس قول کے موافق که اسپر نور چهايا هوا تها —خدا کے اس قول کے معني يهه هونگے که نه وه انوار سے دور هوا - نه سواے اُن کے اور چيز اُسنے طلب کي - اور ايک معني اسکے اور بهی هيں - وه يهه که شايد يهه بيان هو حضرت رسول‌الله کے سدرة‌اليقين تک پهنچنے کا

اور اگر تم پھر کرو گے تو هم بھي پھر کرینگے

جس سے بالاتر کوئي یقین نہیں هی = اور بیشک دیکھیں اسنے اپنے خدا کي بڑي نشانیاں = یہہ قول خدا کا ایسا هی جیسا سورۂ اسرا میں هی تاکہ هم اسکو اپني نشانیاں دکھائیں انتہی *

اس تفسیر میں هم نے " شدیدالقوی ذومرہ " سے خدا مراد لي هی اور اکثر مفسرین نے جبریل مراد لي هی حالانکہ جبریل کے مراد لینے کے لیئے کوئي اشارہ اس مقام میں نہیں هی بلکہ جب خدا نے سورہ قیامہ میں فرمایا هی " ان علینا جمعہ و قرانہ فاذا قرانٰاہ فاتبع قرانہ " تو نہایت مناسب هی کہ " علمہ شدیدالقوی ذومرہ " سے خدا مراد لي جاوے لیکن اگر جبریل مراد لي جاوے تو اسوقت یہہ بحث پیش هوگي کہ حقیقت جبریل کیا هی اور نتیجہ بحث کا یہہ هوگا کہ هوقوت اللہ و قدرتہ اور اُس وقت شدیدالقوی ذومرہ سے خدا مراد لینا یا جبریل مراد لینا دونوں کا نتیجہ متحد هو جاویگا *

سورہ والنجم میں یہہ آیت هی " فاستوی و هو بالافق الا علی " اسیکي مانند ایک آیت سورہ تکویر میں هی جہاں خدا نے فرمایا هی " لقدراٰہ بالافق المبین " صاحب تفسیر کبیر نے جس طرح کہ وهو بالافق الاعلی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا هی اسیطرح بالافق المبین کو بھي آنحضرت سے متعلق کیا هی مگر راٰہ میں جو ضمیر غایب کي هی اُس کو جبریل کي طرف راجع کیا هی مگر جب هم ان دونوں آیتوں میں سے ایک کي تفسیر دوسري آیت سے کریں تو سورہ تکویر کي آیت کي تفسیر اس طرح پر هوتي هی لقدراٰہ اے را اللہ محمدا بالافق المبین اي علی مرتبۃ و منزلۃ في رفعۃ القدر کما فسر صاحب التفسیر الکبیر قولہ تعالی بالافق الاعلی *

پس اس تیسري دلیل میں جو سورہ نجم کي آیت کو معراج سے متعلق کیا هی اور شفاء میں قاضي عیاض نے جو یہہ حجت پکڑي هی کہ اگر معراج سوتے میں هوتي تو اُس میں نہ کوئي نشاني هوتي نہ معجزہ درست نہیں هی اسلیئے کہ اگر معراج رات کو بجسدہ اور جاگنے کي حالت میں هوتي هوتي تو بھي اُس پر معجزہ کا اطلاق نہیں هوسکتا کیونکہ معجزہ کے لیئے تحدي اور اُس کا وقوع سب کے سامنے اور کم سے کم منکرین کے سامنے هونا لازم هی معراج اگر رات کو چپکے چپکے هوگئي تو وہ معجزہ کیونکر قرار پا سکتي هی *

مگر یہہ کہنا قاضي صاحب کا کہ نہ کوئي نشاني هوتي صحیح نہیں هی اس لیئے کہ اُنہوں نے آیت کو معجزہ سے علاحدہ بیان کیا هی اور اس میں کچھہ شک نہیں هوسکتا کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب جن میں وحي کا هونا بھي ممکن هی آیت من آیات اللہ هوتے

وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ

هيں بخاري ميں حضرت عايشه كي حديث ميں هى " اول ما بدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرويا الصالحة في النوم " يعني حضرت عايشه نے كها كه رسول خدا صلى الله عليه وسلم كو اول اول جب وحي آني شروع هوئي تو اچهي اور سچي خوابوں كا ديكهنا تها اور بلا شبهه وه ايک آيت هوتي هيں آيات الله ميں سے *

چوتهي دليل تو اس سے زياده بودي هى — حضرت عائشه كا مذهب يهه هى كه معراج بجسده نهيں هوئي — مگر قاضي عياض نے لكها هى كه مشهور مذهب حضرت عائشه كا يهه نهيں هى = بلكه صحيح مذهب أن كا اسكے برخلاف هى كيونكه انهوں نے خدا كي رويت سے واقعه معراج ميں انكار كيا هى اور اگر معراج صرف خواب هوتي تو وه رويت كا انكار نه كرتيں *

اول تو يهه پوچهنا هى كه خواب ميں خدا كے ديكهنے كي حضرت عائشه قائل هيں = اسكا كيا ثبوت هى ؟ كيونكه خدا كو نه كوئي جاگتے ميں ديكهه سكتا هى نه خواب ميں *

حضرت عائشه كے انكار رويت پر جو دليل قاضي عياض نے بيان كي هى وه صحيح بخاري كي أس حديث سے استنباط كي هى جو هم نے أوپر بيان كي هى = أس حديث سے كسيطرح يهه استدلال نهيں هوسكتا كه حضرت عائشه خواب ميں رويت باري كي قائل تهيں = أس حديث ميں صرف اتنا بيان هى كه حضرت عائشه نے فرمايا كه جو شخص يهه بات كهے كه آنحضرت نے خدا كو ديكها تها — تو وه خدا پر بهتان باندهتا هى *

مسروق وهاں موجود تهے أنهوں نے حضرت عائشه سے كها كه قرآن ميں تو هى " ولقد راه بالافق المبين " يعني محمد صلى الله عليه وسلم نے خدا كو افق مبين پر ديكها = حضرت عائشه نے كها كه ميں آنحضرت سے پوچهه چكي هوں = اس سے مراد جبريل كا ديكهنا هى = اور يهه بهي حضرت عائشه نے كها كه خدا نے فرمايا هى " لاتدركه الابصار وهو يدرك الابصار " انكے كلام سے كهاں ثابت هوتا هى كه حضرت عائشه خواب ميں خدا كے ديكهنے كي قائل تهيں *

اگر كوئي يهه استدلال كرے كه حضرت عائشه كا مذهب يهه تها كه معراج بجسده نهيں هوئي — اور اس ليئے أنهوں نے أس حديث ميں خدا كے ديكهنے سے انكار كيا تو اس سے لازم آتا هى كه قاضي عياض نے جو يهه بات لكهي هى " الذي يدل عليه صحيح قولها انه بجسده " غلط اور باطل هى *

اور هم نے کیا هی دوزخ کو

علاوہ اس کے حدیث مذکورہ میں عام طور پر بلاذکر معراج کے حضرت عائشہ نے فرمایا هی کہ جس شخص نے خیال کیا کہ آنحضرت نے خدا کو دیکھا هی تو اُس نے خدا پر بہتان کیا اور اُس میں کچھہ ذکر نہیں هی آنکھہ سے دیکھنے یا خواب میں دیکھنے کا — تو کسیطرح اُس سے ثابت نہیں هوتا کہ حضرت عائشہ کا یہہ مذهب تھا کہ خواب کی حالت میں انسان خدا کو دیکھہ سکتا هی *

پانچویں دلیل بھی نہایت بودی هی — وہ دلیل اس امر پر مبنی هی کہ اگر آنحضرت بیت المقدس میں جانا خواب کی حالت میں بیان کرتے تو قریش اُس سے انکار نکرتے اور جھگڑے کے لیئے مستعد نہ هوتے — اُنکا جھگڑا صرف اسی لیئے تھا کہ آنحضرت کا بیت المقدس بجسدہ جانا خیال کیا گیا تھا — اس دلیل کے ضعیف هونے کی وجہہ یہہ هی کہ قریش کی مخالفت رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم سے اسوجہہ سے تھی کہ آنحضرت نے دعوی نبوت و رسالت کیا تھا — اور واقعات معراج جو کچھہ هوئے هوں وہ نبوت اور رسالت کے شعبوں میں سے تھے اور اس لیئے ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن واقعات کا سوتے میں دیکھنا فرمایا هو یا جاگنے کی حالت میں — قریش اُس سے انکار کرتے اور نعوذ باللہ آنحضرت کو جھٹلاتے کیونکہ وہ اصل نبوت و رسالت سے منکر تھے پھر جو امور کہ شعبۂ نبوت تھے اُن سے بھی انکار کرنا اُن کو لازم تھا *

قریش خواب کو بھی شعبہ نبوت سمجھتے تھے اور جو خواب کہ اُن کے مقصد کے برخلاف هوتا تھا — اُس سے گھبراهٹ اور ناراضی اُن میں پیدا هوتی تھی — اس کی مثال میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا ایک لمبا چوڑا خواب هی *

عاتکہ نے جو عبدالمطلب کی بیٹی تھیں ضمضم کے مکہ میں آنے سے تین دن پہلے ایک هولناک خواب دیکھا تھا — اور اُس کو اپنے بھائی عباس سے بیان کیا اور چاها کہ وہ اس خواب کو پوشیدہ رکھیں — عاتکہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شتر سوار دیکھا جو وادی بطحا میں کھڑا هی — اُس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکارو اپنے مقتل کی طرف تین دن میں بھاگو — عاتکہ کہتی هیں کہ میں نے

وکانت عاتکة بنت عبدالمطلب قد رأت قبل قدوم ضمضم مکة بثلاث لیال رویا افزعتها فقصتها علی اخیه العباس واستکتمه خبرها — قالت رایت راکبا علی بعیر له واقفا بالابطح ثم صرخ باعلی صوته ان انفروا یاآل غدر لمصارعکم فی ثلاث قالت فاری الناس قد اجتمعوا الیه ثم دخل المسجد فمثل بعیره علی الکعبة ثم صرخ مثلها ثم مثل بعیره علی

الکفرین حصیرا ۸

واس ابي قبيس فصرخ مثلها ثم اخذ صخرة عظيمة و ارسلها فلما كانت باسفل الوادي ارفضت فمابقي بيت من مكة الادخلة فلقة منها فخرج العباس فلقي الوليد بن عتبة بن ربيعة و كان صديقه فذكرها له و استكتمه ذلك فذكرها الوليد لابيه عتبة ففشا الخبر فلقي ابوجهل العباس فقال له يا ابا الفضل اقبل الينا قال فلما فرغت من طوا في اقبلت اليه فقال لي متى حدثت فيكم هذه النبية و ذكر رويا عاتكة ثم قال مارضيتم ان تنبا رجالكم حتى تنبا نساؤكم — (صفحہ ۵۵ جلد دوم تاریخ کامل ابن اثیر)

دیکھا لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور وہ مسجد میں داخل ہوا اور کعبہ کے سامنے اپنا اونٹ کھڑا کیا پھر اسیطرح چلایا پھر کوہ ابوقبیس کی چوتی پر اپنے اونٹ کو کھڑا کیا پھر اسیطرح چلایا پھر پتھر کی ایک بڑی چٹان لیکر ہاتھہ سے چھوڑی چونکہ مکہ وادی کے نشیب میں بسا ہوا تھا چٹان کے ٹکرے بکھر گئے اور کوئی مکان مکہ کا نہیں بچا جس میں پتھر کا ٹکرا نہ گرا ہو — اس خواب کو سنکر عباس نکلے اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو اُن کا دوست تھا ملے اور اُس خواب کا اُس سے ذکر کیا — اور اُس سے اس خواب کے چھپانے کی خواہش کی ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اُس خواب کو بیان کیا اور چرچا پھیل گیا — پھر ابو جہل کی ملاقات عباس سے ہوئی — اسنے اُن سے کہا اے ابوالفضل میرے پاس آؤ — عباس کہتے ہیں کہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوکر میں اس کے پاس گیا — اُسنے کہا تم میں یہہ پیغمبرنی کب سے پیدا ہوگئی اور اُس نے عاتکہ کے خواب کا ذکر کیا — پھر کہا اس سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی کہ تمہارے مردوں نے نبوت کا دعوی کیا یہاں تک کہ تمہاری عورتیں بھی پیغمبری کا دعوے کرنے لگیں *

اصل یہہ ہی کہ آنحضرت نے معراج کی بہت سی باتیں جو خواب میں دیکھی ہونگی لوگوں سے بیان کی ہونگی منجملہ اُن کے بیت المقدس میں جانا اور اُسکو دیکھنا بھی بیان فرمایا ہوگا — قریش سوا ے بیت المقدس کے اور کسی حال سے واقف نہیں تھے — اس لیئے اُنہوں نے امتحاناً آنحضرت سے بیت المقدس کے حالات دریافت کیئے — چونکہ انبیا کے خواب صحیح اور سچے ہوتے ہیں — آنحضرت نے جو کچھہ بیت المقدس کا حال خواب میں دیکھا تھا بیان کیا — جسکو راویوں نے "فجلی الله لي بیت المقدس" فرفعه الله لي انظراليه " کے الفاظ سے تعبیر کیا ہی — پس اُس مخاصمت سے جو قریش نے کی آنحضرت کا بجسدہ اور بیداری کی حالت میں بیت المقدس جانا ثابت نہیں ہوسکتا *

کافروں کے لیئے قیدخانہ ۸

چھٹي دليل طبراني اور بيهقي کي احاديث پر مبني هی — ان دونوں کتابوں کا ايسا درجه نهيں هی جنکي حديثوں سے رداً و قبولاً بحث کيجاے — خصوصاً جبکه احاديث صحاح ميں جن پر رداً و قبولاً بحث هوسکتي هی — اُس کا کچهه ذکر نه هو — باايفهمه امهاني کي حديث سے تو کوئي امر ثابت نهيں هوسکتا اس ليئے که اُس حديث ميں هی که آنحضرت نے نماز عشا يهاں پڑهي اور همارے پاس سورهے پهر صبح کو هم کو جگايا اور صبح کي نماز همارے ساتهه پڑهي — پهر آنحضرت نے فرمايا که عشا کي نماز تو ميں نے تمهارے ساتهه پڑهي اور پهر ميں بيت المقدس ميں گيا اور وهاں نماز پڑهي پهر صبح کي نماز تمهارے ساتهه پڑهي *

اس حديث ميں يهه لفظ هيں "ثم جئت بيت المقدس" اور اسي پر قاضي عياض نے استدلال کيا هی که اسرا بجسده تهي حالانکه صرف "جئت" کے لفظ سے جسکے ساتهه کچهه بيان نهيں هی که آنحضرت کا جانا يهه روحاني طور پر تها يا جسماني طور پر — بجسده جانے پر استدلال نهيں هوسکتا — خصوصاً ايسي حالت ميں جبکه اسکي تشريح اس مقام پر هوني ضرور تهي *

دوسري حديث — شداد بن اوس کي ايسي رکاکت لفظ و معني پر مشتمل هی اور جو طرز که حديث بيان کرنے کا هی — اُس سے اسقدر بعيد هی که کسيطرح قابل اعتماد نهيں *

صورۃ دوم يعني اسراء کا مکه سے بيت المقدس تک بجسده وبحالت بيداري هونا اور معراج کا اُسکے بعد بيت المقدس سے آسمانوں اور سدرۃ المنتهی تک بروحه هونا

ايک قليل گروه علماء اور محدثين کا يهه مذهب هی که اسراء مکه سے بيت المقدس تک بجسده و بحالت بيداري هوئي اور اُس کے بعد بروحه — جن لوگوں کا يهه مذهب هی وه مکه سے بيت المقدس تک جانيکا نام اسراء رکهتے هيں اور بيت المقدس سے آسمانوں اور سدرۃ المنتهی تک جانيکا معراج *

اُنکي اس راے کي تائيد ميں نه قرآن مجيد ميں کچهه تصريح هی اور نه احاديث سے اُسکي تصريح معلوم هوتي هی مگر فتح الباري شرح بخاري ميں لکها هی که بعض لوگوں کا

وذهب بعضهم الى ان الاسراء كان فى اليقظة والمعراج كان فى النوم * ** فان الله سبحانه

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ

وتعالی قال " سبحان الذي اسري بعبده لیلامن المسجدالحرام الی المسجدالاقصی" فلو وقع المعراج فی الیقظة کان ذلک ابلغ فی الذکرالی آخره (فتح الباري جلد ۷ صفحه ۱۵۱)

یہہ مذہب ہی کہ اسراء بیداري کي حالت میں هوئي اور معراج سونے کي حالت میں اور اُنکي دلیل یہہ هی کہ قرآن مجید میں هی کہ " پاک هی وہ جو لیگیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اور اگر معراج جاگنے میں هوتي تو اُسکا ذکر کرنا زیادہ بلیغ هوتا *

اگرچہ اس بیان میں اسراء کے بجسدہ هونے کا کچھہ ذکر نہیں مگر فی الیقظة اسراء هونے سے سمجھا جاسکتا هی کہ بجسدہ فی الیقظة هوئي تھي *

مگر اس دلیل کے ناکافي هونے کے لیئے اسي بات کا کہنا کافي هی کہ بلاشبہہ خدا نے فرمایا هی کہ " سبحان الذي اسرى بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی " مگر اُس میں کچھہ ذکر یا اشارہ اسبات کا کہ اسراء بحالت بیداري اور بجسدہ یا بروحہ هوئي تھي نہیں هی پس اُس آیت سے اس بات پر کہ معراج بحالت بیداري هوئي تھي استدلال نہیں هوسکتا *

اس بیان سے جو فتح الباري میں هی لازم آتا هی کہ آنحضرت صلعم بیت المقدس میں پہونچنے کے بعد سورہے تھے اور اُسکے بعد معراج یعني عروج الی السموات سونے کي حالت میں هوا تھا حالانکہ کسي حدیث سے نہیں پایا جاتا کہ آنحضرت بیت المقدس میں پہونچ کر سورہے هوں *

علاوہ اس کے هم نے صورت اول کي بحث میں ظاهر کیا هی کہ کوئي دلیل اسبات پر نہیں هی کہ اسراء یا معراج بحالت بیداري و بجسدہ هوئي تھي اور جو کہ اسراء بھي اُسي کا ایک جزو هی اس لیئے اسراء کا بھي بحالت بیداري اور بجسدہ هونا ثابت نہیں هوتا اور اُس کے لیئے جدا گانہ دلیلوں کے بیان کرنے کي ضرورت نہیں هی *

تیسري صورت یعني معراج کا جس میں اسراء بھي داخل هی ابتدا سے انتہا تک بروحہ اور سونیکي حالت میں یعني خواب میں هونا

اس میں کچھہ شک نہیں کہ ایک قلیل گروہ علماء و محدثین کا یہہ مذهب هی کہ معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کي حالت میں هوئي تھي یعني وہ ایک خواب تھا

بے شک یہہ قرآن

جو رسول خدا صلعم نے دیکھا تھا مگر اُس کی دلیلیں ایسی قوی ہیں کہ جو شخص اُن پر غور کریگا وہ یقین کریگا کہ تمام واقعات معراج سونے کی حالت یعنی خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے تھے اور اُسکے لیئے یہہ دلیلیں ہیں *

اول — دلالت النص یعنی خدا کا یہہ فرمانا کہ سبحان الذی اسرا بعبدہ لیلا یعنی رات کو خدا اپنے بندہ کو لیگیا اسبات پر دلالت کرتا ہی کہ خواب میں یہہ امور واقع ہوئے تھے جو وقت عام طور پر انسانوں کے سونے کا ہی ورنہ "لیلا" کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی اور ہم اسکی مثالیں بیان کرینگے کہ خواب کے واقعات بلا بیان اسبات کے کہ وہ خواب ہی بیان ہوئے ہیں کیونکہ خود وہ واقعات دلیل اسبات کی ہوتے ہیں کہ خواب کا وہ بیان ہی *

دوم — خود اسی سورۃ میں خدانے معراج کی نسبت فرمایا ہی "وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الافتنۃ للناس" یعنی ہم نے نہیں کیا اُس خواب کو جو تجھے دکھایا مگر آزمایش واسطے لوگوں کے بخاری میں عبداللہ ابن عباس سے دوحدیثیں ہیں کہ اس آیت میں جس میں رویا کا ذکر ہی اُس سے معراج میں آنحضرت نے جو دیکھا وہ مراد ہی مگر اس مقام پر لفظ رویا کی نسبت جو قرآن مجید میں ہی اور لفظ عین کی نسبت جو عبداللہ ابن عباس کی روایت میں ہی بحث ہی جسکو ہم آیندہ بیان کرینگے اور ثابت کرینگے کہ رویا سے خواب ہی مراد ہی اور لفظ عین سے جو عبداللہ ابن عباس کی حدیث میں آیا ہی اُن معنوں میں کچھہ تغیر نہیں ہوتا *

پہلی حدیث بخاری کی یہہ ہی کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے اُس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے عمر سے اُسنے عکرمہ سے اُس نے ابن عباس سے کہ آیت "وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس" میں لفظ رویا سے آنکھہ کا دیکھنا مراد ہی جو رسول اللہ کو اسرا کی رات دکھایا گیا *

حدثنا علی ابن عبداللہ قال حدثنا سفیان عن عمرو عن عکرمۃ عن ابن عباس و ما جعلنا الرویا التی اریناک الافتنۃ للناس قال هی رویا عین اریها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الخ —
(بخاری صفحہ ۶۸۶)

دوسری حدیث بخاری کی یہہ ہی کہ حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے اُسنے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اُسنے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمر نے عکرمہ سے

حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمر عن عکرمۃ عن ابن عباس فی

يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ

قوله تعالى وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الا فتنة للناس قال هي رويا عين اريها رسول الله صلي الله عليه وسلم ليلة اسرى به الى بيت المقدس —
(بخاري ص ٥٥٠)

اُسكے ابن عباس سے كه " آيت وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الا فتنة للناس " ميں لفظ رويا سے آنكهه كا ديكهنا مراد هى جو رسول الله كو دكهايا گيا اُس رات جبكه وہ بيت المقدس ليجائے گئے *

سوم — مالک بن صعصعه اور انس بن مالک كي حديثوں جو بخاري اور مسلم ميں مذكور هيں اُن سے پايا جاتا هى كه معراج كے وقت آپ سوتے تهے اور اُن حديثوں كے مندرجه ذيل الفاظ هيں *

مالک بن صعصعه كي حديثوں ميں هى كه رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے فرمايا " بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان " *

انهي مالک بن صعصعه كي ايک حديث ميں هى كه آنحضرت نے فرمايا كه " بينما انا في الحطيم وربما قال في الحجر مضطجعاً " *

انس بن مالک كي حديثوں ميں هى " فيما يرى قلبه وتنام عينه ولاينام قلبه " اور اسي حديث كے آخر ميں هى " فاستيقظ وهو في المسجد الحرام " *

صحاح كي اور كسي حديث ميں اس بات كا ذكر نهيں هى كه كسي وقت معراج كے اوقات ميں آپ جاگتے تهے *

چهارم — معاويه — حسن — حذيفه بن اليمان اور حضرت عائشه كا يهه مذهب تها كه اسرا يا معراج خواب ميں هوئي هى *

مگر قاضي عياض نے جو قول نقل كيئے هيں ان كے اوپر كچهه اعتراض بهي وارد كيئے هيں خصوصاً حضرت عائشه كے قول پر — مگر جب هم اسوجه كي تشريح كرينگے تو بيان كرينگے كه وہ اعتراض صحيح نهيں هى اور اسقدر هم اب بهي ياد دلاديتے هيں كه شفاء قاضي عياض ميں حضرت عائشه كا جو قول مذكور هى اور جسميں " مافقدت " كا لفظ بصيغهٔ متكلم آياهى وہ صحيح نهيں هيں بلكه صحيح لفظ هى " مافقد " بصيغهٔ مجهول — چنانچه هم اسكا اشارہ اوپر بهي كرچكے هيں — اور بيان كرچكے هيں كه عيني شرح بخاري ميں بجاے لفظ " مافقدت " كے لفظ " مافقد " چهاپا هوا هى اور مصحح شفا نے " مافقد " كے لفظ كو اختيار كيا هى (ديكهو همارے تفسير كا صفحه ١٦) *

ھدایت کرتا ھی اُس راہ کي کہ وھي سیدھي ھی

بہر حال جن روایتوں سے معاویۃ اور حسن اور حذیفہ بن الیمان اور حضرت عائشہ کا مذھب پایا جاتا ھی اُنکو ھم بعینہ نقل کرتے ھیں *

کشاف میں ھی کہ اسبات میں اختلاف ھی کہ معراج جاگنے میں ھوئي یا سوتے میں —

واختلف في انہ کان فی الیقظۃ ام فی المنام فعن عائشۃ رض انہا قالت و اللہ ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کن عرج بروحہ و عن معاویۃ انما عرج بروحہ و عن الحسن کان فی المنام رویا رآھا واکثر الا قاویل بخلاف ذلک =

(کشاف صفحہ ۷۵۸)

حضرت عائشہ سے منقول ھی کہ اُنہوں نے کہا خدا کي قسم آنحضرت کا جسم غایب نہیں ھوا بلکہ اُنکي روح کو معراج ھوئي اور معاویہ کا قول ھی کہ معراج بروحہ ھوئي = اور حسن سے منقول ھی کہ معراج ایک واقعہ تھا جو رسول خدا نے خواب میں دیکھا — اور اکثر قول اسکے برخلاف ھیں *

اور تفسیر کبیر میں ھی کہ محمد بن جریر طبري نے اپني تفسیر میں حذیفہ بن

وفي التفسیر الکبیر حکي عن محمد بن جریر الطبري في تفسیرہ عن حذیفۃ انہ قال ذلک رویا و انہ ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وانما اسری بروحہ و حکي ھذا القول عن عائشۃ و عن معاویۃ

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۹۹)

الیمان کا یہہ قول لکھا ھی کہ واقعہ معراج ایک خواب تھا اور رسول خدا کا جسم غایب نہیں ھوا - بلکہ اُن کي روح کو معراج ھوئي اور یہي قول حضرت عائشہ اور معاویہ سے منقول ھی *

اور سیرۃ ابن ھشام میں ھی کہ ابن اسحاق کہتے ھیں مجھہ سے آل ابوبکر میں سے

قال ابن اسحاق و حدثني بعض آل ابي بکر ان عائشۃ کانت تقول ما فقد جسد رسول اللہ صلعم و لکن اللہ اسری بروحہ قال ابن اسحق و حدثني یعقوب بن عتبۃ بن المغیرۃ بن الاخنس ان معاویۃ بن سفیان کان اذا سئل عن مسري رسول اللہ صلعم قال کانت رویا من اللہ صادقۃ فلم ینکر ذلک من قولہما لقول الحسن ان ھذہ الایۃ نزلت في ذلک قول اللہ عزوجل " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنۃ

ایک شخص نے بیان کیا ھی کہ حضرت عائشہ فرماتي تھیں کہ رسول خدا کا جسم مبارک غائب نہیں ھوا بلکہ خدا اُنکي روح مبارک کو معراج میں لیگیا تھا - ابن اسحاق کہتے ھیں مجھسے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بیان کیا ھی کہ معاویہ بن سفیان سے رسول خدا کي معراج کا حال پوچھا گیا - اُنہوں نے کہا کہ یہہ تمام واقعہ خدا کي طرف سے ایک سچا خواب تھا —

وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۹

للناس "ولقول الله عزوجل في الخبر عن ابراهيم عليه‌السلام" اذ قال لابنه يا بني اني اری في المنام اني اذ بحک " ثم مضی علی ذلک فعرفت ان الوحی من الله ياتي الانبياء ايقاظا و نياما قال ابن اسحق و کان رسول الله صلعم فيما بلغني يقول تنام عيني و قلبي يقظان فالله اعلم اي ذلک کان قد جاءه وعاين فيه ما عاين من امرالله علی اي حالیه کان نائما او يقظان کل ذلک حق و صدق —

(سيرۃ ابن هشام جلد اول صفحات ۲۶۵و۲۶۶ مطبوعه لندن) —

دونوں کے اس قول کا کسي نے انکار نهيں کيا هی — کيونکه حسن کا قول هی که اسي معراج کے باب میں یهه آیت نازل هوئي " وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الافتنة للناس " اور خدا نے ابراهيم عليه‌السلام کا خواب بهي حکايتا بيان کيا هی — " اذ قال لابنه يابني اني ارے في المنام اني اذ بحک " پهر اسپر عمل کيا اسليئے میں نے جان ليا که خدا کي طرف سے انبيا پر خواب و بيداري دونوں میں وحي آتي هی — ابن اسحاق کهتے هيں که مجهکو يهه خبر پهنچي هی که رسول خدا فرماتے تهے که ميري دونوں آنکهيں سوتي هيں اور ميرا دل جاگتا هی — پس خدا هي جانتا هی که کس حالت میں وحي آنحضرت کے پاس آئي اور کس حالت میں دونوں حالتوں میں سے جو کچهه خدا کے حکم سے ديکهنا تها ديکها جاگتے میں يا سوتے میں اور يهه سب کچهه حق اور سچ هی *

شفاء قاضي عياض میں هی که اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء کے روحاني يا جسماني

ثم اختلف السلف والعلماء هل کان الاسراء بروحه او جسده علی ثلاث مقالات فذهبت طائفة الی انه اسری بروحه و انه رويا منام مع اتفاقهم ان رويا الانبياء وحی و حق و الی هذا ذهب معاوية وحکي عن الحسن والمشهور عنه خلافه واليه اشار محمد بن اسحاق وحجتهم قوله تعالی " وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الافتنة للناس" وما حکوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلی الله عليه وسلم وقوله بينا انا نائم وقول انس وهو نائم في المسجد الحرام

هونے میں تين مختلف قول هيں — ايک گروه اسراء کے روح کے ساتهه خواب میں هونے کا قائل هی اور وه اس پر بهي متفق هيں که پيغمبروں کا خواب وحي اور حق هوتا هی معاويه کا مذهب بهي يهي هی — حسن بصري کو بهي اسي کا قائل بتاتے هيں ليکن ان کا مشهور قول اس کے برخلاف هی اور محمد ابن اسحاق نے اس طرف اشاره کيا هی ان کي دليل هی خدا کا يهه فرمانا که " نهيں کيا هم نے وه خواب جو دکهايا تجهکو مگر آزمايش

اور خوشخبري ديتا هى ايمان والوں کو ۹

وذكرالقصة ثم قال فى آخر فاستيقظت وانا بالمسجدالحرام الخ —
(شفاء قاضي عياض صفحه ۸۵) —

واسطے لوگوں کے " اور حضرت عايشه کا يهه قول که نهيں کهويا ميں نے رسول الله کے جسم کو يعني آپ کا جسم مبارک معراج ميں نهيں گيا تها اور آنحضرت کا يهه فرمانا که اس حالت ميں که ميں سوتا تها اور انس کا يهه قول که آنحضرت اُس وقت مسجد حرام ميں سوتے تهے پهر معراج کا قصه بيان کرکے آخر ميں کہا که ميں جاگا اور اُس وقت مسجد حرام ميں تها الخ *

پنجم — اگر کسي حديث ميں ايسے امور بيان هوں جو ايک طرح پر بداهت عقل کے برخلاف هوں اور ايک طرح پر نهيں اور اگلے علما اور صحابه کي رائيں مختلف هوں که کوئي اس طرف گيا هو اور کوئي اُس طرف تو بموجب اصول علم حديث کے لازم هى که اُس صورت کو اختيار کيا جاوے جو بداهت عقل کے مخالف نهيں هى *

تصريح پهلي دليل کي

اب هم پهلي دليل کي تصريح کرتے هيں يهه جان ليا چاهيئے که قرآن مجيد اور نيز احاديث ميں جب کوئي امر خواب کا بيان کيا جاتا هى تو يهه لازم نهيں هى که اُس سے پهلے يهه بهي بيان کيا جاوے که يهه خواب هى کيونکه قرينه اور سياق کلام اور نيز وه بيان خود اِسبات کي دليل هوتا هى که وه بيان خواب کا تها مثلاً حضرت يوسف نے اپنے باپ سے اپنا خواب بيان کرتے وقت بغير اِس بات کے کهنے کے که ميں نے خواب ديکها هى يوں کہا " يا آبت اني رايت احد عشر کوکبا و الشمس و القمر رايتهم لي ساجدين " — ليکن قرينه اِس بات پر دلالت کرتا تها که وه خواب هى اِس لئيے اُن کے باپ نے کہا " يا بنيّ لا تقصص روياک علي اخوتک فيکيدوا لک کيدا " — پس معراج کے واقعات خود اِس بات پر دلالت کرتے تهے که وه ايک خواب هى اِس لئيے اس بات کا کهنا که وه خواب هى ضرور نهيں تها بلکه صرف يهه کهنا که رات کو اپنے بندہ کو لے گيا صاف قرينه هى که وه سب کچهه خواب ميں هوا تها *

اِسي طرح چار حديثيں عبدالله ابن عمر کي روايت سے مسلم ميں موجود هيں جن ميں آنحضرت صلى الله عليه و سلم کا کعبه کے پاس حضرت مسيح عليه السلام اور مسيح دجال کے ديکهنے کا ذکر هى اُن حديثوں کے لفظ جيساکه روايت بالمعني ميں راويوں کے بيان ميں هوتا هى کسي قدر مختلف هيں مگر سب ميں مسيح عليه السلام اور مسيح

الذين يعملون الصلحت

دجال کے دیکھنے کا ایک هي قصه بیان هوا هی اور اِس میں کسي کو اِختلاف نهیں هی که آنحضرت نے اِس کو خواب میں دیکھا تھا — اُن حدیثوں میں سے ایک حدیث کے اِبتدا میں صرف یهه لفظ هیں " رایت عند الکعبة رجلا " یعني میں نے دیکھا کعبه کے پاس ایک شخص کو = پس اِس میں کوئي اِشارہ لفظي اس بات کا نهیں هی که خواب میں دیکھا تھا مگر خود مضمون اِس قصه کا دلالت کرتا هی که خواب میں دیکھا تھا اِس لیئے کسي ایسے لفظ کے لانے کي جس سے خواب کا اظهار هو ضرورت نه تھي *

دوسري حدیث کے شروع میں هی " اراني لیلة عند الکعبة " اِس میں صرف " لیلة " کا لفظ اِس بات کا مطلب ادا کرنے کو کافي سمجھا گیا هی که آنحضرت نے خواب میں دیکھا تھا = اسي طرح معراج کے قصه میں خدا کا یهه فرمانا " اسری بعبدہ لیلا " اس بات کے اشارہ کے لیئے که وہ خواب هی کافي هی اور بطور دلالت النص کے معراج کا روحاني یعني خواب میں هونا پایا جاتا هی *

تیسري حدیث کے شروع میں یهه الفاظ هیں " بینما انا نائم رایتني اطوف بالکعبة " یعني جب که میں سوتا تھا میں نے دیکھا که میں کعبه کا طواف کرتا هوں = اِنهي الفاظ کے مثل وہ الفاظ هیں جو بعض حدیثوں میں جن کو هم لکھه چکے هیں معراج کي نسبت آئے هیں اور کوئي وجهه نهیں هی که اُس کو خواب نه سمجھیں *

چوتھي حدیث کے شروع میں یهه الفاظ هیں " اراني لیلة في المقام عند الکعبة " یعني ایک رات مجھکو کعبه کے پاس خواب میں دکھائي دیا = اِس حدیث میں بالکل تصریح خواب کي اُس واقعه کي نسبت موجود هی جس سے کسي کو اِس میں کلام نهیں رهتا که وہ قصه خواب میں دیکھا تھا پس هم کو اِس باب میں شک کرنے کي که معراج کا واقعه خواب میں هوا تھا کوئي وجهه نهیں هی *

تصریح دوسري دلیل کي

اِس دلیل میں جو هم نے لکھا هی " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس " یهه آیت متعلق هی معراج سے = بعض لوگ کهتے هیں که معراج سے متعلق نهیں هی = مگر ادنی تامل سے معلوم هوتا هی که جب یهه آیت خاص اسي سورۃ میں هی جس میں معراج کا ذکر هی تو اس کو معراج کے متعلق نه سمجھنے کي کوئي وجهه معقول نهیں هی خصوصاً ایسي صورت میں که خود ابن عباس نے اِس آیت کو اسراء سے متعلق سمجھا هی *

جو کام کرتے هیں اچھے

سورۂ بني اسرائیل کي پہلي آیت بطور اظہار شکریہ اُس نعمت کے هی جو خدا تعالی نے معراج کے سبب قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر انکشاف فرمائي تھي اُس کے بعد بني اسرائیل کا اور اُن قوموں کا ذکر کیا هی جن کے لیئے بطور امتحان و اطاعت فرمان باري تعالی کچھہ نشانیاں مقرر کي گئیں تھیں اور باوصف اِس کے اُنھوں نے رسولوں سے اِنکار کیا — اور خدا کي نافرمانی کي — اِسي موقع پر خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ هم نے جو خواب تجھکو دکھلایا هی وہ بھي لوگوں کے امتحان کے لیئے هی کیونکہ وہ بھي نبوت کي شعبہ میں سے هی — تاکہ اِمتحان هو کہ کون اُس سے اِنکار کرتا هی اور کون اس کو تسلیم کرتا هی کیونکہ اُس سے انکار کرنا بمنزلہ اِنکار رسالت اور تسلیم کرنا بمنزلہ تسلیم رسالت کے هی *

پس سیاق قرآن مجید پر نظر کرنے سے ثابت هوتا هی کہ پہلي آیت اور وہ دوسري آیت متصل اور پیوستہ هیں - یعني خدا نے یوں فرمایا هی = پاک هی وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک تاکہ دکھائیں هم اُس کو کچھہ اپني نشانیاں بیشک وہ سننے والا هی اور دیکھنے والا — اور نہیں کیا هم نے وہ خواب جو دکھایا تجھکو مگر آزمایش واسطے لوگوں کے *

سبحان الذي اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذي بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ هو السمیع البصیر = و ما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس =

اور جن لوگوں نے اس آیت کو اُس رویا سے متعلق کیا تھا جس کا اشارہ سورۂ فتح کي اس آیت میں هی " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق " اس کي تردید فتح الباري میں خود علامہ ابن حجر نے کي هی - وہ لکھتے هیں کہ ابن عباس کي اس حدیث میں اُس شخص کا رد هی جو اس آیت کے خواب سے رسول خدا کا مسجد حرام میں داخل هونے کا خواب مراد لیتا هی جس کا اشارہ آیت " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام " میں هی — اور کہتا هی کہ " فتنۃ للناس " سے حدیبیہ میں رسول خدا کو

و في ذلک رد لمن قال المراد بالرویا في هذہ الآیۃ رویاہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ دخل المسجد الحرام المشار الیها بقولہ تعالی " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام " قال هذا القائل والمراد بقولہ " فتنۃ للناس " ما وقع من صد المشرکین لہ في الحدیبیۃ عن دخول المسجد الحرام انتهی و هذا و ان کان یمکن ان یکون مراد الآیۃ لاکن

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ⑩

الاعتماد في تفسيرها على ترجمان القرآن اولی والله اعلم —

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ١٧١) —

مسجد حرام میں داخل ہونے سے مشرکین کا روکنا مراد ہی اگرچہ ممکن ہی کہ اس آیت سے یہی مراد ہو مگر قرآن کی تفسیر میں ترجمان القرآن (حدیث) پر اعتماد کرنا اولی ہی *

مگر ہم کہتے ہیں کہ اس آیت کو سورہ فتح کی آیت مذکورہ سے کسی طرح کا بھی تعلق نہیں ہی — مگر ہمکو اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ اکثر مفسرین نے بھی اس آیت کو معراج سے متعلق سمجھا ہی - جو کچھہ اختلاف کیا ہی وہ رویا کے معنوں میں کیا ہی — جس پر ہم بحث کرینگے *

چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ چوتھا قول جو صحیح تر اور اکثر مفسرین اسکے قائل

والقول الرابع و هوالاصح و هو قول اکثر المفسرین ان المراد بها ما اراه الله ليلة الاسراء واختلفوا في معنی هذه الرويا —

(تفسیر کبیر جلد چهارم صفحه ٢٣٩)

ہیں یہہ ہی کہ رویا سے مراد وہ رویا ہی جو معراج کی رات خدا نے آنحضرت کو دکھایا — اور اس رویا کے معنی میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہی *

رویا کے اصلی لغوی معنی کسی چیز کو خواب میں دیکھنے کے ہیں — لسان العرب میں ہی " الرويا ما رايته في منامک " مگر کہا جاتا ہی کہ رویا کا اطلاق رویت یعنی جاگتے میں دیکھنے پر بھی آتا ہی چنانچہ لسان العرب میں ہی " و قد جاء رويا في اليقظة " اور اس پر راعي شاعر جاهلي کا یہہ شعر سند میں پیش کیا ہی *

فكبر للرويا وهش فواده

اس نظارہ کو دیکھکر اُس نے (تعجب سے) الله اکبر کہا اور اُس کا دل خوش ہوا *

و بشر نفسا كان قبل يلومها

اور اُس نے اپنے نفس کو خوشخبری دی جس کو پہلے ملامت کرتا تھا *

اور متنبی کے شعر کے اس مصرع کو بھی سند میں پیش کیا ہی *

و روياک احلی فی العيون من الغمض

تیرا دیدار آنکھوں میں نیند میں اُونگھنے سے زیادہ لذیذ ہی *

حریری نے رویا کو بمعنی " رويت في اليقظة " استعمال کرنا غلط بتایا ہی اور متنبی کے شعر پر اعتراض کیا ہی - اور در حقیقت متنبی کا ایسا درجہ نہیں ہی کہ اُس کے کلام کو کلام جاہلیت کی طرح مستند مانا جاے *

اور بے شک اُن کے لیئے ہی ثواب بڑا ۱۰

حریری نے لکھا ہی — کہ لوگ کہتے ہیں میں فلاں کے رویا سے خوش ہوا اور اس سے اُس کا دیکھنا مراد لیتے ہیں — وہ اس محاورہ میں غلطی کرتے ہیں جیسیکہ ابوالطیب متنبی شاعر نے اپنے اس قول میں غلطی کی ہی جو بدر بن عمار سے کہا تھا اور اُس نے ایکرات کچھہ دیر تک اُس سے باتیں کی تہیں اور اُس شعر کا یہہ ترجمہ ہی —

و یقولون " سررت برویا فلان " اشارۃ الی مرآہ فیوہمون فیہ کما وہم ابوالطیب فی قولہ لبدر بن عمار و قد سامرہ ذات لیلۃ الی قطع من اللیل —

مضی اللیل والفضل الذی لک لا یمضی
و رویاک احلی فی العیون من الغمض

رات تمام ہو چلی ہی اور تیرے علم و فضل (کی داستان) تمام نہیں ہوتی ہی — اور تیرا دیدار آنکھوں میں اُونگھنے سے زیادہ لذیذ ہی —

والصحیح ان یقال سررت برویتک لان العرب تجعل الرویۃ لما یری فی الیقظۃ والرویا لما یری فی المنام کما قال سبحانہ اخبارا عن یوسف علیہ السلام " ھذا تاویل رویای من قبل " —

(درۃ الغواص صفحہ ۵۹ و ۶۰) —

صحیح یہہ ہی کہ اس محاورہ میں رویا کی جگہہ رویت کا لفظ بولا جاے کیونکہ اہل عرب رویت کو جاگنے کی حالت میں دیکھنے پر اور رویا کو خواب دیکھنے کے موقع پر استعمال کرتے ہیں — جیساکہ خدا نے حکایتاً یوسف علیہ السلام کا یہہ قول بیان کیا ہی " ھذا تاویل رویای من قبل " *

علامہ خفاجی درۃ الغواص کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رویا کے معنی میں اہل لغت کے تین قول ہیں — ایک تو وہ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہی — دوسرا یہہ کہ دونوں لفظوں (رویت اور رویا) کے ایک ہی معنی ہیں — جاگنے کی حالت پر بولے جائیں یا سونے پر — تیسرا قول یہہ ہی کہ رویت عام ہی اور رویا رات کے دیکھنے سے اگرچہ حالت بیداری میں ہو مخصوص ہی — پس متنبی شاعر کا قول ... تاویل کا محتاج ہی *

و فیہ ثلاثۃ اقوال لاہل اللغۃ احدھا ما ذکرہ المصنف والثانی انہما بمعنی فیکونان یقظۃ او مناما والثالث ان الرویۃ عامۃ والرویا مختص لما یکون فی اللیل و لو یقظۃ فقول المتنبی ... محتاج الی التاویل —

(شرح درۃ الغواص صفحہ ۱۴۲) —

علامہ خفاجی نے راعی کے تین شعر نقل کیئے ہیں کہ جن سے پورا مطلب معلوم ہوتا ہی — وہ لکھتے ہیں کہ ابن بری نے کہا ہی کہ رویا اگرچہ خواب کے معنوں میں ہی مگر اہل عرب اکثر جاگنے کی حالت میں دیکھنے پر بھی بولتے ہیں — اور یہہ استعمال بطور

وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

و قال ابن الجوي الرويا و ان كانت في المنام فالعرب استعملتها في اليقظة كثيرا فهو مجاز مشهور كقول الراعي —

وَ مستنبح تهوي مساقط راسه
على الرحل في طخياء طمس نجومها
رفعت له مشبوبة عصفت لها
صبا تزده هيها مرة و تقيمها
فكــبر للـرويا وَ هش فواده
وَ بشر نفساً كان قبل يلومها

وَ عليه اكثر المفسرين في قوله تعالى "وما جعلنا الرويا التي اريناک الا فتنة للناس" يعني ماراه ليلة المعراج يقظة على الصحيح (شرح درة الغواص خفاجي صفحه ۱۴۲)

مجاز کے مشہور هی جیساکه راعي کاقول هی — کتے کي آواز پر کان لگانے والا مسافر جس کا سر (نیند کي حالت میں) بار بار کجاوه پر گرتا هی اندهیري رات میں جس کے تارے دهندلے هیں — میں نے اسکے لیئے آگ جلائي جس پر مشرق کي هوا چلي جو کبهي اسکو هلاتي هی اور کبهي اسکو بهڑکاتي هی — اُس نے اس نظاره کو دیکهکر (تعجب سے) الله اکبر کها اور اس کا دل خوش هوا — اور اُس نے اپنے نفس کو خوشخبري دي جسکو پهلے ملامت کرتاتها — اور اسي پر اکثر مفسرین نے آیت " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس " میں رویا کي تفسیر کي هی یعني جو کچهه رسول خدا نے معراج کي رات جاگتے میں دیکها — اور یهي معني صحیح هیں *

اور فتح الباري شرح صحیح بخاري میں لکها هی که لفظ رویا کے اُس چیز پر جو جاگنے کي حالت میں آنکهه سے دیکهي جائے — بولنے پر اس حدیث سے استدلال کیا گیا هی — حریري

وَ استدل به على اطلاق لفظ الرويا على ما يرى بالعين في اليقظة و قد انكرها الحريري تبعا لغيره و قالوا انما يقال رويا في المنام و اما التي في اليقظة فيقال روية و ممن استعمل الرويا في اليقظة المتنبي في قوله

وَ روياک احلى في العيون من الغمض

وَ هذا التفسير يرد على من خطاه (فتح الباري جلد هشتم صفحه ۳۰۲)

نے اس استعمال کا اوروں کي طرح انکار کیا هی — وه کهتے هیں که رویا سوتے میں اور رویت جاگتے میں کچهه دیکهنے پربولا جاتا هی — متنبي شاعر اُن میں سے هی جو رویا کو جاگتے میں دیکهنے پر استعمال کرتے هیں — اس کا قول هی که تیرا رویا (دیدار) آنکهوں میں نیند کے اُونگهنے سے زیاده لذیذ هی اور اس تفسیر سے اُن پر اعتراض آتا هی جو اس کي خطا پکڑتے هیں *

اس تمام بحث سے ثابت هوتا هی که حقیقي معني رویا کے خواب میں دیکهنے کے

هیں اور رویت فی الیقظہ پر مجازا بولا جاتا هی — جس کے لیئے کوئي قرینہ لفظي یا عقلي یا حالي ایسا موجود هو جس کے سبب مجازا رویا کا استعمال رویت پر پایا جاتا هو جیساکہ راعي کے اول اشعار سے پایا جاتا هی اور جو کہ مستنبہ نیند میں غرق تھا اور اُسي حالت میں اُس نے آگ کا شعلہ دیکھا تھا تو لفظ رویا کا استعمال مجازا رویت کے معنوں میں نہایت عمدہ تھا — مگر قرآن مجید میں جو لفظ رویا کا آیت " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس " میں آیا هی اُس کا یہہ حال نہیں هی — پس اگر هم تسلیم کرلیں کہ رویا کا اطلاق رویت فی الیقظہ پر بھي هوتا هی تو یہہ بھي کافي نہیں هی بلکہ اُس بات کا ثبوت بھي درکار هی کہ اس آیت میں جو لفظ رویا آیا هی ۔ اُس سے بھي رویت فی الیقظہ مراد هی ۔ آیت مذکورہ میں کوئي اشارہ یا کوئي قرینہ اس بات کا نہیں هی کہ رویا سے رویت فی الیقظہ مراد لي جائے بلکہ جب اس آیت کو پہلي آیت سے ملایا جاتا هی جس میں " اسری بعبدہ لیلا " یعني رات کا لفظ هی تو قرینہ اس بات کا هوتا هی کہ رویا سے خواب هي مراد هی نہ رویت فی الیقظہ ۔ خصوصا اس صورت میں کہ قرآن مجید میں کسي جگہہ رویا کا اطلاق رویت فی الیقظہ پر نہیں آیا *

علما نے ابن عباس کي حدیث میں جو " رویا عین " کا لفظ آیا هی تو لفظ عین پر بحث کي هی اور اس کے سبب رؤیا کو رویت فی الیقظہ قرار دیا هی چنانچہ کرماني شارح بخاري نے ابن عباس کي حدیث کي نسبت لکھا هی ۔ کہ رویا کے ساتھہ لفظ عین کي قید اس لیئے لگائي هی تاکہ معلوم هو کہ رؤیا سے رویت فی الیقظہ مراد هی — نہ رویا بمعني خواب *

رویا عین قیدبہ للاشعار بان الرویا بمعني الرویة فی الیقظة لارویا النائم ۔
(حاشیہ بخاري صفحہ ۵۵۰) ۔

اور پھر کرماني نے لکھا هی کہ عین کي قید سے جو رؤیا کے ساتھہ هی اس بات کا اشارہ هی کہ اس سے جاگتے میں دیکھنا مراد هی — اور وہ علم کے معني میں نہیں هی *

انما قید الرویا بالعین اشارة الی انہا فی الیقظة و الی انہا لیست بمعني العلم ۔
(حاشیہ بخاري صفحہ ۶۸۹) —

اور شفاء قاضي عیاض میں لکھا هی کہ ابن عباس کہتے هیں کہ رؤیا سے آنکھہ کا دیکھنا مراد هی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا نہ خواب کا دیکھنا *

قال ابن عباس هی رویا عین راها النبي صلی اللہ علیہ وسلم لارویا منام (شفا صفحہ ۸۷) ۔

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (۱۰)

واضح هو که ابن عباس کي حدیث میں الفاظ " لاروَیا منام" کے نهیں هیں- جن کے معني یهه هیں که " وه دیکهنا سونے کي حالت میں نهیں هی" *

اگر اس امر کے ثبوت کا مدار که حضرت ابن عباس کے نزدیک معراج " فی الیقظة " هوئي — صرف اسي حدیث پر هی تو هم اسبات کو تسلیم نهیں کرتے که اُن کا مذهب یهه تها که معراج " فی الیقظة " هوئي کیونکه اگر حضرت ابن عباس کا یهه مذهب تها جیساکه قاضي عیاض نے قرار دیا هی که اسرا یا معراج بحالت یقظه هوئي تهي تو صاف فرماتے " هي رویا فی الیقظة " یا " رویة فی الیقظة اریها رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة اسری به الی بیت المقدس " اس صاف لفظ کو چهوڑ کو ایک ایسے لفظ کو اختیار کرنے کي جس کے معني یقظه کے نهیں هیں اور اگر بهت کوشش کي جائے تو اس سے بطور دلالت التزامي کے یهه معني سمجهه میں آتے هیں — کوئي وجهه نهیں هوسکتي *

اس میں کچهه شک نهیں هی که سلف سے علما اور صحابه کو اس میں اختلاف هی که واقعات معراج بحالت بیداري هوئے تهے یا خواب میں- لیکن اگر قید لفظ " عین " کي جو ابن عباس کي حدیث میں هی- ایسي صاف هوتي جس سے " رویت فی الیقظة " سمجهي جاتي تو علما میں اختلاف نه هوتا — اس سے ظاهر هی که قید لفظ " عین " سے " رویت فی الیقظة " کا سمجهنا ایسا صاف نهیں هی جیساکه بعض نے سمجها هی *

عین کے معني لغت میں " حقیقة الشی " کے هیں — لسان العرب میں لکها هی اهلِ عرب کے نزدیک عین کسي چیز کي حقیقت پر بولا جاتا هی — کهتے هیں که وه اس کام کو عین صافي سے لایا یعني اُس کام کي اصلیت اور حقیقت سے اور حق کو بعینه لایا یعني خالص اور روشن حق کو لایا *

العین عند العرب حقیقة الشی یقال جاء بالامر من عین صافیه اي من فصه و حقیقة و جاء بالحق بعینه اي خالصا و اضحا — (لسان العرب جلد ۱۷ صفحه ۱۸۰) —

پس حضرت ابن عباس کا یهه فرمانا که رویا عین — اسکے معني هیں " رویا حقیقة لان رویا الانبیاء حق و وحي " اور اسلیئے همارے نزدیک ابن عباس کي حدیث میں رویا کے ساتهه جو عین کے لفظ کي قید لگائي هی اُس سے رویا کے معنوں کو تبدیل کرنا اور لفظ رویا کو جو قرآن مجید میں آیا هی بلا کسي قرینه کے جو قرآن مجید میں موجود نهیں هی — مجازي معنوں میں لینا مقصود نهیں هی بلکه اُس سے رویا کے صحیح اور واقعي اور

ہم نے طیار کیا ہی اُن کے لیئے عذاب دکہہ دینے والا ۱۱

حق ہونے کی تاکید مراد ہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ خواب وہم و خیال یا اضغاث احلام میں سے نہیں ہی — بلکہ در حقیقت خواب میں جو کچھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ سچ اور حق ہی — کیونکہ انبیا کے تمام خواب حق اور سچ ہوتے ہیں پس لفظ عین کی قید سے لازم نہیں آتا کہ حالت بیداری میں دیکھا ہو *

ہمارے اس قول کی تائید میں ابن قیم کا یہہ قول زادالمعاد میں ہی صحابہ میں اختلاف ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں خدا کو دیکھا تھا یا نہیں ابن عباس کی روایت ہی کہ دیکھا تھا مگر صحیح یہہ ہی کہ اُنہوں نے کہا کہ

و اختلف الصحابة هل راى ربه تلك الليلة ام لا فصح عن ابن عباس انه راى ربه وصح عنه انه قال راه بفواده = (زادالمعاد جلد اول صفحہ ۳۰۱) =

آنحضرت نے خدا کو اپنے دل سے دیکھا تھا یعنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور یہہ پوری دلیل ہی کہ اُن کی روایت میں لفظ عین سے آنکھہ کا دیکھنا مراد نہیں ہی *

اگر ہماری یہہ راے صحیح نہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رویا کے ساتھہ اسی مقصد سے بولا ہو کہ رویا سے رویت بالعین فی الیقظة مراد ہی = تو وہ بھی منجملہ اس گروہ کے ہونگے جو معراج فی الیقظة کے قائل ہوئے ہیں — مگر ہم اُس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم کرتے ہیں = اور ہمارے نزدیک خواب ہی میں ماننا لازم ہی = جسکی وجہہ ہم پانچویں دلیل کی تصریح میں بیان کرینگے *

شاہ ولی اللہ صاحب نے آنحضرت صلعم کا معراج میں جانا " بجسد برزخی بین المثال والشہادة " بیان کیا تھا = اور ہم نے کہا تھا کہ ہم اُس کا مطلب نہیں سمجھہ سکتے = اسی طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہی کہ صرف روح رسول خدا صلعم کی معراج میں گئی تھی = اور جسد نہیں گیا = اور اسی طرح پر روح گئی تھی جس طرح پر انسان کی روح مرنے کے بعد جاتی ہی = مگر فرق یہہ ہی کہ انسان کی روح نکلنے کے بعد انسان مرجاتا ہی مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جانے کے بعد آنحضرت فوت نہیں ہوئے تھے = اگرچہ یہہ رمز بھی ہماری سمجھہ میں نہیں آتی لیکن اس کا نتیجہ بھی یہہ ہی کہ ابن قیم بھی بجسدہ معراج کا قائل نہیں ہی = اور شاہ ولی اللہ

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ

صاحب کي راے کا ماخذ بهي يهي معلوم هوتا هی = بهر حال جو کچهه ابن قيم کي راے هی — هم اس کو اس مقام پر بجنسه نقل کرتے هيں *

و قد نقل ابن اسحاق عن عائشة و معاوية انهما قالا انما كان الاسراء بروحه ولم يفقد جسده و نقل عن الحسن البصري نحو ذلک ولكن ينبغي ان يعلم الفرق بين ان يقال كان الاسراء مناما و بين ان يقال كان بروحه دون جسده و بينهما فرق عظيم و عائشة و معاوية لم يقولا كان مناما و انما قالا أسرى بروحه و لم يفقد جسده و فرق بين الامرين فان ما يراه النائم قد يكون امثالا مضروبة للمعلوم في الصور المحسوسة فيرى كانه قد عرج به الى السماء و ذهب به الى مكة و اقطار الارض و روحه لم تصعد ولم تذهب و انما ملک الرويا ضرب له المثال والذين قالوا عرج برسول الله صلى الله عليه وسلم طائفتان طائفة قالت عرج بروحه و بدنه و طائفة قالت عرج بروحه و لم يفقد بدنه و هولاء لم يريدوا ان المعراج كان مناما و انما ارادوا ان الروح ذاتها اسرى بها و عرج بها حقيقة و باشرت من جنس ماتبا شر بعد المفارقة و كان حالها في ذلک كحالها بعد المفارقة في صعودها الى السموات سماءً سماءً حتى ينتهي بها الى السماء السابعة فتقف بين يدي الله عز و جل فيامر فيها بما يشاء ثم تنزل الى الارض فالذي كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الاسراء اكمل مما يحصل للروح عند المفارقة و معلوم ان هذا امر فرق ما يراه النائم لكن لما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في مقامه خرق العوائد حتى شق بطنه و هو حي لايتالم بذلک عرج بذات

ابن اسحاق نے حضرت عائشه اور معاويه کا مذهب يهه بتايا هی که معراج ميں آنحضرت کي روح گئي تهي اور جسم غايب نهيں هوا اور حسن بصري کا مذهب بهی يهي بتايا هی ليکن اس قول ميں که اسرا خواب ميں هوئي تهي اور اس قول ميں که اسرا روح کے ساتهه هوئي تهي نه جسم کے ساتهه فرق جاننا چاهيئے اور دونوں ميں بڑا فرق هی — حضرت عائشه اور معاويه نے يهه نهيں کہا که اسرا خواب ميں هوئي تهي بلکه اُنهوں نے کہا که اسرا روح کے ساتهه هوئي تهي اور رسول خدا کا جسم اسرا ميں نهيں گيا اور دونوں ميں فرق هی کيونکه سونے والا جو کچهه خواب ميں ديکهتا هی وه حقيقت ميں ايک معلوم چيز کي مثاليں هيں جو محسوس شکلوں ميں اس کو دکهائي ديتي هيں وه ديکهتا هی که گويا آسمان پر چڑهگيا اور مکه اور دنيا کے اور اطراف ميں چلا گيا هی — حالانکه اس کي روح نه چڑهي نه کهيں گئي — بلکه خواب کے غلبه نے اس کي نظر ميں ايک صورت بنادي هی — جو لوگ رسول خدا کے معراج کے قائل هيں — ان کے دو گروه هيں — ايک گروه کهتا هی که رسول خدا کي روح اور بدن دونوں کو معراج هوئي = دو سرا گروه کهتا هی که معراج ميں

اور دعا مانگتا هی انسان برائي کي جيسيکه وه دعا مانگتا هی بهلائي کي

روحه المقدسة حقيقة من غيراماتة ومن
سواه لاينال بذات روحه الصعود الى السماء
الا بعد الموت والمفارقة فالانبياء انما استقرت
ارواحهم هناک بعد مفارقة الا بدان و روح
رسول الله صلى الله عليه وسلم صعدت الى
هناک في حال الحيواة ثم عادت وبعد وفاته
استقرت فى الرفيق الاعلى مع ارواح الانبياء
و مع هذا فلها اشراف على البدن واشراق
وتعلق به بحيث يرد السلم على من سلم
عليه وبهذا التعلق راے موسى قايماً يصلى
في قبره وراه فى السماء السادسة و معلوم
انه لم يعرج بموسى من قبره ثم رد اليه وانما
ذلک مقام روحه واستقرارها وقبره مقام بدنه
واستقراره الى يوم معاد الارواح الى اجسادها
فراه يصلى في قبره وراه فى السماء السادسة كما انه
صلى الله عليه وسلم فى ارفع مكان فى الرفيق
الاعلى مستقرا هناک وبدنه فى ضريحه غير
مفقود واذا سلم عليه المسلم رد الله عليه روحه
حتى يرد عليه السلام ولم يفارق الملاء الا على
ومن كثف ادراكه وغلظت طباعه عن ادراک
هذا فلينظر الى الشمس فى علو محلها وتعلقها
وتاثيرها فى الارض وحيواة النبات والحيوان
بها هذا وشان الروح فوق هذا فلها شان وللا بدان
شان وهذه النار تكون فى محلها وحرار تها تؤثر
فى الجسم البعيد عنها مع ان الارتباط والتعلق
الذي بين الروح والبدن اقوى واكمل من ذلک
واتم فشان الروح اعلى من ذلک و الطف

فقل للعيون الرمد اياک ان ترى
سنا الشمس استغشى ظلام الليا ليا

(زاد المعاد ابن قيم جلد اول صفحه ٣٠١ و ٣٠٢) =

اُن کي روح گئي تهي بدن نهيں گيا — اور
اس سے اُنکي يهه مراد نهيں هی که معراج
خواب ميں هوئي بلکه اُنکي مراد يهه هی که
خود آنحضرت کي روح اسرا ميں گئي اور
حقيقت ميں اُسيکو معراج هوئي — اور اُسنے
وهي کام کيا جو بدن سے جدا هونے کے بعد
روح کرتي هی اور اس واقعه ميں اُس کا حال
ويسا هوا جيسا که بدن سے جدا هونے کے بعد
روح ايک آسمان سے دوسرے آسمان پر جاتي
هی يهاں تک که ساتويں آسمان پر پهنچتي
اور خدا کے سامنے ٹهير جاتي هی — پهر خدا
جو چاهتا هی اسکو حکم کرتا هی پهر زمين پر
اُترتي هی - پس جو حال رسول خدا کا
معراج ميں هوا وه اس سے زياده کامل تها جو
روح کو بدن چهوڑنے کے بعد حاصل هوتا هی —
اور ظاهر هی که يهه حال اس کيفيت سے جو
سونے والا خواب ميں ديکهتا هی بالاتر هی
ليکن چونکه رسول خدا نے اپنے (بلند) مرتبه
کے سبب بهت سي فطرت کے قاعدوں کو توڑا
يهاں تک که زندگي ميں اُنکا پيٹ چاک
کيا گيا اور اُنکو تکليف نه هوئي — اس لئيے
حقيقت ميں بدون مرنے کے خود اُنکي روح
مقدس کو معراج هوئي — اور جو اُن کے سوا
هيں اُنميں سے کسيکي روح بدون مرنے اور
بدن چهوڑنے کے آسمان پر صعود نهيں کرتي —
انبيا کي روحيں اس مقام پر بدن سے جدا

وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً ﴿۱۲﴾

ہونے کے بعد پہنچتي ہیں — اور رسول خدا کي روح زندگي ہي میں اس مقام تک گئي اور واپس آگئي — اور بعد وفات کے دیگر انبیا کي روحوں کے ساتھہ مقام "رفیق اعلی" میں ہی — اور باوجود اسکے بدن پر اسکا پرتو اور اسکي اطلاع اور اُس کے ساتھہ ایسا تعلق ہی کہ رسول خدا ہر ایک کے سلام کا جواب دیتے ہیں — اور اسي تعلق کے سبب سے رسول خدا نے موسی کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر اُنکو چھتے آسمان پر بھي دیکھا — اور یہہ سب کو معلوم ہی کہ نہ موسی نے قبر سے صعود کیا نہ واپس آئے — بلکہ وہ اُنکي روح کا مقام اور اُسکے ٹھہرنے کي جگھہ ہی اور قبر اُن کے بدن کا مقام اور اُس کے ٹھہرنے کي جگھہ ہی جب تک کہ روحیں دوبارہ بدنوں میں آئینگي — اسي لیئے رسول خدا نے اُنکو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر چھتے آسمان پر دیکھا — جیسا کہ خود رسول خدا (کي روح) "رفیق اعلی" میں ایک بلند مقام پر ہی — اور اُنکا بدن قبر میں موجود ہی اور جب کوئي مسلمان اُنپر درود وسلام بھیجتا ہی خدا اُنکي روح کو بدن میں واپس بھیجتا ہی تاکہ اُسکے سلام کا جواب دیں حالانکہ پھر بھي رسول خدا (کي روح) ملاء اعلی سے جدا نہیں ہوتي — اور جس شخص کي عقل تاریک اور طبیعت اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہی — وہ دیکھے کہ آفتاب بہت بلندي پر ہی اور اُسکا تعلق اور تاثیر زمین میں اور نباتات اور حیوان کي زندگي میں ہی — اور روح کا حال تو اس سے بالا تر ہی — کیونکہ روح کا حال اور ہی اور اجسام کا حال اور — یہي آگ اپني جگھہ میں ہوتي ہی اور اسکي گرمي اُس جسم میں سرایت کرتي ہی جو اُس سے دور ہی حالانکہ جو ربط اور تعلق روح اور بدن کے درمیان ہی وہ اس سے زیادہ لطیف اور بالاتر ہی — درد بھري آنکھوں سے کہدے کہ آفتاب کي روشني کو دیکھنے سے بچو — ورنہ راتوں کا اندھیرا چھا جائیگا *

تصریح تیسري دلیل کي

جو الفاظ کہ مالک بن صعصعہ کي حدیثوں میں ہیں "انا عندالبیت بین النائم والیقظان" اور ایک حدیث میں ہی "في الحجر مضطجعاً" اور انس بن مالک کي حدیث میں ہی "تنام عینہ ولاینام قلبہ" اور اس حدیث کے آخر میں ہی "فاستیقظ وھو في المسجدالحرام" یہہ صاف دلیلیں اسبات کي ہیں کہ اسرا اور معراج سونے کي حالت میں ہوئي تھیں *

اور هی انسان جلد باز ﴿۱۱﴾

مالک بن صعصعہ کي حديثوں پر تو کسي شخص نے اعتراض نهيں کيا مگر انس بن مالک کي حديث پر جسکے راويوں ميں سے ايک راوي شريک بهي هی اعتراض کيا هی — اور اعتراض يهہ هی کہ اُس حديث ميں هی کہ تين فرشتے وحي آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام ميں سوتے تهے — اُسکے بعد بيان کيا هی کہ ايک دوسري رات کو فرشتے آئے ايسي حالت ميں جبکہ رسول خدا کا دل ديکهتا تها اور آنکهيں سوتي تهيں اور دل جاگتا تها — پس اس حديث ميں دو نقص هيں اول تو تزلزل هی بيان ميں دوسرے يهہ کہ وحي آنے سے پہلے فرشتوں کا آنا بيان هوا هی — مگر يهہ اعتراض صحيح نهيں هی — کيونکہ پہلا جملہ ايک الگ واقعہ کا بيان هی اور دوسرا جملہ جسميں " فيما يري قلبہ وتنام عينہ " آيا هی وہ بيان هی اسرا اور معراج کا — چنانچہ عيني شرح بخاري ميں لکها هی —

قال النووي جاء فی رواية شريک اوهام انکرها العلماء من جملتها انہ قال ذلک قبل ان يوحی اليہ وهو غلط لم يوافق عليہ وايضاً العلماء اجمعوا علی ان فرض الصلوة کان ليلة الاسراء فکيف يکون قبل الوحي ****** وانکرها الخطابي وابن حزم وعبدالحق والقاضي عياض والنووي ***وقد صرح هولاء المذکورون بان شريکا تفرد بذلک ******
قولہ فلم يرهم اي بعد ذلک حتی اتوہ ليلة أخری لم يعين المدة التي بين المجيئين فيحمل علی ان المجئی الثاني کان بعد الوحي اليہ وحينئذ وقع الاسراء والمعراج واذا کان بين المجيئين مدة فلافرق بين ان تکون تلک المدة ليلة واحدة اوليالی کثيرة اوعدة سنين وبهذا يرتفع الاشکال عن رواية شريک ويحصل الوفاق ان الاسراء کان فی اليقظة بعد البعثة وقبل الهجرة فيسقط تشنيع الخطابي و ابن حزم وغيرهما بان شريکا خالف الاجماع فی دعواہ ان المعراج کان قبل البعثة —
(عيني جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۲ و ۶۰۳) —

امام نووي کہتے هيں کہ شريک کي روايت ميں چند غلطياں هيں جنکا علما نے انکار کيا هی ان ميں سے ايک يهہ هی کہ اُسنے کہا هی کہ معراج وحي آنے سے پہلے هوئي اور يهہ غلط هی — کسي نے اسپر اتفاق نهيں کيا — اور علما باهم اسپر بهي متفق هيں کہ نماز کا فرض هونا معراج کي رات ميں هوا — پس معراج کيونکر وحي آنے سے پہلے هوسکتي هی *** خطابي — ابن حزم — عبدالحق — قاضي عياض اور امام نووي نے اسکا انکار کيا هی — اور اُنهوں نے صاف کہديا هی کہ شريک اس بات ميں اکيلا هی ********** راوي کا يهہ قول کہ اس کے بعد اُنکو کسي نے نهيں ديکها يهاں تک کہ وہ رسول خدا کے پاس دوسري رات آئے — اس ميں اُس نے دونوں دفعہ آنے ميں جو مدت گذري اسکو بيان نهيں کيا هی — پس خيال کيا جائيگا کہ دوسري دفعہ کا آنا وحي آنے کے بعد

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

ہوا - اور اسوقت اسرا اور معراج واقع ہوئي - اور اگر دونوں دفعہ کے آنے میں کوئي مدت ہی تو کوئي فرق نہیں ہی اس میں کہ وہ مدت ایک رات ہو یا بہت سي راتیں ہوں یا چند سال ہوں - اور اس سے شریک کي روایت میں جو اشکال پیدا ہوتا ہی - وہ اُٹھہ جاتا ہی - اور اسبات پر اتفاق کا ہونا نکلتا ہی کہ اسرا جاگتے میں بعد نبوت کے اور قبل ہجرت کے ہوئي — پس خطابي - ابن حزم اور دیگر معترضین کي یہہ ملامت دور ہوجاتي ہی کہ شریک نے اجماع امت کو اپنے اس دعوی سے توڑا ہی کہ معراج نبوت سے پہلے ہوئي *

اس بیان سے صاف ظاہر ہی کہ پہلا واقعہ ایک رات کا ہی جس میں نہ معراج ہوئي ہی نہ کچھہ اور واقع ہوا ہی - اور اُس رات فرشتے آئے اور صرف دیکھکر چلے گئے اور اسیکي نسبت شریک نے بیان کیا ہی کہ یہہ واقعہ قبل وحي کا ہی - دوسرا جملہ متعلق ہی اسرا اور معراج سے جیسا کہ عیني نے بیان کیا ہی اس صورت میں شریک کي حدیث میں اور اور قولوں میں کہ اسرا بعد نبوت ہوئي تھي کچھہ اختلاف باقي نہیں رہتا لیکن عیني نے جو یہہ بیان کیا ہی کہ " و یحصل الوفاق ان الاسراء کان فی الیقظة بعد البعثة " اس جملہ کا پہلا حصہ غلط ہی اسلیئے کہ اس بات میں اتفاق نہیں ہوا کہ اسرا فی الیقظہ تھي بلکہ اس دوسرے جملہ میں بھي صاف بیان کیا گیا ہی - " فیما یری قلبہ وتنام عینہ ولا ینام قلبہ " اور تمام قصہ معراج کا بیان کرنے کے بعد حدیث کے اخیر میں بیان کیا ہی " فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام " یعني ان تمام واقعات کے بعد آنحضرت جاگے اور وہ مسجد حرام میں تھے — پس کچھہ شک نہیں ہوسکتا کہ ان حدیثوں سے صاف ثابت ہوسکتا ہی کہ اسرا اور معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کي حالت میں ہوئي تھي اور وہ ایک خواب تھا جو رسول خدا نے دیکھا *

اور عیني میں جو یہہ بات لکھي ہی کہ ممکن ہی کہ یہہ کہا جاے کہ آنحضرت شروع معراج اور آخر معراج میں سوتے تھے اور اس حدیث میں کوئي دلیل اسبات پر نہیں ہی کہ رسول خدا کل قصہ میں سوتے رہے *

فیمکن ان یقال کان في اول الامر وآخرہ فی النوم ولیس فیہ مایدل علی کونہ نائما فی القصة کلھا (عیني جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۳)

ایسي بودي اور ضعیف ہی کہ کوئي شخص بھي اس پر کان نہیں رکھہ سکتا — کیونکہ کسي حدیث سے ثابت نہیں ہی کہ درمیان معراج کے کسیوقت آنحضرت جاگ اُٹھے تھے بلکہ کسي حدیث میں آنحضرت کے جاگتے ہونے کا اشارہ بھي نہیں ہی *

اور ہم نے کیا رات کو اور دن کو دو نشانیاں

مالک بن صعصعہ کي حديث ميں جو يہہ الفاظ ہيں " بين النائم واليقظان " اُس کي نہايت عمدہ تشريح انس بن مالک کي حديث سے ہوتي ہی جس ميں بيان ہی " فيما يرى قلبه و تنام عينه ولاينام قلبه " اور تمام انبيا کا سونے ميں يہي حال ہوتا ہی — ظاہر ميں آنکھيں سو جاتي ہيں اور دل جاگتا رہتا ہی *

تصريح چوتھي دليل کي

ہم سمجھتے ہيں کہ اِس دليل کے زيادہ تصريح کرنے کي ہم کو چنداں ضرورت نہيں ہی اِس ليئے کہ جن صحابہ کا مذہب يہہ تہا کہ جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم کا معراج ميں نہيں گيا تہا بلکہ معراج سونے کي حالت ميں بالروح ہوئي تہي اُن کے نام معہ اُن کے اقوال کي سند کے ہم نے لکھديئے ہيں اور اس ليئے زيادہ تشريح کي ضرورت نہيں ہی مگر شفاء ميں قاضي عياض نے مندرجہ حاشيہ نام اُن لوگوں کے لکھے ہيں جن کا مذہب يہہ ہی کہ معراج بجسدہ في اليقظہ ہوئي تہي — ان ميں سے معلوم ہوتا ہی کہ اسامہ بن زيد — انس بن مالک — جابر بن عبداللہ — حذيفہ بن اليمان — عبداللہ بن عباس — عبداللہ بن مسعود — عمر بن الخطاب — مالک بن صعصعہ اور ابو ہريرہ تو صحابي ہيں اور باقي تابعي وغيرہ — مگر ہمکو نہيں معلوم ہوتا کہ قاضي عياض نے جو اُن کا مذہب قرار ديا ہی — اُس کي کيا سند ہی اور کہاں سے اُس نے استنباط کيا ہی *

عبداللہ ابن عباس — جابر بن عبداللہ — انس بن مالک — حذيفة بن اليمان — عمر بن الخطاب — ابو ہريرہ — مالک بن صعصعہ — ابو حبة البدوي — عبداللہ ابن مسعود — ضحاک — سعيد بن جبير — قتادہ — ابن المسيب ابن شہاب — ابن زيد — حسن — ابراہيم — مسروق — مجاہد — عکرمہ — ابن جريج —
(شفاء قاضي عياض صفحہ ۸٦) —

انس بن مالک اور مالک بن صعصعہ دو صحابيوں کي حديثيں ہم نے اوپر نقل کي ہيں — جن کي حديثوں ميں خود الفاظ " انا نائم " اور " بين النائم واليقظان " اور " في الحجر مضطجعا " اور " فيما يرى قلبه و تنام عينه ولاينام قلبه " اور " ثم استيقظ و هو في المسجد الحرام " موجود ہيں — جن سے صاف پايا جاتا ہی کہ اُن کے نزديک معراج بحالت نوم ہوئي تہي پس معلوم نہيں ہوتا کہ اُن دونوں صحابيوں کے نام قاضي عياض نے اُن لوگوں کي فہرست ميں کيوں داخل کيئے ہيں جن کا مذہب معراج کا بجسدہ اور في اليقظہ ہونے کا ہی *

فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ

مالک بن صعصعه اور انس بن مالک کي حديثوں ميں قتاده بهي ايک راوي هيں — پهر وه کسي طرح اُن لوگوں کي فهرست ميں داخل نهيں هوسکتے — جو معراج کے بجسده اور في اليقظه هونے کے قائل هيں *

سوائے صحاح کے اور کتب حديث ميں جو حديثيں هيں اُن پر بهي هم نے سرسري طور سے نظر ڈالي هی سوائے ایک حديث کے جو بيهقي ميں هی اور جس ميں يهه الفاظ هيں — "بينما انا نائم عشاءً في المسجد الحرام اذ اتاني آتٍ فايقظني فاستيقظت" يعني ميں عشا کے وقت مسجد الحرام ميں سوتا تها که ايک آنے والا آيا اُس نے مجهکو جگايا اور ميں جاگا — اور کسي حديث ميں جاگنے يا سوتے هونے کا کچهه ذکر نهيں — پس ايسي حديثوں سے اِس بات پر استدلال کرنا که اُن کے راويوں کا مذهب يهه هی که معراج بجسده اور في اليقظه هوئي تهي — کسي طرح پر صحيح نهيں هی — علاوه اس کے بيهقي اور ديگر کتب کي حديثيں جو صحاح ميں داخل نهيں هيں لائق وثوق اور قابل احتجاج نهيں هيں — پس قاضي عياض نے جو فهرست لکهي هی اُس کا ماخذ ايسا نهيں هی جس پر اعتماد کيا جاسکے *

تصريح پانچويں دليل کي

يهه دليل اس امر سے علاقه رکهتي هی که اگر عقل اور نقل ميں بظاهر اختلاف پايا جاتا هو تو نقل کے معني اس طرح پر بيان کرنے چاهيئيں جو عقل کے مطابق هوں — مگر اسکي تصريح بيان کرنے سے پہلے هم کو يهه بات بيان کرني چاهيئے که حديثيں جو کتابوں ميں جمع هوئي هيں اُنکے الفاظ وه نهيں هيں جو رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے بيان کيئے تهے — بلکه راويوں کے لفظ هيں جو اُنهوں نے اپني سمجهه کے موافق بيان کيئے هيں *

اسباب ميں که حديث بلفظه روايت کرني لازم هی يا بالمعني بهي روايت کرنا جائز هی محدثين ميں اختلاف رها هی ايک گروه محدثين کا حديث کو بالمعني روايت کرنا جائز نهيں سمجهتا بلکه بلفظه روايت کرنا ضروري سمجهتا تها چنانچه فتح المغيث شرح الفية الحديث ميں جو حافظ زين الدين عراقي کي تصنيف هی لکها هی *

محدثين — فقها اور اصوليين شافعيه وغيره کا ايک گروه روايت بالمعنی کو مطلقا روا نهيں رکهتا — قرطبي نے کها هي که امام مالک کا اصلي مذهب بهي يهي هی —

پهر هم نے دهندلا کرديا رات کي نشاني کو

قيل لايجوزله الرواية بالمعني مطلقا قال طائفة من المحدثين والفقهاء والاصوليين من الشافعية وغيرهم قال القرطبي وهوالصحيح من مذهب مالک حتى ان بعض من ذهب لهذا شدد فيه اکثر التشديد فلم يجز تقديم کلمة على کلمة ولا حرف على آخر ولا ابدال حرف باخر ولا زيادة حرف ولا حذفه فضلا عن اکثر ولا تخفيف ثقيل ولاتثقيل خفيف ولا رفع منصوب ولا نصب مجرور او مرفوع ولولم يتغير المعني في ذلک کلهبل اقتصر بعضهم على اللفظ ولو خالف اللغة الفصيحة وکذالو کان لحنا کما بين تفصيل هذا کله الخطيب فى الكفاية —
(فتح المغيث صفحه ۲۷۶)

يہاں تک که جو اسطرف گئے هيں اُن ميں سے بعض نے اسباب ميں بہت سختي کي هي — پس اُن کے نزديک ايک کلمه کا دوسرے کلمه پر يا ايک حرف کا دوسرے حرف پر مقدم لانا جايز نہيں هي — نه ايک حرف کا دوسرے حرف کي جگهه بدلنا — نه ايک حرف کو زيادہ يا کم کرنا چه جائيکه بہت سے حرفوں کو — نه ثقيل کو خفيف کرنا اور نه خفيف کو ثقيل کرنا — نه مقصوب کو رفع دينا — نه مجرور يا مرفوع کو نصب دينا اگرچه ان تمام صورتوں ميں معني نه بدلتے هوں — بلکه اُنهوں نے لفظ هي پر بس کي هي چاهے لغت فصيح کے برخلاف هي هو — اور ايسا هي چاهے غلط هو — خطيب نے کفايه ميں اُس کو مفصل بيان کيا هي *

اس تشدد ميں جو بلفظه حديث کے بيان کرنے کي نسبت تها بعض بزرگوں نے نرمي کي اور کہا که صرف صحابه کو يا صحابه اور تابعين کو بالمعني روايت کرني جايز هي اور

و قيل لايجوز لغيرالصحابة خاصة لظهور الخلل في اللسان بالنسبة لمن قبلهم بخلاف الصحابة فهم ارباب اللسان واعلم الخلق بالكلام حکاه الماوردي والروياني في باب القضاء بل جزما بانه لايجوز لغير الصحابي وجعلا الخلاف في الصحابي دون غيره و قيل لايجوز لغيرالصحابة والتابعين بخلاف من کان منهم وبه جزم بعض معاصري الخطيب وهو حفيد القاضي ابي بکر في ادب الرواية قال لان الحديث اذا قيده بالاسناد وجب ان لا يختلف لفظه فيدخله الكذب —
(فتح المغيث صفحه ۵۷۶ و ۵۷۷) —

کو نہيں چنانچه فتح المغيث ميں لکها هي که — اور کہا گيا هي که صحابه کے سوا دوسروں کے ليئے روايت بالمعني کرنا روا نہيں هي — کيونکه زبان ميں به نسبت اُن کے جو پہلے تهے خلل آگيا هي — برخلاف صحابه کے اس ليئے که وه اهل زبان اور کلام کو خوب سمجهنے والے تهے — ماوردي اور روياني نے باب القضا ميں اس کا ذکر کيا هي بلکه اس بات کو زور کے ساتهه بيان کيا هي که صحابي کے سوا دوسرے کو روايت بالمعني جائز نہيں — مگر يهه اُن کا

وَ جَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

اختلاف صرف صحابي میں هی نه اوروں میں اور بعض کہتے هیں که صحابه اور تابعین کے سوا دوسروں کو روایت بالمعنی جایز نہیں هی — اور خطیب کے ایک معاصر یعنی قاضی ابوبکر کے پوتے نے ادب الروایة میں اس کو زور کے ساتهه بیان کیا هی — اُس نے کہا هی که جب حدیث میں اسناد کي قید لگائي تو یهه واجب هی که لفظ نه بدلیں تاکه جهوت داخل نهو جاے باوجود اس قید کے بهي یهه بات کهي گئي که روایت کرنے کے بعد راوي کو ایسے الفاظ کا کہدینا ضرور هی جن سے معلوم هووے که حدیث کے بعینه وهي لفظ نہیں هیں جو پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمائے تهے چنانچهه فتح المغیث میں لکها هی

وليقل الراوي عقب ايراده للحديث — بمعنى اي بالمعنى لفظ او كما قال فقد كان انس رضي الله عنه كما عند الخطيب في باب المعقود لمن اجاز الرواية بالمعنى لقولها عقب الحديث ونحوه من الالفاظ كقوله اونحو هذا اوشبهه اوشكله فقدروي الخطيب ايضا عن ابن مسعود انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ارعد وارعدت ثيابه وقال اوشبه ذا اونحوذا وعن ابي الدرداء انه كان اذا فرغ من الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هذا اونحو هذا اوشكله ورواها كلها الدارمي في مسنده بنحوها ولفظه في ابن مسعود وقال اومثله اونحوه اوشبيه به وفي لفظ آخر لغيره ان عمرو بن ميمون سمع يوما ابن مسعود يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم وقد علاه كرب و جعل العرق ينحدر منه عن جبينه و هو يقول اما فوق ذلك و اما دون ذلك اما قريب من ذلك و هذا كشك من المحدث والقاري ابهما عليه الامر به فانه يحسن ان يقول او كما قال —

(فتح المغيث صفحه ۲۷۹) —

که راوي کو حدیث بالمعنی بیان کرنے کے بعد کہنا چاهیئے" او کما قال" خطیب نے ایک باب میں جس میں اُن کا بیان هی جنکو روایت بالمعنی کي اجازت هی — کہا هی که انس رضي الله عنه حدیث کے بعد کہتے تهے اسکے قول کي مانند — یا ایسا یا اس جیسا یا اس سے ملتا جلتا — خطیب نے ابن مسعود سے روایت کي هی — اُنہوں نے کہا که میں نے پیغمبر خدا سے سنا هی — پهر کانپے اور ان کا کپڑا هلنے لگا اور کہا — اسکي مانند — یا اسکي مثل اور ابو دردا سے روایت کي هی که جب وه حدیث بیان کرچکتے تو کہتے که یهه کہا تها — یا اسکي مثل یا اس جیسا — دارمي نے اپني مسند میں یهه سب الفاظ بیان کیئے هیں ابن مسعود کے الفاظ اُس میں یهه هیں اسکي مثل یا اسکي مانند یا اس کے مشابه اور دوسرے راوي نے اور الفاظ بیان کیئے هیں — چنانچهه عمر بن میمون نے کہا که میں نے ایک روز ابن مسعود کو حدیث بیان کرتے سنا اور اُن کو تکلیف هونے

اور هم نے کیا دن کي نشاني کو دکھلانے والي

لگي اور پسینہ اُن کي پیشاني سے ٹپکتا تھا — اور وہ کہتے تھے کہ اس سے زیادہ یا اس سے کم یا اس کے قریب — غرضکہ ایسا لفظ کہے جس سے قاري اور محدث کا شک ظاهر هو *

باوجود اس کے صحابہ اور تابعین برابر حدیث کو بالمعني روایت کرتے تھے جیسا کہ فتح المغیث کي مندرجہ ذیل عبارت سے ظاهر هوتا هی *

ایک تابعي کہتے هیں کہ میں بہت سے صحابیوں سے ملا هوں — جو معني میں متفق اور الفاظ میں مختلف تھے میں نے ایک صحابي سے کہا تو کہنے لگے کیا مضائقہ هی اگر معني نہ بدلیں یہہ شافعي کا بیان هی — اور حذیفہ کہتے تھے هم قوم عرب هیں جب حدیث بیان کرتے هیں الفاظ آگے پیچھے کردیتے هیں ابن سیرین کہتے هیں کہ میں دس آدمیوں سے حدیث سنتا تھا — معني یکساں اور الفاظ جدا جدا هوتے تھے — تابعین میں سے حسن شعبي اور نخعي روایت بالمعني کرتے تھے — ابن صلاح کہتے هیں کہ صحابہ اور سلف اولین کے حالات اس پر شاهد هیں کہ وہ اکثر ایک مطلب کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے — کیونکہ اُن کا زیادہ تر خیال مضمون پر هوتا تھا نہ الفاظ پر *

و عن بعض التابعین قال لقیت اناسا من الصحابة فاجتمعوا في المعني و اختلفوا علي في اللفظ فقلت ذلک لبعضهم فقال لاباس به مالم یحیل معناه حکاه الشافعي و قال حذیفة انا قوم عرب نورد الاحادیث فنقدم و نوخر و قال ابن سیرین کنت اسمع الحدیث من عشرة المعني واحد واللفظ مختلف و ممن کان یروي بالمعني من التابعین الحسن والشعبي والنخعي بل قال ابن الصلاح انه الذي شهد به احوال الصحابة و السلف الاولین فکثیرا ما کانوا ینقلون معني واحدا في امر واحد بالفاظ مختلفة وماذاک الا ان معولهم کان علی المعني دون اللفظ —

(فتح المغیث ص ۲۷۵) —

حسن رضي الله کہتے هیں کہ اگر روایت بالمعني کي اجازت نہوتي تو هم حدیث نہ بیان کرسکتے — اور ثوري کہتے هیں کہ اگر هم حدیث اسیطرح تم سے بیان کرنا چاهیں جس طرح سني هی تو ایک حرف بھي نہیں بیان کرسکتے *

قال الحسن لولا المعني ما حدثنا و قال الثوري لواردنا ان نحدثکم بالحدیث کما سمعناه ما حدثنا کم بحرف واحد

(فتح المغیث ص ۲۷۷) —

بالآخر حدیثوں کا بعض شرطوں سے بالمعني روایت کرنا محدثین کے نزدیک جایز قرار پایا — چنانچہ امام سخاوي فتح المغیث میں لکھتے هیں کہ اس باب میں سب کا

لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ

وليرو بالالفاظ اللتي سمع بها مقتصرا عليها بدون تقديم ولا تاخير ولا زيادة ولانقص لحرف فاكثر ولا ابدال حرف او اكثر بغيرة ولا مشدد بمثقل او عكسة من لايعلم مدلولها اي الالفاظ في اللسان و مقاصدها وما يحل معناها والمحتمل من غيرة والمرادف منها وذلك على وجه الوجوب بلا خلاف بين العلماء —
(فتح المغيث صفحه ۲۷۵)

اتفاق هى كه جو شخص عربي زبان كے الفاظ كے مدلول اور أن كے مقاصد اور معني كے متغير هونے اور محتمل اور غير محتمل معني اور مرادف كو نهيں جانتا أس كے ليئے ضرور هى كه أنهي الفاظ سے روايت كرے جو أس نے سنے هيں بغير تقديم و تاخير كے اور بغير ايك حرف كي بهي زيادتي يا كمي كے — اور بغير ايك حرف كے بهي بدلنے كے اور مشدد كي جگهه ثقيل اور ثقيل كي جگهه مشدد لانے كے *

اور كچهه لوگ ان لوگوں كے سوا هيں جو ان سب باتوں كو جانتے هيں أنكے روايت بالمعني

واما غيرة ممن يعلم ذلك و يحققه فاختلف فيه السلف واصحاب الحديث و ارباب الفقه والاصول فالمعظم منها اجازله الرواية بالمعني اذا كان قاطعا بانه ادي معني اللفظ الذي بلغه سواء في ذلك المرفوع او غيرة كان موجبه العلم اوالعمل وقع من الصحابي أوالتابعي او غيرهما حفظ اللفظ ام لا صدر في الافتاء والمناظرة اوالرواية اتى بلفظ مرادف له املا كان معناه غامضا او ظاهرا حيث لم يحتمل اللفظ غير ذلك المعني و غلب على ظنه ارادة الشارع بهذا اللفظ ماهو موضوع له دون التجوز فيه والاستعارة —
(فتح المغيث صفحه ۲۷۵) —

كرنے ميں اهل حديث — اهل فقه اور اهل أصول ميں اختلاف هى — بهت سے لوگوں نے أن كو بالمعني روايت كرنے كي اجازت دي هى — اگر روايت كرنے والا قطعا سمجهتا هو كه جو لفظ أس نے سنا أس كے معني پورے پورے ادا كرديئے هيں اور روايت مرفوع هو يا غير مرفوع علم پر دلالت كرتي هو يا عمل پر صحابي سے هو يا تابعي سے يا أن كے سوا كسي اور سے منقول هو — راوي نے الفاظ ياد ركهے هوں يا نهيں افتا اور مناظرة ميں هو يا روايت ميں اس كا مرادف لفظ بيان كيا هو يا نهيں اس كے معني مبهم هوں يا ايسے ظاهر كه اس لفظ سے دوسرے معني كا احتمال نه نكلے — اور اس لفظ سے جو كچهه شارع نے مراد لي هى — راوي كا ظن غالب بهي اسي طرف گيا هو — اور اس معني مراد ليئے ميں نه مجاز هو نه استعارة *

ان روايتوں سے بخوبي ظاهر هى كه ابتدا يعني صحابه و تابعين كے زمانه سے حديث

تاکہ تم تلاش کرو فضل (یعني روزي) اپنے پروردگار سے

کي روایت بالمعني کرنے کا دستور تھا اور جو حدیثیں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں لکھي ھیں سواے شاذ و نادر چھوٹي حدیثوں کے وہ سب بالمعني روایت کي گئي ھیں یعني آنحضرت نے جو بات جن لفظوں سے فرمائي تھي وہ لفظ بعینہ و بجنسہ نہیں ھیں بلکہ راویوں نے جو مطلب سمجھا اُس کو اُن لفظوں میں جن میں وہ بیان کرسکتے تھے بیان کیا — پھر اسي طرح دوسرے راوي نے پہلے راوي کے اور تیسرے راوي نے دوسرے راوي کے اور چوتھے راوي نے تیسرے راوي کے بیان کو اپنے لفظوں میں بیان کیا اور علی ھذالقیاس پس حدیث کي کتابوں میں جو حدیثیں لکھي گئیں وہ اخیر راوي کے لفظ ھیں اور معلوم نہیں ھوتا کہ اس درمیان میں اصلي الفاظ سے کسقدر لفظ ادل بدل* اور اولٹ پلٹ ھوگئے اور کچھہ عجب نہیں کہ کسي نے حدیث کے اصل مطلب سمجھنے میں بھي غلطي کي ھو اور اصلي حدیث کا مطلب بھي بدل گیا ھو اور اس کے یعني غلط مطلب سمجھنے کي مثال میں متعدد حدیثیں بھي موجود ھیں — خود صحابہ نے حدیث سماع موتی اور حدیث تعذیب المیت ببکاء اھلہ کا مطلب غلط سمجھا تھا *

اسي باعث سے کہ حدیثوں کي روایت کے جو الفاظ ھیں وہ اخیر راویوں کے ھیں جبکہ اصلي زبان عرب میں کسیقدر تبدیلي ھوگئي تھي علماء علم ادب نے حدیثوں کو بلحاظ علم ادب کے قابل سند نہیں سمجھا — چنانچہ جلال الدین سیوطي نے اپني کتاب الاقتراح میں لکھا ھی پیغمبر خدا کي اُس کلام سے استدلال کیا جاتا ھی جس کي نسبت ثابت ھوچکا ھی کہ یہي الفاظ جو روایت کیئے گئے ھیں — آپ کي زبان مبارک سے نکلے ھیں — اور یہہ بہت ھي کم ھی — صرف چھوٹي چھوٹي حدیثوں میں ھی ورنہ اکثر حدیثیں بالمعني روایت ھوئي ھیں اور عجمیوں اور مولدین نے حدیثوں کو اُن کے جمع ھونے سے پہلے استعمال کیا ھی — پھر خود ان کي عبارت حدیثوں کے

و اما کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم فیستدل منہ بما ثبت انہ قالہ علی اللفظ المروي و ذلک نادر جدا انما یوجد فی الاحادیث القصار علی قلۃ ایضا فان غالب الاحادیث مروي بالمعني وقد تداولتھا الاعاجم والمولدون قبل تدوینھا فرووھا بما ادت الیہ عبارتھم فزادوا و نقصوا و قدموا و اخروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولھذا تری الحدیث الواحد فی القصۃ الواحدۃ مرویا علی اوجہ شتی بعبارات مختلفۃ و من ثم أنکر علي ابن مالک اثباتہ القواعد النحویۃ بالالفاظ الواردۃ فی الحدیث قال ابوحیان فی شرح التسھیل قد اکثر ھذا المصنف من الاستدلال بما وقع في الاحادیث علی اثبات القواعد

وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ

الكلية في لسان العرب و مارايت احدا
من المتقدمين والمتاخرين سلك هذه
الطريقة غيره على أن الواضعين الاولين
لعلم النحو المستقرئين للاحكام من لسان
العرب كابي عمرو بن العلا و عيسى بن عمر
والخليل وسيبويه من ائمة البصريين
والكسائي والفراء وعلي بن مبارك الاحمر و
هشام الضرير من ائمة الكوفيين لم يفعلوا
ذلک و تبعهم على هذا المسلک المتاخرون
من الفريقين و غيرهم عن نحاة الاقاليم
كنحاة بغداد و اهل الاندلس و قد جرى
الكلام في ذلک مع بعض المتاخرين الاذكياء
فقال انما ترک العلماء ذلک لعدم وثوقهم
أن ذلک لفظ الرسول صلى الله عليه وسلم
اذ لو وثقوا بذلک لجرى مجرى القرآن في
اثبات القواعد الكلية و انما كان ذلک لامرين
احدهما ان الرواة جوزوا النقل بالمعني
فتجد قصة واحدة قد جرت في زمانه صلى
الله عليه وسلم لم تنقل بتلک الالفاظ جميعا
نحو ماروي من قوله زوجتكها بما معک
من القرآن ملكتكها بما معک خذها بما
معک وغير ذلک من الالفاظ الواردة في
هذه القصة فنعلم يقينا انه صلى الله عليه
وسلم لم يلفظ بجميع هذه الالفاظ بل لانجزم
بانه قال بعضها اذ يحتمل انه قال لفظا
مرادفا لهذه الالفاظ غيرها فاتت الرواة
بالمرادف ولم تات بلفظه اذ المعني هو
المطلوب ولا سيما مع تقادم السماع و عدم
ضبطه بالكتابة والاتكال على الحفظ فالضابط
منهم من ضبط المعني واما ضبط اللفظ
فبعيد جدا لاسيما في الاحاديث الطوال

مطالب کو جہاں کھینچکر لے گئي وهاں
پہونچا دیا — بڑھایا — گھٹایا — تقدیم و
تاخیر کي اور الفاظ بدل دیئے — اسي لیئے
ایک حدیث ایک هي مضمون کي مختلف
طور پر جدا جدا عبارتوں میں بیان هوئي
هی — اور اسي لیئے ابن مالک پر اعتراض کیا
گیا هی که اُس نے الفاظ حدیث سے قواعد
نحویه کو ثابت کیا هی — ابوحیان شرح
تسہیل میں لکھتا هی که اس مصنف نے
عربي زبان کے قواعد کلیه کو اکثر الفاظ حدیث
سے ثابت کیا هی اور اس کے سوا متقدمین
اور متاخرین میں سے کوئي اس طریقه پر
نہیں چلا — علم نحو کے اول بانیوں اور زبان
عربي کے قواعد کے محققوں جیسے ابو عمر
ابن علا — عیسی بن عمر اور سیبویه نے بصري
نحویوں میں سے اور کسائي — فرا — علي
بن مبارک احمر اور هشام الضریر نے کوفي
نحویوں میں سے کسي نے ایسا نہیں کیا — اور
دونوں قسم کے نحوي متاخرین میں سے اور بغداد
اور اندلس وغیرہ مختلف ملکوں کے نحوي
بھي اسي طریق پر چلے هیں — متاخرین میں سے
ایک عالم کے سامنے اسکا تذکرہ آیا تو اُس نے
کہا که علما نے اس طریقه کو اس لیئے ترک
کیا هی که اُن کو هرگز اعتماد نہیں هی که یہه
الفاظ بعینه پیغمبر خدا کے هیں — اگر وہ اعتماد
کرتے تو قواعد کلیه کے ثبوت میں حدیث بھي

اور تاکہ تم جانو برسوں کي گنتي کو اور حساب کو

و قد قال سفيان الثوري ان قلت لكم اني
احدثكم كما سمعت فلا تصدقوني انما هو
المعنى و من نظر في الحديث ادنى نظر
علم علم اليقين انهم انما يروون بالمعنى......
و قال ابوحيان انما امعنت الكلام في
هذه المسألة لئلا يقول المبتدي ما بال
النحويين يستدلون بقول العرب و فيهم
المسلم والكافر و لا يستدلون بما روي في
الحديث بنقل العدول كالبخاري و مسلم
و اضرابهما فمن طالع ما ذكرناه ادرك
السبب الذي لاجله لم يستدل النحاة
بالحديث انتهى كلام ابن حيان بلفظه ...
و قال ابوالحسن ابن الصائغ في شرح الجمل
تجويز الرواية بالمعنى هو السبب عندي في
ترك الائمة كسيبويه وغيره الاستشهاد على
اثبات اللغة بالحديث و اعتمدوا في ذلك
على القرآن و صريح النقل عن العرب و لولا
تصريح العلماء بجواز النقل بالمعنى في
الحديث لكان الاولى في اثبات فصيح اللغة
كلام النبي صلى الله عليه وسلم لانه افصح العرب
(الاقتراح للسيوطي ص ١٩ و ٢٠ و ٢١) —
و هكذا في خزانة الادب للعلامة عبدالقادر
البغدادي ناقلا عن السيوطي و مصححاله —

بمنزلہ قرآن کے ہوتي — اور يہہ دو باعث سے
ہوا ايک تو يہہ کہ راويوں نے روايت بالمعني
کو جايز سمجھا اور تم ديکھوگے کہ ايک واقعہ
جو پيغمبر خدا کے زمانہ ميں ہوا تھا - انھي
تمام الفاظ ميں منقول نہيں ہوا ہی - جيسے
ايک قصہ ميں کہيں تو " زوجتکہا بما معک "
اور کہيں " ملکتکہا بما معک " اور کہيں
" خذہا بما معک " الفاظ بيان ہوئے ہيں -
اور ہم يقينا جانتے ہيں کہ پيغمبر خدا نے
يہہ تمام الفاظ نہيں کہے بلکہ ہميں اس کا
بھي يقين نہيں ہی کہ ان ميں سے کوئي
لفظ کہا ہی — کيونکہ ممکن ہی کہ پيغمبر
خدا نے ان الفاظ کا کوئي اور مرادف لفظ
فرمايا ہو - پھر راويوں نے وہ لفظ نہ بيان کيا
ہو اور اس کا مرادف لفظ کہديا ہو اس ليئے
کہ مطلب تو معني سے ہی - اور خاصکر جب
بار بار سنا گيا اور لکھا نہ گيا اور حافظہ پر
بھروسا کيا گيا — پس ضابط وہي ہی جس
نے مضمون ياد رکھا اور لفظ ياد رکھنا تو مشکل
ہی خاصکر لنبي حديثوں ميں - اور سفيان
ثوري نے کہا ہی کہ اگر ميں تم سے کہوں کہ ميں نے جس طرح يہہ حديث سني ہی اسي
طرح تم سے بيان کرتا ہوں تو ہرگز يقين نکرنا بلکہ وہ صرف حديث کا مضمون ہی - اور
جو شخص ذرا بھي حديث پر غور کريگا اس کو يقين ہوجائيگا کہ سب بالمعني روايت
کرتے ہيں — ابو حيان کہتے ہيں کہ ميں نے اس مسئلہ ميں زيادہ گفتگو اس ليئے کي کہ
مبتدي يہہ نہ کہدے کہ نحوي عرب کے قول سے جن ميں مسلم اور کافر دونوں ہيں استدلال
کرتے ہيں - اور الفاظ حديث سے جو بخاري اور مسلم وغيرہ ثقہ اور معتمد لوگوں سے روايت

وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۳﴾

ہوئی ہیں — استدلال نہیں کرتے — پس جو شخص ہمارے پچھلے بیان کو غور سے پڑھیگا اُسے معلوم ہوجائیگا کہ نحویوں نے حدیث سے کیوں استدلال نہیں کیا .... اور ابوالحسن ابن صائغ شرح جمل میں کہتے ہیں کہ روایت بالمعنی کا جائز رکھنا ہی میرے نزدیک اسبات کا سبب ہی کہ سیبویہ جیسے نحویوں نے زبان کے کلیہ قواعد ثابت کرنے میں حدیث سے سند نہیں لی — اور اسباب میں قرآن اور عرب کے کلام پر اعتماد کیا ہی — اور اگر علما حدیث میں روایت بالمعنی کو جائز نہ رکھتے تو پیغمبر خدا کا کلام زبان فصیح کے ثابت کرنے میں زیادہ قابل اعتماد تھا کیونکہ پیغمبر خدا تمام عرب سے زیادہ فصیح تھے —

علامہ عبدالقادر بغدادی نے خزانۃالادب میں سیوطی کے قول کو نقل کرکے اسکی تصدیق کی ہی *

علماء علم حدیث نے جسقدر حدیثوں پر کوشش کی " شکر اللہ سعیہم " اُنکی کوشش صرف راویوں کی ثقہ اور معتمد ہونیکے دریافت کرنے میں ہوئی — مگر ہمکو نہیں معلوم ہوتا کہ جو حدیثیں معتبر سمجھی گئی ہیں اُنکے مضمون کی صحت اور عدم صحت دریافت کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا تھا — حدیثوں کی تقسیم موضوع متصل — مسند وغیرہ پر کی گئی ہی — مگر وہ تقسیم بھی بلحاظ اسناد راویوں کے ہی — نہ بلحاظ درایت یعنی بلحاظ صحت یا عدم صحت یا مشتبہ ہونے مضمون حدیث کے *

ہاں بلا شبہہ موضوع حدیثوں کے پہچاننے کے لیئے محدثین نے چند قواعد بتائے ہیں جنکے مطابق مضمون حدیث پر لحاظ کرکے اُس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہیں — ہم یہہ نہیں کہتے کہ صحاح سبعہ یا حدیث کی اور معتبر کتابوں میں کوئی موضوع حدیث ہی — مگر جبکہ یہہ بات تسلیم کی گئی ہی کہ روایت حدیثوں کی باللفظ نہیں ہی بلکہ بالمعنی ہی اور الفاظ حدیث کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں تو کوئی وجہہ نہیں کہ اُن حدیثوں کے مضامین کی صحت نہ جانچی جاوے — تاکہ ظاہر ہو کہ جو مضمون اُس حدیث میں بیان ہوا ہی اُس کے بیان کرنے میں راوی سے تو کوئی غلطی نہیں ہوئی — اور ہمارے نزدیک یہہ بات کہنی کافی نہیں ہی کہ جب وہ حدیثیں معتبر کتابوں میں لکھی گئی ہیں تو یہہ تصور کرلینا چاہیئے کہ اُنکے مضمونوں کی صحت بھی جانچ لی گئی ہی — خصوصا اس صورت میں کہ خود

اور هر چيز هم نے اُس کو مفصل بيان کيا هے تفصيل کرکے [۱۲]

علماء اسلام اُن حديثوں ميں سے جو حديث کي معتبر کتابوں ميں لکھي گئي هيں متعدد حديثوں کو صحيح نهيں قرار ديتے *

تمام علما اس بات پر متفق هيں که اگر کسي حديث ميں مندرجه ذيل نقصوں ميں سے کوئي نقص پايا جاوے تو وہ حديث معتبر نهيں هے بلکه موضوع هے — چنانچه شاہ عبدالعزيز صاحب عجاله نافعه ميں لکهتے هيں که " علامات وضع حديث و کذب راوي چند چيزاست *

اول آنکه خلاف تاريخ مشهور روايت کند *

دوم آنکه راوي رافضي باشد و حديث در طعن صحابه روايت کند و يا ناصبي باشد و حديث در مطاعن اهلبيت باشد و علی هذالقياس *

سوم آنکه چيزے روايت کند که بر جميع مکلفين معرفت آن و عمل برآن فرض باشد واو منفرد بود بروايت *

چهارم آنکه وقت و حال قرينه باشد برکذب او *

پنجم آنکه مخالف مقتضاے عقل و شرع باشد و قواعد شرعيه آنرا تکذيب نمايند *

ششم آنکه در حديث قصه باشد از امر حسي واقعي که اگر بالحقيقت متحقق ميشد هزاراں کس آنرا نقل مي کردند *

هفتم رکاکت لفظ و معني — مثلا لفظي روايت کند که بر قواعد عربيه درست نشود يا معني که مناسب شان نبوت و وقار نباشد *

هشتم افراط در وعيد شديد بر گناہ صغيرہ يا افراط در وعدہ عظيم برفعل قليل *

نهم آنکه بر عمل قليل ثواب حج و عمرہ ذکر نمايد *

دهم آنکه کسی را از عاملان خير ثواب انبيا موعود کند *

يازدهم خود اقرار کردہ باشد بوضع احاديث *

امام سخاوي نے فتح المغيث ميں ابن جوزي سے حديث کے موضوع هونے کي يه نشانياں لکهي هيں *

اول — جو حديث که عقل اُس کے مخالف هو اور اُصول کے متناقض هو *

دوم — ايسي حديث که حس اور مشاهدہ اُس کو غلط قرار ديتا هو *

سوم — وہ حديث جو که مخالف هو قرآن مجيد يا حديث متواتر يا اجماع قطعي کے *

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ

چہارم — جس میں تھوڑے کام پر وعید شدید یا اجر عظیم کا وعدہ ہو *

پنجم — رکت معنی اُس روایت کی جو بیان کی گئی *

ششم — رکت یعنی سخافت راوی کی *

ہفتم — منفرد ہونا راوی کا *

ہشتم — منفرد ہونا ایسی روایت میں جو تمام مکلفین سے متعلق ہو *

نہم — یا ایسی بڑی بات ہو جس کے نقل کرنے کی بہت سی ضرورتیں ہوں *

دہم — جس کے جھوٹ ہونے پر ایک گروہ کثیر متفق ہو *

یہہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا یہہ خلاصہ ہی اُس کا جو ابن جوزی نے بیان کیا ہی — لیکن ہم اس مقام پر ابن جوزی کی عبارت بعینہ جو فتح المغیث میں نقل کی گئی ہی نقل کرتے ہیں *

ابن جوزی نے کہا ہی کہ جو حدیث عقل کے مخالف ہی یا اُصول کے برخلاف ہی

قال ابن الجوزي و كل حديث رايته يخالفه العقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع فلا يتكلف اعتباره اي لا تعتبر رواته ولا تنظر في جرحهم — او يكون مما يدفعه الحس والمشاهدة — او مباينا لنص الكتاب أو السنة المتواترة او الاجماع القطعي حيث لايقبل شيء من ذلك التاويل — او يتضمن الافراط بالوعيد الشديد على الامر اليسير او بالوعد العظيم على الفعل اليسير و هذا الاخير كثير موجود في حديث القصاص والطرقية — و من ركة المعني لاتاكلوا القرعة حتى تذبحوا و لذا جعل بعضهم ذلك دليلا على كذب راويه و كل هذا من القرائن في المروي — و قد تكون في الراوي كقصة غياث مع المهدي و حكاية سعد بن طريف الماضي ذكرهما و اختلاق المامون بن احمد الهروي حين قيل له الاترى الشافعي ومن تبعه بخراسان ذلك الكلام القبيح حكاه

اس کو موضوع جانو اُس کے راویوں کی جرح و تعدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہی — یا حدیث میں ایسا بیان ہو جو حس و مشاہدہ کے برخلاف ہی — یا قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے برخلاف ہی — جن میں سے ایک کی بھی تاویل نہیں ہوسکتی — یا تھوڑے سے کام پر بہت سے عذاب یا ثواب کا ذکر ہو — اور یہہ اخیر مضمون قصہ گویوں اور بازاریوں کی حدیثوں میں بہت کثرت سے پایا جاتا ہی — یا معنی رکیک و سخیف ہوں جیسے اس حدیث میں کہ کدو کو بغیر ذبح کیئے نہ کھاؤ — اسی لیئے اس رکت معنی کو بعض نے راوی کے کذب پر دلیل گردانا ہی — اور یہہ سب قرینے تو روایت میں ہوتے ہیں اور کبھی راوی میں ایسا قرینہ

اور هر انسان کے ساتهه لتکادیا هی هم نے أسکي شامت اعمال کو أسکي گردن میں

الحاکم في المدخل قال بعض المتاخرين وقدرايت رجلا قام يوم جمعة قبل الصلوة فابتدأ ليورده فسقط من قامته مغشيا عليه — او انفراده عمن لم يدركه بمالم يوجد عند غيرهما او انفراده بشيء مع كونه فيما يلزم المكلفين علمه وقطع العذر فيه كما قرره الخطيب في اول الكفاية — او بامر جسيم يتوفر الدواعي على نقله كحصر العدو الحاج عن البيت او بما صرح بتكذيبه فيه جمع كثير يمتنع في العادة تواطئهم على الكذب و تقليد بعضهم بعضا — (فتح المغيث صفحه ۱۱۴) —

هوتا هی جیسے غیاث کا قصه مهدي کے ساتهه اور سعد بن طریف کي حکایت جن کا ذکر هوچکا هی اور ابن احمد هروي کا وه بیهوده کلام (نسبت امام شافعي کے) گهڑلینا جب أس سے کہا گیا که کیا تو شافعي کو نهیں دیکهتا اور أن کو جو أس کے تابع هیں خراسان میں — حاکم نے اسکو مدخل میں بیان کیا هی — اور متاخرین میں سے ایک نے کہا هی که میں نے ایک مرد کو دیکها که جمعه کے دن نماز سے پہلے کهڑا هوا اور چاها که أسکو بیان کرے پهر بیهوش هوکر گر پڑا — یا راوي کا منفرد هونا ایسي حدیث میں جو اوروں کے پاس نهیں هی — أن لوگوں سے جنهوں نے أس حدیث کو نهیں سنا — یا اس کا منفرد هونا ایسي حدیث میں جس کے مضمون کا جاننا تمام مکلفین کو نهایت ضروري هی — یا ایسے عظیم الشان واقعه کا بیان جس کے نقل کرنے کي بہت سے لوگوں کو ضرورت هی — جیسے کعبه سے حاجیوں کے ایک گروه کا روکا جانا یا ایسا بیان جس کو اتني بڑي جماعت نے جهٹلا دیا هی جن کا جهوٹ پر اتفاق کرنا اور ایک دوسرے کي تقلید کرنا عادة ناممکن هی *

اور جو قبیح الفاظ حضرت امام شافعي کي نسبت کہے گئے تهے وه یهه هیں — که

و قيل لمامون بن احمد الهروي الا ترى الى الشافعي و من تبعه بخراسان فقال حدثنا احمد بن عبدالبر حدثنا عبدالله بن معدان الازدي عن انس مرفوعاً يكون في أمتي رجل يقال له محمد بن ادريس اضر على أمتي من ابليس — (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) —

مامون بن احمد هروي سے کہا گیا که کیا تونے شافعي کو نهیں دیکها اور أنکو جو خراسان میں أس کے تابع هیں تو أس نے کہا هم سے احمد بن عبدالبر نے اور أس سے عبدالله بن معدان ازدي نے انس سے مرفوعاً حدیث بیان کي هی که میري أمت میں ایک شخص هوگا جس کو محمد بن ادریس (امام شافعي) کہینگے — وه میري أمت کو شیطان سے زیاده نقصان پهنچائیگا *

وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور تدريب الراوي ميں لکھا هی که موضوع هونے کے اُن قرينوں ميں سے جو خود روايت کے ديکھنے سے معلوم هوتے هيں — وہ قول هی جو خطيب سے منقول هی اور اُسنے ابوبکر بن الطيب سے نقل کيا هی — که موضوع هونيکے تمام دلايل ميں سے ايک يهه هی که حديث اس طرح عقل کے مخالف هو که اسکي تاويل نه هو سکتي هو اور اسي ذيل ميں وہ حديث هی جس کا مضمون حس و مشاهده کے برخلاف هو — يا کتاب الله يا حديث متواتر يا اجماع قطعي کے خلاف هو *

ومما يدخل في قرينة حال المروي ما نقل عن الخطيب عن ابي بکر بن الطيب ان من جملة دلايل الوضع ان يکون مخالفا للعقل بحيث لايقبل التاويل و يلتحق به مايدفعه الحس والمشاهدة اويکون منافيا لدلالة الکتاب القطعية او السنة المتواترة او الاجماع القطعي (تدريب الراوي صفحه ۹۹) -

اور اسي کتاب ميں درباب مخالفت عقل و نقل يهه لکھا هی که اُن حديثوں ميں سے جو عقل کے مخالف هيں - ايک وہ هی جو ابن جوزي نے عبدالرحمن سے اور اُس نے اپنے باپ زيد سے اور اُس نے اپنے باپ سالم سے مرفوعاً بيان کي هی که نوح کي کشتي نے کعبه کے گرد سات دفعه طواف کيا اور مقام ابراهيم کے نزديک دو رکعت نماز پڑهي *

و من المخالف للعقل ما رواه ابن الجوزي من طريق عبدالرحمن بن زيد بن سالم عن ابيه عن جده مرفوعاً ان سفينة نوح طافت بالبيت سبعا وصلت عند المقام رکعتين - (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) —

اور اسي کتاب ميں لکھا هی که ابن جوزي کهتے هيں کسي نے کيا اچها کها هی که جب تو حديث کو عقل يا نقل يا اصول کے خلاف پائے - سمجهه لے که وہ موضوع هی- اور اصول سے مخالف هونے کے معني يهه هيں که وہ حديث دواوين اسلام سے يعني مسانيد اور حديث کي مشهور کتابوں سے خارج هو *

وقال ابن الجوزي ما احسن قول القايل اذا رايت الحديث يباين المعقول او يخالف المنقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع و معني مناقضة للاصول ان يکون خارجاً عن دواوين الاسلام من المسانيد والکتب المشهورة (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) -

ابن جوزي نے جو مناقضة للاصول کے معني ميں يهه لکھا هی که وہ حديث دواوين اسلام يعني کتب حديث اور کتب مشهورہ ميں نهو اس قيد کو هم صحيح نهيں قرار ديتے - کيونکه يهه بات مسلم هی! که صحابه کرام رضي الله تعالی عنهم اجمعين يا اُن کے بعد جو حديث کے راوي هيں معصوم نه تهے اور يهه بهي تسليم هی که احاديث کي

اور هم نکالینگے اُس کے لیئے قیامت کے دن ایک کتاب پاویگا اُس کو کہلا هوا ۱۳

روایت بالمعنی هی بلفظه نهیں هی — پس اگر اُن حدیثوں میں جو حدیث کی مروجه کتابوں میں مندرج هیں منجمله مذکورہ بالا نقصوں کے کوئی نقص پایا جاوے تو کیا وجهه هی که هم اُس حدیث کی نسبت یهه نه خیال کریں که راوی سے بیان کرنے میں یا مضمون کے سمجهنے میں کچهه غلطی هوئی هی اور اس بات کو فرض کرلینا که جب وه حدیث کتب حدیث میں مندرج هوگئی هی تو اُس میں کچهه غلطی نهیں هی همارے نزدیک صحیح نهیں هی — اور راویوں کو معصومیت کا درجه دینا هی *

نقل اور عقل میں مخالفت

جبکه نقل اور عقل میں مخالفت هو تو ابن تیمیه کی یهه راے هی که نقل کو عقل پر مقدم کیا جاوے — کیونکه وه دلیل عقلی کا نقل کے خلاف هونا محال سمجهتا هی اور ابن رشد کا یهه خیال هی که اگر نقل پر بخوبی غور کی جاوے اور اُس کے ما سبق اور مالحق پر لحاظ کیا جاوے تو خود نقل سے ظاهر هوگا که وه ماؤل هی اور اُس کے بعد عقل اور نقل میں مخالفت نهیں رهیگی اور وه اقوال یهه هیں *

قول ابن تیمیه

فلو قال قایل اذا قام الدلیل العقلي القطعي علی مناقضة هذا (السمعي) فلا بد من تقدیم احد هما فلو قدم هذا السمعي قدح في اصله وان قدم العقلي لزم تکذیب الرسول فیما علم بالاضطرار انه جاء به و هذا هوالکفر الصریح فلابد لهم من جواب عن هذا والجواب عنه انه یمتنع ان یقوم عقلي قطعي ینافض هذا فتبین ان کلما قام علیه دلیل قطعي سمعي یمتنع ان یعارضه قطعي عقلي — (کتاب العقل و النقل لابن تیمیه صفحه ۱۹) نسخه قلمي —

پس اگر کوئی کہے که جب یقیني دلیل عقلي سمعي دلیل کے خلاف هو تو دونوں میں سے ایک کو مقدم کرنا ناگزیر هوگا پس اگر سمعي دلیل مقدم کی جاوے تو اصل کے خلاف هوگا اور عقلي دلیل مقدم کی جاوے تو رسول کو جهٹلانا لازم آویگا ایسي بات میں جس کی نسبت اضطراري علم هی که رسول نے فرمایا هی اور یهه کهلا هوا کفر هی پس اسبات کا اُن کو جواب دینا چاهیئے اور جواب یهه هی که یهه بات نا ممکن هی که کوئی یقیني عقلي دلیل سمعي دلیل کے خلاف هو پس ظاهر هوگیا که جس بات پر یقیني سمعي دلیل قایم هو محال هی که یقیني عقلي دلیل اُس کے خلاف هو *

اِقْرَأْ كِتٰبَكَ

قول ابن رشد

اور همکو پورا یقین هی که جس بات پر دلیل هو اور ظاهر شرع اُس کے خلاف هو تو وه ظاهر عربی کے قانون تاویل کے موافق قابل تاویل هوگا اور یهه قضیه هی جس میں کسي مسلم اور مومن کو شک نهیں هوسکتا اور اُس شخص کو اُس قضیه کا یقین کتنا بڑه جاتا هی جس نے اُس کي مشق اور تجربه کیا هو اور معقول اور منقول میں جمع کرنا چاها هو — بلکه هم تو کهتے هیں که جب کوئي ظاهر شرع اُس بات کے خلاف هو جس پر دلیل قایم هو چکي هی تو ایسا نهیں هی که جب شرع کا لحاظ کیا جاوے اور اُس کے تمام حصوں میں تلاش هو تو شرع کے لفظوں میں ایسا ظاهر نه ملے که اُس تاویل کے موافق هو جو ظاهر شرع کي تاویل کي هی اگر بعینه ایسا نه هوگا تو اُس کے قریب هوگا *

ونحن نقطع قطعا ان كل ما ادى اليه البرهان وخالفه ظاهر الشرع ان ذلك الظاهر يقبل التاويل على قانون التاويل العربي و هذه القضية لايشك فيها مسلم ولا يرتاب بها مومن وما اعظم ازدياد اليقين بها عند من زاول هذا المعني و جربه و قصد هذا المقصد من الجمع بين المعقول والمنقول بل نقول انه ما من منطوق به في الشرع مخالف بظاهره لما ادى اليه البرهان الا اذا اعتبر الشرع و تصفحت سائر اجزايه و وجد في الفاظ الشرع ما يشهد بظاهره لذلك التاويل او يقارب ان يشهد — (كتاب فصل المقال و تقرير ما بين الشريعة والحكمة من الاتصال لابن رشد) —

اور شریف مرتضی علم الهدی کا جو شیعوں کا ایک بهت بڑا عالم هی اس باب میں یهه قول هی که اعتقادات میں بس اُنهي باتوں پر اعتماد کرنا چاهیئے جو دلیلوں سے اثباتا یا نفیا ثابت هوں پس جب دلیلیں کسي بات پر دلالت کریں پس واجب هی که جو خبریں ظاهر میں اُس بات کے خلاف هوں اُن خبروں کو هم اُس بات کي طرف کهینچ لاویں اور اُس سے مطابق کردیں اور اُن خبروں کے ظاهر کو چهوڑ دیں اور مطلق هو تو شرط لگادیں اور عام هوں تو خاص کردیں اور مجمل هوں تو تفصیل کردیں اور جس راه سے هو اُن

اعلم ان المعول فيما يعتقد على ماتدل الادلة عليه من نفي واثبات فاذا دلت الادلة على امر من الامور وجب ان نبني كل وارد من الاخبار اذا كان ظاهره بخلافه عليه و نسوقه اليه و نطابق بينه و بينه و نخلي ظاهرا ان كان له و نشرط ان كان مطلقا و نخصه ان كان عاما و نفصله ان كان مجملا و نوفق بينه و بين الادلة من كل طريق اقتضى الموافقة وآل الى المطابقة و اذا كنا نفعل ذلك ولا

فحتشمه في ظواهر القرآن المقطوع على صحته المعلوم وروده فكيف نتوقف عن ذلك في اخبار آحاد لاتوجب علما ولا تثمر يقينا فمتي وردت عليک اخبار فاعرضها على هذه الجملة و ابنها عليها وافعل فيها ما حكمت به الادلة واوجبت الحجج العقلية و ان تعذر فيها بناء وتاويل و تخريج و تنزيل فليس غير الاطراح لها و ترک التصريح عليها و لو اقتصرنا على هذه الجملة لاكتفينا فيمن يتدبر و يتفكر —

(درر غرر شريف مرتضى علم الهدى)

خبروں میں اور دلیلوں میں مطابقت کردیں *

اور جب هم قرآن کے ظواهر کي نسبت جن کي صحت يقيني هی اور جن کا نازل هونا قطعي هی ایسا کرتے هیں تو اخبار احاد کي بابت جو علم اور یقین کا موجب نهیں هوتیں ایسا کرنے میں کیوں رکینگے پس جب تجهه پر خبریں وارد هوں تو اُن کو دلیلوں سے مقابله کر اور جو مقتضا دلیلوں کا هو اُن خبروں کي نسبت وهي برتاؤ کر اور اگر اُن کي تاویل اور نکالنا اور اُتارنا نه هوسکے تو سواے گرا دینے خبروں اور اُن کي تصریح چهوڑ دینے کے کیا چاره هی اور اگر هم ان باتوں پر اقتصار کریں تو اُن لوگوں کے لیئے جو تامل اور اور فکر کرتے هیں کافي هوگا *

اس بیان سے دو باتیں ظاهر هوتي هیں اول یهه که الفاظ احادیث کے اور خصوصا احادیث طوال کے جیسیکه معراج کي حدیثیں هیں راویوں کے الفاظ هیں اور وه لفظ بعینه نهیں هیں جو رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمائے تھے *

دوم یهه که جب نقل صحیح اور عقل قطعي میں مخالفت هو (ابن تیمیه کے نزدیک تو مخالفت هو هي نهیں سکتي اور ابن رشد کے نزدیک نقل پر غور کرنے سے ضرور ایسي بات نکلیگي جس سے مخالفت دور هو جاویگي) اور نه ابن تیمیه کے یقین کے مطابق اور نه ابن رشد کے قول کے موافق اُن میں تطبیق هو سکے تو اگر اس کے راوي نامعتمد هیں تو وه حدیث موضوع سمجهي جاویگي اور اگرمعتمد هیں تو یقین اسبات کا هوگا که وه قول رسول خدا صلی الله علیه و سلم کا نهیں هی اور اُس کے بیان میں راویوں سے کچهه سهو و غلطي هوئي هی اور اگر وه قول پیغمبر مانا جاوے تو ضرور اُسکے معني اور مقصد سمجهنے میں کچهه غلطي هی *

مگر هم کو یهه بیان کرنا چاهیئے که کن امور کو هم عقل قطعي کے مخالف قرار دیتے هیں اُن میں سے ایک تو ممتنعات عقلي هیں اور دوسرے ممتنعات استقرائي جو کلیه کي حد تک پهونچ گئے هوں اور جو قانون فطرت سے موسوم هوتے هیں *

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (۱۵)

مثلاً جز کا کل کی برابر ہونا یا مساوی کے مساوی کا مساوی نہونا یا موجود بالذات غیر مخلوق کا کسیکو اپنے مثل پیدا کرنا ممتنعات عقلی سے ہیں *

استقراء جس میں تجربہ اور امور بھی داخل ہیں جو تحقیقات علمی سے ثابت ہوئے ہیں جب کلی ہونے کی حد تک پہونچ جاتا ہی اور جس سے قانون فطرت ثابت ہوتا ہی اُس کی مخالفت ہونا ممتنعات استقرائی سے ہی اور اُس کو بھی طرداً للباب ممتنعات عقلی سے تعبیر کیا جاتا ہی مثلاً انسان کا مستقیم القامت بادی البشرہ عریض الاظفار ہونا استقراء کلی سے ثابت ہوتا ہی *

اسی استقراء سے جو اُمور ثابت ہوئے ہیں وہی قانون فطرت کہلاتے ہیں اور اُن میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا اور جیسا کہ اُن میں تغیر و تبدیل ہونا ممتنعات عقلی سے ہی اسی طرح مذہب اسلام میں از روے نقل کے بھی اُن میں تغیر و تبدیل ہونا ممتنعات سے ہی قرآن مجید میں جا بجا فرمایا ہی " لا تبدیل لخلق اللہ و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا " پس قانون فطرت کے بر خلاف ہونا ممتنعات عقلی میں سے ہی *

اسی بنا پر حدیث صلواۃ سفینۃ نوح عند المقام اور حدیث ردالشمس ان کان مرادۃ حقیقتاً ردھا اور حدیث شق القمر تسلیم نہیں کی جاتی خواہ اُن کو موضوع کہا جاوے اگر اُن کے راوی کاذب البیان ہوں یا نا سمجھی اور غلط فہمی راویوں سے تعبیر کہا جاوے اگر اُن کے راوی عادل ہوں *

معراج کے متعلق جسقدر حدیثیں ہیں اُن میں آنحضرت صلعم کا بجسدہ جبرئیل کا ہاتھ پکڑ کر خواہ براق پر سوار ہوکر یا پرندہ جانور کے گھونسلے میں بیٹھ کر جو درخت میں لٹکا ہوا تھا بیت المقدس تک جانا اور وہاں سے بجسدہ آسمانوں پر تشریف لے جانا یا بذریعہ ایک سیڑھی کے جو آسمان تک لگی ہوئی تھی چڑھ جانا خلاف قانون فطرت ہی اور اس لیئے ممتنعات عقلی میں داخل ہی اگر ہم اُن کے راویوں کو ثقہ اور معتبر تصور کرلیں تو بھی یہہ قرار دیگا کہ اُن کو اصل مطلب کے سمجھنے اور بیان کرنے میں غلطی ہوئی مگر اُس واقعہ کی صحت تسلیم نہیں ہوسکنے کی اس لیئے کہ ایسا ہونا ممتنعات عقلی میں سے ہی — اور یہہ کہدینا کہ خدا میں سب قدرت ہی اُس نے ایسا ہی کردیا ہوگا جہال اور نا سمجھہ بلکہ مرفوع القلم لوگوں کا کام ہی نہ اُن کا جو دل سے اسلام پر یقین کرتے ہیں اور دوسروں کو اُس پر یقین دلانا اور اعلاے کلمۃ اللہ چاہتے ہیں *

کافي هے تو آپ آج کے دن اپنے پر حساب لينے والا (۱۵)

واقعات خلاف قانون فطرت کے وقوع کا ثبوت اگر گواهان رويت بهي گواهي ديں تو محالات سے هے اس ليئے کہ اُس وقت دو دليليں جو ايک هي حيثيت پر مبني هيں سامنے هوتي هيں ايک قانون فطرت جو هزاروں لاکهوں تجربوں سے جيلاً بعد جيل و زماناً بعد زمان ثابت هے — اور ايک گواهان رويت جن کا عادل هونا بهي تجربہ سے ثابت هوا هے پس اس کا تصفيہ کرنا هوتا هے کہ دونوں تجربوں ميں کونسا تجربہ ترجيح کے قابل هے قانون فطرت کو غلط سمجهنا يا راوي کي سمجهہ اور بيان ميں سهوو غلطي کا هونا — کوئي ذي عقل تو قانون فطرت پر راوي کے بيان کو ترجيح نهيں دے سکتا — قول پيغمبر بلا حجت قابل تسليم هے مگر کلام تو اسي ميں هے کہ قول پيغمبر هے يا نهيں *

اب هم غور کرتے هيں احاديث معراج پر جن ميں صاف پايا جاتا هے کہ وہ ايک واقعہ هے جو سوتے ميں آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے ديکها تها اور دلالت النص سے بهي پايا جاتا هے اور صحاح کي کسي حديث سے نهيں پايا جاتا کہ حالت بيداري ميں آپ نے ديکها اور بجسدہ آپ بيت المقدس اور آسمانوں پر تشريف لے گئے بلکہ برخلاف اس کے چند حديثوں ميں سونے کي حالت پائي جاتي هے تو همارا اور هر ذي عقل کا بلکہ هر مسلمان کا فرض هے کہ اُس کو ايک واقعہ خواب کا تسليم کرے اور ابن رشد کے قول کو صحيح سمجهے کہ اگر نقل ميں کوئي بات خلاف عقل معلوم هوتي هے تو خود نقل اور اُس کے ما سبق و مالحق پر غور کرنے سے وہ مخالفت دور هوجاتي هے نہ يہہ کہ تاويل بعيدہ اور رکيکہ اور دلايل فرضي دور ازکار سے اُسکو ايسا واقعہ بنا دے جو حقيقت کے بهي ايسا هي مخالف هو جيساکہ عقل کے اور مذهب اسلام کي بنياد مستحکم کو توڑ کر ريت پر بلکہ پاني پر اُس کي بنياد رکهے واللہ يهدي من يشاء الی صراط مستقيم *

شق صدر

منجملہ واقعات معراج کے شق صدر کا بهي واقعہ هے جس کو هم بالتخصيص بيان کرنا چاهتے هيں کيونکہ اُس کي نسبت ايسي بهي حديثيں هيں جن سے معلوم هوتا هے کہ علاوہ معراج کے اور دفعہ بهي شق صدر هوا تها *

بخاري ميں تين حديثيں ابوذر سے اور دو حديثيں مالک ابن صعصعہ سے اور ايک حديث مسلم ميں اور ايک نسائي ميں مالک ابن صعصعہ سے اور بخاري ميں ايک

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ

حديث انس ابن مالک سے اور مسلم میں دو حدیثیں انس ابن مالک سے مروي هیں جن میں شق صدر کا واقعہ معراج کے واقعات کے ساتھہ بیان هوا هی *

علاوہ اسکے اور روایتوں سے جن میں سے مسلم کي بھي ایک حدیث هی جو انس ابن مالک سے مروي هی معلوم هوتا هی کہ علاوہ معراج کے چار دفعہ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر هوا هی اور یہہ اختلاف روایات اس امر کا باعث هوا هی کہ اُن کي تطبیق کے خیال سے لوگوں نے متعدد دفعہ شق صدر کا هونا قرار دیا هی مگر یہہ محض غلطي هی ـــ ابن قیم نے معراج کي مختلف روایات کے سبب جن لوگوں نے تعدد معراج کو مانا هی اُن کي نسبت لکھا هی کہ مختلف روایات سے تعدد واقعہ کا ماننا بالکل خبط هی اور یہہ طریقہ ظاهري المذهب ضعیف راویوں کا هی جو سارے قصہ میں روایت کے ایک لفظ کو دوسري روایت کے مخالف پاکر ایک جدا واقعہ ٹھہراتے هیں اور جتني مختلف روایتیں ملتي جاتي هیں اُتنے هي جدا واقعات خیال کرتے هیں پس مناسب هی کہ اول هم اُن حدیثوں اور روایتوں کو اس مقام پر نقل کردیں *

و کل هذا خبط و هذه طریقة ضعفاء الظاهریة من ارباب النقل الذین اذا راوا فی القصة لفظة تخالف سیاق بعض الروایات جعلوه مرة اخری فکلما اختلف علیهم الروایات عددوا الوقایع (زاد المعاد ابن قیم صفحہ ۳۰۲)ـ

شق صدر عند حلیمة فی بني اللیث

انس بن مالک کہتے هیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے ساتھہ کھیل رهے تھے جبریل آئے اور آپ کو پکڑکر زمین پر پچھاڑا اور آپ کے دل کو چیرکر نکالا اور اُس میں سے ایک پھٹکي نکالي اور کہا یہہ تجھہ میں شیطان کا حصہ تھا پھر دل کو سونے کے لگن میں آب زمزم سے دھویا اور زخم اچھا کرکے وهیں رکھدیا جہاں تھا ـ لڑکے دوڑتے هوئے آپ کي ماں یعني دودہ پلائي کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے لوگ آنحضرت کي طرف دوڑے دیکھا کہ آپ کے

عن انس بن مالک رضي اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبریل وهو یلعب مع الغلمان فاخذه فصرعه فشق عن قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشیطان منک ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لامه ثم اعاده في مکانه و جاء الغلمان یسعون الی امه یعني ظئره فقالوا ان محمدا قد قتل فاستقبلوه وهو منتقع اللون قال انس فکنت اری اثر المخیط في صدره ـــ
(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۲)

جس شخص نے هدایت پائی پهر اسکے سوا کچهه نهیں که اُس نے هدایت پائی اپنے بهلے کے لیئے

چهرہ کا رنگ متغیر هی — انس کهتے هیں که میں حضرت کے سینه پر ٹانکوں کے نشان دیکهتا تها *

بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ نے حلیمه کے قصه میں ابن عباس کی یهه روایت بیان کی هی که خدا کی قسم همارے آنے کے دو تین مهینے بعد آنحضرت همارے گهر کے پیچهے جهاں همارے جانور چرتے تهے اپنے دودہ شریک بهائی کے ساتهه کهیل رهے تهے که آپ کا رضاعی بهائی دوڑتا آیا اور اُس نے کها که دو شخص سفید کپڑے پهنے هوئے آئے اور اُنهوں نے میرے قریشی بهائی کو زمین پر لٹاکر اُس کا پیٹ چیر ڈالا — میں اور اُس کا باپ دونوں اُن کے ڈهونڈنے کو دوڑے — هم دیکهتے هیں که وہ کهڑے هیں اور چهرے کا رنگ متغیر هی — باپ نے اُن کو گلے سے لگالیا اور پوچها بیٹا! تمهارا کیا حال هی — کها دو سفید پوش آدمی آئے اور اُنهوں نے مجهکو زمین پر لٹایا اور میرا پیٹ چیر ڈالا پهر پیٹ میں سے کوئی چیز نکال کر پهینک دی اور اس کو ویساهی کردیا جیسا تها *

و اخرج البیهقي و ابن عساکر وغیرهم عن ابن عباس (في قصة حليمة) فوالله انه لبعد مقدمنا بشهرين او ثلاثة مع اخيه من الرضاعة لفي بهم لنا خلف بيوتنا جاء اخوه يشتد فقال ذاک اخي القريشي قد جاءه رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاه و شقا بطنه فخرجت انا و ابوه نشتد نحوه فنجده قايما منتقعا لونه فاعتنقه ابوه و قال اي بني ماشانک قال قد جاء نی رجلان علیهما ثیاب بيض فاضجعاني فشقا بطني ثم استخرجا منه شيئا فطرحاه ثم رداه كما كان —
(مواهب لدنیه نسخه قلمي صفحه ۳۵) —

ابویعلي — ابو نعیم اور ابن عساکر نے شداد بن اوس کی حدیث میں جو بني عامر کے ایک شخص سے مروي هی بیان کیا هی که رسول خدا نے فرمایا جب میں قبیله بني لیث میں دودہ پیتا تها ایک دن لڑکوں کے ساتهه میدان میں کهیل رها تها که تین شخص آئے جن کے پاس سونے کا لگن برف سے بهرا هوا تها — اُنهوں نے لڑکوں کے درمیان سے مجهکو اُٹهالیا اور سب لڑکے بهاگ کر قبیله کی طرف چلے گئے — اُن شخصوں

وفي حديث شداد ابن اوس عن رجل من بني عامر عند ابي يعلي و ابي نعيم و ابن عساکر ان رسول الله صلی الله علیه و سلم قال کنت مسترضعا في بني ليث بن بكر فبينما انا ذات يوم في بطن واد مع اتراب من الصبيان اذا انا برهط ثلاثة معهم طست من ذهب مليء ثلجا فاخذوني من بين اصحابي و انطلق الصبيان هرابا مسرعين الى الحي فعمد احدهم فاضجعني

وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا

الى الأرض اضجاعا لطيفا ثم شق ما بين مفرق صدري الى منتهى عانتي و انا انظر اليه لم اجد لذلك مسا ثم اخرج احشاء بطني ثم غسلها بذلك الثلج فانعم غسلها ثم اعادها مكانها ثم قام الثاني فقال لصاحبه تنح ثم ادخل يده في جوفي فاخرج قلبي وانا انظر اليه فصدعه ثم اخرج منه مضغة سوداء فرمى بها ثم قال بيده يمنة و يسرة كانه يتناول شيئا فاذا بخاتم من نور يحار الناظر دونه فختم به قلبي فامتلاء نورا وذلك نور النبوة والحكمة ثم اعاده مكانه فوجدت برد ذلك الخاتم في قلبي دهرا ثم قال الثالث لصاحبه تنح فامر يده بين مفرق صدري الى منتهى عانتي - فالتأم ذلك الشق باذن الله تعالى ثم اخذ بيدي فانهضني من مكاني انهاضاً لطيفاً ثم قال الاول زنه بعشرة من اُمته فوزنوني بهم فرجحتهم ثم قال زنه بمائة من اُمته فرجحتهم فقال دعوه فلو وزنتموه بامته كلها لرجحهم ثم ضموني الى صدورهم وقبلوا راسي و ما بين عيني ثم قالوا يا حبيب لم ترع انك لو تدري ما يراد بك من الخير لقرت عيناك -

(مواهب لدنيه نسخه قلمي صفحه ۳۵ و ۳۶) —

میں سے ایک نے مجھکو آهسته زمین پر لٹا دیا — اور میرے پیٹ کو سینه کے سرے سے پیڑو تک چیر ڈالا — میں دیکهه رها تها اور مجھکو کوئي تکلیف معلوم نهیں هوتي تهي - پهر اُس نے میرے پیٹ کي آنتوں کو نکالکر برف میں اچهي طرح دهویا — اور اُن کو اسي جگهه رکهدیا - پهر دوسرا آدمي کهڑا هوا اور اُس نے اپنے ساتهي سے کها تو هٹ جا پهر اُس نے میرے پیٹ میں هاتهه ڈال کر میرا دل نکالا اور میں دیکهتا تها پهر اس کو چیر کر ایک کالي پهٹکي اس میں سے نکالکر پهینکدي — پهر اُس نے هاتهه سے دائیں بائیں اشارہ کیا گویا کسي چیز کو لینا چاهتا هی — پهر ایک نور کي مهر سے جس کو دیکهکر آنکهیں چندهیائیں میرے دل پر مهر کي اور اس کو نور سے بهردیا وہ نور نبوت اور حکمت کا تها پهر دل کو اُسي جگهه رکهدیا - اُس مهر کي ٹهنڈک ایک مدت تک میرے دل میں محسوس هوتي رهي پهر تیسرے شخص نے اپنے رفیق سے کها تو هٹ جا پهر اُس نے میرے سینه کے سرے سے پیڑو تک هاتهه پهیرا خدا کے حکم سے زخم بهر آیا — پهر آهسته هاتهه پکڑ کر مجهکو اُٹهایا - پہلے شخص نے کها که اس کي اُمت میں سے دس آدمیوں کے ساتهه اس کو تولو — اُنهوں نے مجهکو تولا میں وزن میں ان سے زیادہ نکلا پهر اس نے کها اب کے سو آدمیوں کے ساتهه تولو — میں وزن میں اُن سے بهي زیادہ نکلا - اس نے کها اُن کو چهوڑ دو اگر ساري اُمت کے ساتهه ان کو تولوگے تو پهر بهي یهه وزن میں زیادہ نکلینگے پهر اُنهوں نے مجهکو چهاتي

اور جو گمراہ ہوا اس کے سوا کچھہ نہیں کہ گمراہ ہوا اپنے نقصان کے لئے

سے لگایا اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیکر کہا اے عزیز اندیشہ نکرو اگر تمکو معلوم ہوتا کہ خدا تم سے کیا بھلائي کرني چاہتا ہی تو تم ضرور خوش ہوتے *

بیہقي میں ابن عباس کي روایت میں ہی کہ حلیمہ کہتي ہیں ناگاہ میرا بیٹا

في رواية ابن عباس عند البيهقي قالت حليمة اذ انا با بني ضمرة يعدو فزعا وجبينه يرشح با كيا يقادني يا ابت يا اماه الحقا محمداً فما تلحقاه الا ميتا اعاذه الله من ذاك اتاه رجل فاختطفه من او ساطنا و علابه ذروة الجبل حتى شق صدره الى عانته و فيه انه عليه السلام قال اتاني رهط ثلاثة بيد احدهم ابريق من فضة و في يد الثاني طست من زمردا خضر —

(مواهب لدنيه نسخه قلمي صفحه ۳۶)

ضمرہ دوڑتا ہوا خوف زدہ اور روتا ہوا آیا اس کے ماتھے سے پسینہ ٹپکتا تھا — اور پکارتا تھا اے باپ اے ماں جاؤ محمد سے ملو تم انکو مردہ پاؤگے — خدا اُنکو پناہ میں رکھے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور ہمارے درمیان سے اُن کو اُٹھاکر پہاڑ کي چوٹي پر لے گیا اور اُن کے سینہ کو پیڑو تک چیر ڈالا اور اسي روایت میں ہی کہ آنحضرت نے فرمایا تین شخص آئے ایک کے ہاتھہ میں چاندي کا لوٹا اور دوسرے کے ہاتھہ میں زمرد سبز کا لگن تھا *

شق صدرہ في غار حرا

روي ابو النعيم ان جبرئيل و ميكائيل شقا صدره و غسلاه ثم قال اقرا باسم ربك — و كذا روي شق صدره الشريف ههنا الطيالسي والحارث في مسند يهما —

(مواهب لدنيه نسخه قلمي صفحه ۴۹ و ۵۰) —

ابو النعیم نے بیان کیا ہی کہ جبرئیل اور میکائیل دونوں نے آنحضرت کے سینہ مبارک کو چیرا اور دھویا پھر کہا پڑہ خدا کے نام سے — اور ایسا ہي طیالسي اور حارث نے اپني مسندوں میں (غار حرا میں آنحضرت کے شق صدر کا) ذکر کیا ہی *

شق صدرہ و هوابن عشر

وروي شق ايضا وهو ابن عشر و نحوها مع قصة له مع عبد المطلب ابونعيم في الدلايل

(مواهب لدنيه نسخه قلمي صفحه ۳۶)

اور ابو نعیم نے دلایل النبوت میں ایک اور شق صدر کا بیان کیا ہی جبکہ آنحضرت کي دس برس کي عمر تھي اور عبد المطلب کے ساتھہ اُنکا ایک قصہ بیان کیا ہی *

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى

شق صدره مرة خامسة

وروي خامسة (اي مع شق صدره فی المعراج) ولايثبت - (مواهب لدنيه نسخه قلمي صفحه ۳۶) —

پانچویں دفعه بهي شق صدر بيان كيا گيا هی مگر ثابت نهيں هی *

جو اختلافات كه ان روايتوں ميں هيں وه خود اُن سے ظاهر هيں — مگر منجمله ان روايتوں كے ابن عساكر — شداد ابن اوس — ابن عباس — انس كي روايتيں ايسي هيں جن ميں خاص ايک وقت اور ايک مقام اور ايک زمانه كا قصه شق صدر مذكور هی — يعني جبكه آنحضرت بني ليث ميں حليمه كے گهر تشريف ركهتے تهے — يهه چاروں روايتيں با جوديكه ايک وقت اور ايک زمانه اور ايک مقام كي هيں ايسي مختلف هيں كه كسيطرح اُن ميں تطبيق نهيں هوسكتي — اور اس ليئے اُن ميں سے كوئي روايت بهي قابل احتجاج كے نهيں *

۱ — اختلاف اس باب ميں كه كتنے شخص يا فرشتے شق صدر كے ليئے آئے

ابن عساكر كي حديث ميں هی — كه دو آدمي سفيد كپڑے پهنے هوئے آنحضرت كے پاس آئے *

شداد ابن اوس كي حديث ميں هی - كه ايک شخص آنحضرت كے پاس آيا *

ابن عباس كي حديث ميں هی كه ايک آدمي آيا اور آنحضرت كو اُٹها لے گيا — اور يهه بهي هی كه تين شخص آئے *

انس كي حديث ميں هی كه جبريل آنحضرت كے پاس آئے *

۲ — جو چيزيں كه اُن شخصوں كے پاس تهيں اُنميں اختلاف

شداد ابن اوس كي حديث ميں هی كه اُن كے پاس ايک طشت تها سونے كا برف سے بهرا هوا *

ابن عباس كي حديث ميں هی كه ايک كے هاتهه ميں چاندي كي چهاگل تهي اور دوسرے كے هاتهه ميں سبز زمرد كا طشت *

- اور نہیں بوجھہ اُٹھاتا کوئی بوجھہ اُٹھانے والا بوجھہ دوسرے کا

ابن عساکر اور انس کی حدیث میں ان چیزوں میں سے کسی کا ذکر نہیں ھی *

۳ — اختلاف آنحضرت کے زمین پر لٹانے کی نسبت

ابن عساکر اور شداد ابن اوس کی حدیث میں ھی کہ آنحضرت کو زمین پر لٹایا — (یعنی حلیمہ کے گھر کے پیچھے جو میدان تھا اُس میں) *

ابن عباس کی حدیث میں ھی کہ آنحضرت کو اُٹھاکر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور وھاں لٹایا *

انس کی حدیث میں اس کا کچھہ ذکر نہیں ھی *

۴ — اختلاف نسبت شق صدر و غسل قلب وغیرہ

ابن عساکر کی حدیث میں ھی کہ آنحضرت کا پیٹ چیرا اور اُسمیں سے کچھہ نکالکر پھینکدیا — اور پھر ویساھی کردیا اور اُس میں کسی چیز کا کسی چیز سے دھونے کا ذکر نہیں ھی *

ابن عباس کی حدیث میں ھی کہ آنحضرت کا سینہ پیرو تک چیرا اور کسی چیز کے نکالکر پھینکنے کا ذکر نہیں ھی *

انس کی حدیث میں ھی کہ اُن کا دل چیرا اور اُسمیں سے کوئی کالی چیز نکالکر پھینکدی اور کہا کہ یہہ حصہ ھی شیطان کا — اور اُن کے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا — اور جہاں تھا وھیں رکھدیا *

شداد ابن اوس کی حدیث میں ھی کہ حلقوم سے پیرو تک آنحضرت کا سینہ چیرا *

مندرجہ ذیل امور صرف شداد ابن اوس کی حدیث میں ھیں اور کسی حدیث میں نہیں

۱ — آنحضرت کے پیٹ کی انتڑیاں نکالیں *

۲ — اُن کو برف سے دھویا اور جہاں تھیں وھیں رکھدیں *

۳ — پھر دوسرے شخص نے آنحضرت کے پیٹ میں ھاتھہ ڈالا *

۴ — اور ایک کالا ٹکڑا نکالکر پھینکدیا *

۵ — پھر ایک نور کی مہر سے آنحضرت کے دل پر مہر کی — اور جہاں تھا وھاں رکھدیا *

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾

٦ — پھر پہلے شخص نے آنحضرت کو اُن کي اُمت سے تولا *

٧ — پھر اُن تینوں شخصوں نے آنحضرت کو چھاتي سے لگایا اور پیشاني کو بوسہ دیا *

٥ — اختلاف درباب اطلاع واقعات بحلیمہ

ابن عساکر کي حدیث میں اس کا کچھہ ذکر نہیں *

شداد ابن اوس کي حدیث میں هی کہ قبل شق صدر جو لڑکے وهاں تھے وہ بھاگ گئے *

انس کي حدیث میں هی کہ بعد شق صدر لڑکے دوڑتے هوئے حلیمہ کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے *

ابن عباس کي حدیث میں هی کہ میرا بیٹا ضمرہ میرے پاس دوڑتا هوا آیا *

٦ — اختلاف نسبت صحت پانے شق صدر کے

شداد ابن اوس کي حدیث میں هی کہ تین شخص جو آئے تھے اُن میں سے ایک نے حلقوم سے پیڑو تک هاتھہ پھیرا اور زخم اچھا هوگیا *

انس کہتے هیں کہ میں ٹانکے لگانے کا نشان آنحضرت کے سینہ پر دیکھتا هوں (یعني بعد شق صدر ٹانکے لگائے گئے) *

باقي دو حدیثوں میں اس کا کچھہ ذکر نہیں هی *

غرضکہ یہہ روایتیں ایسي مختلف هیں کہ اُن میں تطبیق غیر ممکن هی — جو کہ شق صدر کا هونا نہ امر عادي هی نہ امر عقلي اس لیئے بسبب اختلاف روایات کے اُس کا متعدد دفعہ واقع هونا تسلیم نہیں هوسکتا بلکہ اُس اختلاف کے سبب سے یہہ حدیثیں قابل احتجاج نہیں *

اصل یہہ هی کہ قرآن مجید میں وارد هوا هی " الم نشرح لک صدرک " اُس کے ٹھیک معني یہہ هیں " شرح اللہ صدرہ للاسلام " جیسا کہ بخاري کي حدیث میں ابن عباس سے مروي هی (بخاري صفحہ ۷۳۹) لیکن مسلم میں جو حدیث مالک بن صعصعہ کي معراج کے متعلق آئي هی اُس میں بجاے شق صدر کے لفظ شرح صدر کا آیا هی اس لیئے مفسرین نے سورہ الم نشرح میں جو لفظ شرح صدر کا هی — اس کو شق صدر سے تعبیر کیا هی حالانکہ وهاں شق صدر سے تعبیر کرنا محض غلط هی — اور ترمذي نے بھي غلطي سے حدیث معراج کے اُس ٹکڑے کو جس میں لفظ شرح صدر آیا هی سورہ الم نشرح

اور هم نهيں هيں عذاب دينے والے جب تک که هم بهيجيں کوئي پيغمبر (١٦)

کي تفسير ميں لکهديا هی اسي بنا پر راويوں نے شق صدر کي مختلف حديثيں پيدا کرلي هيں — جن ميں اختلاف کثير واقع هوگيا هی — مگر هم اُن روايتوں ميں سے کسي روايت کو بهي قابل احتجاج نهيں سمجهتے *

علاوہ معراج کے صحاح کي کسي حديث ميں بجز مسلم کے شق صدر کا ذکر نهيں هی اور اُس حديث کو جو انس بن مالک سے مروي هی هم ابهي لکهہ آئے هيں ليکن وہ حديث بهي قابل احتجاج نهيں هی کيونکه خود اُس حديث سے تعارض ظاهر هوتا هی — حضرت انس فرماتے هيں که آنحضرت کے سينه مبارک پر ٹانکے لگانے کے نشان ميں ديکهتا هوں يعني شق صدر کے بعد جبرئيل نے آپ کے سينه پر جيسے جراح زخم پر ٹانکے لگاتا هی ٹانکے لگائے تهے — اور آنحضرت کے سينه مبارک پر اُس زمانه تک که انس مسلمان هوئے هوں ٹانکوں کے نشان موجود تهے اور حضرت انس اُنکو ديکهتے تهے — العجب ثم العجب !! *

ايسي حديثوں پر احتجاج نهيں هوسکتا — مولانا شاہ عبدالعزيز نے عجالہ نافعه ميں علامات وضع حديث ميں لکها هی که "مخالف مقتضاے عقل و شرع باشد و قواعد شرعيه آنرا تکذيب نمايد" اس حديث کا خلاف عقل هونا تو ظاهر هی اور مخالف شرع اس ليئے هی که اگر شق صدر رسول خدا کا هوا هو تو وہ بطور معجزہ کے هوا هوگا اور پهر اُس کا اندمال بهي بطور معجزہ کے هوا هوگا — اُس پر مثل جراحوں کے ٹانکے لگائے جانے اور اُن کے نشانوں کو حضرت انس کا ديکهنا خود اعجاز کے مخالف هی — جس پر اس واقعه کي بنا هی اور اس ليئے اُس حديث پر احتجاج نهيں هوسکتا *

چند حديثيں ايسي هيں جن ميں شق صدر کا هونا معراج کے ساتهہ بيان هوا هی — ايسا هونا البته تسليم هوسکتا هی — اس ليئے که همارے تحقيق ميں واقعه معراج کا ايک خواب تها جو رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے ديکها تها اُسي خواب ميں يهه بهي ديکهنا که جبرئيل نے آپ کا سينه چيرا اور اُس کو آب زمزم سے دهويا قابل انکار نهيں هی — اور نه اُس سے انکار کرنے کي کوئي وجهه هی *

بعض کتابيں حديث کي جيسيکه بيهقي اور دار قطني اور مثل اُن کے هيں اور کتب سير و تاريخ جيسيکه مواهب لدنيه اور سيرۃ ابن هشام وغيرہ هيں وہ جب تک اُن کے صحيح هونے يا غلط نهونے کي کوئي وجهه نهو مطلقا قابل التفات نهيں هيں اور اُن کي اکثر حديثيں اور روايتيں نا معتبر اور موضوع هيں اُن پر استدلال کرنے سے زيادہ کوئي کام ناداني

وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ
عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۷﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ
مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۱۸﴾
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ
ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَ مَنْ اَرَادَ
الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ
مَّشْكُوْرًا ﴿۲۰﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ
عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۱﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۲﴾ لَا تَجْعَلْ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۳﴾

و سفاہت و بلادت کا نہیں ہی کیا یہہ کچھہ تعجب کی بات نہیں ہی کہ ابو نعیم کی
روایت میں ہی کہ جبرئیل و میکائیل شق صدر کرنے کو آئے تھے ایک راوی نے اُس پر یہہ
طرہ اضافہ کیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے
پاس دو سفید پرند آئے گویا کہ وہ نسران یعنی
دو گد تھے اور ایک شاذ روایت میں ہی کہ دو
کرکی یعنی دو کلنگ جانور آئے تھے کہا جاتا

و فی روایة فاقبل الی طیران ابیضان کانهما
نسران و فی روایة غریبة نزل علیه کرکیان و
قد یقال ان الطیرین تارة شبهها بالنسرین و
تارة بالکرکیین و فی کون مجئی جبریل و

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا
يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ
وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ
الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۵﴾
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَاِنَّهُ
كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ
وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا
اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُوْرًا ﴿۲۹﴾ وَ اِمَّا
تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ
قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا
تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۳۱﴾ اِنَّ رَبَّكَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ اِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيْرًا
بَصِيْرًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ
اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۳﴾

اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ نہ عبادت کرو (کسیکي) مگر اُسي کي اور (حکم کیا)
ما باپ کے ساتھہ احسان کرنے کو اگر پہونچے تیرے ساتھہ بڑھاپے کو اُن دونوں میں کا ایک
یا دونو تو مت کہہ اُنکو اُف تک اور مت جھڑک اُنکو اور کہہ اُنکے لیئے بات تعظیم کي ۲۴
اور جھکا اُن کے لیئے بازو تواضع کے مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر اُن پر جسطرح
کہ انہوں نے پالا مجھکو چھوٹے پنے میں ۲۵ تمہارا پروردگار جانتا ھی جو کچھہ کہ تمہارے
جي میں ھی اگر تم ہوگے نیک ۲۶ پھر بیشک وہ ھی (گناہوں سے) پھرنے والوں کو بخشنے
والا ۲۷ اور (حکم کیا) دے قرابت والے کو اُس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور مت
خرچ کر بیجا خرچ کرنا ۲۸ بے شک بیجا خرچ کرنے والے ھیں بھائي شیطانوں کے اور ھی
شیطان اپنے پروردگار کے لیئے نا شکري کرنے والا ۲۹ اور اگر تو موںھہ پھیرے اُن سے خواھش
میں کسي رحمت کي اپنے پروردگار سے جس کي تو اُمید رکھتا ھی (یعني بالفعل تیرے
پاس اُن کے ساتھہ سلوک کرنے کو کچھہ نہو اور تجھکو خدا کي رحمت سے کشایش کي
اُمید ھو) تو کہہ اُن کو بات نرمي سے ۳۰ اور مت کر اپنے ھاتھہ کو بندھا ھوا ساتھہ اپني
گردن کے اور مت کھول اُس کو بالکل کھول دینا پھر بیٹھہ رھیگا تو ملامت کیا گیا اور
پچتاتا ھوا ۳۱ بے شک تیرا پروردگار فراخ کرتا ھی رزق کو جس کے لیئے چاھتا ھی اور
تنگ کرتا ھی — بے شک وہ ھی اپنے بندوں پر خبر رکھنے والا دیکھنے والا ۳۲ اور مت مار
ڈالو اپني اولاد کو ڈرسے افلاس کے — ھم اُن کو رزق دیتے ھیں اور تمکو بے شک اُن کا مارڈالنا
ھي خطا بہت بڑي (یعني بہت بڑا گناہ) ۳۳

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا
تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ
مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٤﴾
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ
تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا
تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾
اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ
لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾

اور نہ پاس پھٹکو زنا کے بے شک وہ ھی بیحیائی اور بری راہ ۳۲ اور مت مار ڈالو اُس جان کو جس کو (مار ڈالنا) حرام کیا ھی اللہ نے مگر ساتھہ حق کے (یعنی بحق قصاص) اور جو کوئی مارا جاوے مظلوم ھوکر تو بے شک ھم نے کیا ھی اُس کے ولی کے لیئے غلبہ پھر نہ زیادتی کرے (کوئی) مار ڈالنے میں بیشک وہ (یعنی اُس کا ولی) ھی مدد دیا گیا ۳۵ اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریق سے کہ وھی زیادہ اچھا ھی (یعنی اُس کی حفاظت کے لیئے) یہاں تک کہ وہ پہونچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو عہد کو بے شک عہد پوچھا جاویگا ۳۶ اور پورا کرو پیمانہ کو جسوقت کہ تم ناپو اور تولو ترازو سیدھی سے یہہ بہتر ھی اور زیادہ اچھا ھی بلحاظ عاقبت کے ۳۷ اور نہ پیروی کر اُس چیز کی کہ نہیں ھی تجھکو اُس کا علم بے شک کان اور آنکھہ اور دل ھر ایک اُن میں کا ھی کہ اُس سے پوچھا جاویگا ۳۸ اور مت چل زمین میں اکڑتا ھوا بے شک تو ھرگز نہ پھاڑیگا زمین کو اور ھرگز نہ پہونچیگا پہاڑ کے لمباو کو ۳۹ یہہ سب باتیں ھیں بری تیرے پروردگار کے نزدیک نا پسند ۴۰ یہہ (نصیحتیں) اُن میں سے ھیں جو وحی بھیجی ھی تیرے پاس تیرے پروردگار نے حکمت (کی باتوں) سے اور مت ٹھہرا اللہ کے ساتھہ دوسرے کو معبود تو ڈالا جاویگا جہنم میں ملامت کیا گیا راندہ ھوا ۴۱ کیا پسند کیا ھی تمکو تمہارے پروردگار نے بیٹوں کے ساتھہ اور اپنے لیئے لیں ھیں فرشتوں میں سے بیٹیاں بیشک تم کہتے ھو بات بڑی ۴۲

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝۴۳ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝۴۴ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴۵ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۶ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝۴۷ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۝۴۸ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝۴۹ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۵۰ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۵۱ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۵۲ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا

اور ہاں بے شک ہمنے ہر طرح سے بیان کیا اس قرآن میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور نہیں زیادہ کرتا اُن کے لیئے (کچھہ) بجز نفرت کے ۴۳ (کہدے) اے پیغمبر اگر ہوتے اُس کے ساتھہ (یعنی خدا کے ساتھہ) بہت سے معبود جیساکہ وہ کہتے ہیں تو اُسوقت البتہ ڈھونڈھ نکالتے عرش والے کی طرف کوئی رستہ (یعنی جھگڑا کرنے کا) ۴۴ پاک ہی وہ اور برتر ہی اُس سے جو وہ کہتے ہیں برتر ہونا بہت بڑا ۴۵ تسبیح کرتے ہیں اُس کے لیئے ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہی اور نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہی ساتھہ اُس کی تعریف کے لیکن تم نہیں سمجھتے اُن کی تسبیح کو بے شک وہ ہی برد بار بخشنے والا ۴۶ اور جس وقت تو قرآن کو پڑھتا ہی تو کردیتے ہیں ہم تیرے درمیان میں اور اُن لوگوں کے درمیان میں جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ایک پردہ چھپا ہوا ۴۷ اور کردیتے ہیں ہم اُن کے دلوں پر ڈھکن ایسا نہو کہ اُس کو سمجھہ سکیں اور اُن کے کانوں میں ٹھینٹی ۴۸ اور جس وقت تو یاد کرتا ہی اپنے رب کو قرآن میں اکیلا تو وہ پیٹھہ کے بل پھر جاتے ہیں بھاگتے ہوئے ۴۹ ہم خوب جانتے ہیں اُس چیز کو جسے وہ سنتے ہیں جس وقت کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جس وقت کہ وہ بھید کی باتیں کرتے ہیں جس وقت کہ کہتے ہیں ظالم کہ تم نہیں پیروی کرتے مگر ایک آدمی جادو کیئے گئے کی ۵۰ دیکھہ کسطرح وہ گھڑتے ہیں تیرے لیئے مثالیں پھر وہ گمراہ ہوئے پھر نہیں پاسکتے رستہ ۵۱ اور اُنہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہو جاوینگے ہڈیاں اور گلی ہوئی کیا ہم پھر اُٹھائے جاوینگے نئی پیدایش میں ۵۲ کہدے (اے پیغمبر) کہ تم پتھر ہو جاو یا لوہا

او خلقا مما يكبر في صدوركم فسيقولون من يعيدنا قل
الذي فطركم اول مرة فسينغضون اليك رءوسهم و
يقولون متى هو قل عسى ان يكون قريبا ﴿٥٣﴾ يوم
يدعوكم فتستجيبون بحمده و تظنون ان لبثتم الا قليلا ﴿٥٤﴾
و قل لعبادي يقولوا التي هي احسن ان الشيطن ينزغ
بينهم ان الشيطن كان للانسان عدوا مبينا ﴿٥٥﴾ ربكم اعلم
بكم ان يشا يرحمكم او ان يشا يعذبكم وما ارسلنك عليهم
وكيلا ﴿٥٦﴾ وربك اعلم بمن في السموت والارض ولقد
فضلنا بعض النبين على بعض و اتينا داود زبورا ﴿٥٧﴾
قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر
عنكم ولا تحويلا ﴿٥٨﴾ اولئك الذين يدعون يبتغون الى
ربهم الوسيلة ايهم اقرب و يرجون رحمته و يخافون
عذابه ان عذاب ربك كان محذورا ﴿٥٩﴾ و ان من قرية
الا نحن مهلكوها قبل يوم القيمة

یا اور کوئي پیدایش اُس طرح کي کہ بڑي معلوم ہو تمہارے دلوں میں پھر بھي کہینگے کہ کون پھر پیدا کریگا ہم کو کہدے وہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلي دفعہ پھر ہلاوینگے تیري طرف اپنے سروں کو اور کہینگے کہ کب وہ ہوگا کہدے کہ شاید یہہ ہووے نزدیک ﴿۵۳﴾ جسدن کہ خدا تم کو بلاویگا تو جواب دوگے اُس کي تعریف کرکے اور گمان کروگے کہ تم نہیں ٹھہري مگر تھوڑا سا ﴿۵۴﴾ اور کہدے میرے بندوں کو کہ کہیں وہ بات جو وهي اچھي ھی بے شک شیطان وسوسہ ڈالتا ھی اُن میں بے شک شیطان ھی واسطے انسان کے دشمن کھلا ھوا ﴿۵۵﴾ تمہارا پروردگار خوب جانتا ھی تم کو اگر چاھے تم پر رحم کرے اور اگر چاھے تمکو عذاب دے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھکو اُن پر ذمہ دار ﴿۵۶﴾ اور تیرا پروردگار خوب جانتا ھی اُن کو جو آسمانوں میں ھیں اور زمین میں اور بے شک ہم نے بزرگي دي بعض نبیوں کو بعض پر اور ہم نے دي ھی داؤد کو زبور ﴿۵۷﴾ کہدے (اے پیغمبر) کہ بلاؤ اُن لوگوں کو جن پر تم گھمنڈ رکھتے ھو اُس کے (یعني خدا کے) سوا پھر وہ کچھہ اختیار نہیں رکھتے دور کرنے برائي کا تم سے اور نہ بدل دینے کا ﴿۵۸﴾ یہہ لوگ جو پکارتے ھیں (یعني اللہ کے سوا اور کو) ڈھونڈھتے ھیں اپنے پروردگار کي طرف وسیلہ کہ کونسا اُن میں سے زیادہ نزدیک ھی اور اُمید رکھتے ھیں اُس کي رحمت کي اور ڈرتے ھیں اُس کے عذاب سے بے شک عذاب تیرے پروردگار کا ھی خوف کیا گیا ﴿۵۹﴾ اور نہیں کوئي بستي مگر ہم اُس کو ہلاک کرنے والے ھیں قبل دن قیامت کے

أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿۶۰﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿۶۱﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ

(۶۰ و ۶۱) اس سے پہلی آیتوں میں خدا تعالی نے کافروں کے عقیدوں کا ذکر کیا ھی کہ وہ خدا کے ساتھہ اور خدا بھی ٹھہراتے تھے اور حشر کو اور قیامت کو نہیں مانتے تھے - پھر اُن کے اس عقیدہ کا ذکر کیا ھی کہ سختی اور مصیبت دور ہونے کے لیئے خدا کے سوا اوروں کو وسیلہ ٹھیراتے تھے اور اُن کے وسیلہ سے خدا کی مہربانی چاھتے تھے - اُن کا یہہ بھی عقیدہ تھا کہ ہر شہر و قریہ کی حفاظت خدا کے سوا کسی دوسرے کے سپرد ہوتی ھی - اور اُس شہر اور قریہ کے لوگ اُس کو پوجتے تھے جیسے کہ اس زمانہ کے مشرکین بھی کسی دیوی یا دیوتا کو اُس کا محافظ سمجھتے ہیں یا جیسے جاہل مسلمان کسی ولی یا شہید کو اُس جگہہ کا صاحب ولایت قرار دیکر افعال شرکیہ اُسکی قبر کے ساتھہ کرتے ہیں — اس عقیدہ کی تردید میں خدا نے فرمایا کہ جن قریوں کو ہم ہلاک کرتے یا کوئی عذاب اُن پر نازل کرتے ہیں وہ پہلے سے مقدر ہوچکا ھی - اور مشرکین جنکو اُن قریوں کا محافظ سمجھکر اُنکی پرستش کرتے ہیں - بے فائدہ ھی *

ثمود کی قوم جو الحجر میں رہتی تھی اور جسکی ہدایت کے لیئے حضرت صالح پیغمبر مبعوث ہوئے تھے - بت پرست تھی اور اُن کے بھی اسی قسم کے اعتقادات تھے — جب اُنھوں نے حضرت صالح سے نشانی چاھی اور حضرت صالح نے خدا کے حکم سے ایک اونٹنی خدا کے نام پر چھوڑدی - جسطرح کہ اس ملک میں دیوتاؤں کے نام پر سانڈہ چھوڑا جاتا ھی اور عرب والے اونٹنی چھوڑتے تھے مگر ان لوگوں نے اونٹنی کو مارڈالا اور اُس کے بعد سخت بھونچال آنے سے وہ قوم تباہ ہوگئی *

عرب کے لوگ جو نشانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاھتے تھے اُسکی نسبت خدا نے ثمود کے قصہ پر اشارہ کرکے بتلایا کہ اگلوں نے نشانی مانگی اور پھر جھٹلایا —

یا اُس کو عذاب کرنے والے هیں عذاب بہت سخت کتاب میں هی یہہ لکھا هوا (۶۰) اور

همکو نہیں روکا کہ هم بھیجیں نشانیوں کو مگر یہہ کہ جھٹلایا اُن کو پہلوں نے اور دی

هم نے ثمود کو اونٹنی دکھائی دیتی هوئی پھر انہوں نے ظلم کیا اُسپر نہیں بھیجتے هم نشانیوں

کو مگر واسطے ڈرانے کے (۶۱) اور جسوقت همنے کہا تجھکو کہ بیشک تیرے پروردگار نے گھیر لیا

هی آدمیوں کو

اسلیئے اُنکی خواهش سے کوئی نشان مقرر کرنا بیفائدہ هی † پس یہی مطلب اس آیت کا هی کہ همکو کسی نشانی یا احکام خاص کے بھیجنے سے بجز اس کے اور کسی چیز نے منع نہیں کیا کہ باوجودیکہ اگلوں کے مانگنے پر جو نشان دیئے گئے تھے اُس کو بھی اُنہوں نے نہیں مانا — پس ایسی خواهشیں لغو اور بیفائدہ هیں — اور نشانیوں یا احکام خاص کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لیئے هی وہ کوئی ایسا امر نہیں هی جو ذریعہ ایمان لانے کا هو *

آیت اور آیات کا لفظ جو اس آیت میں هی اُس کے معنی احکام کے بھی هوسکتے هیں جو اُس اونٹنی کے متعلق حضرت صالح نے بتائے تھے اور نشانی کے معنی بھی هوسکتے هیں — مگر معجزہ یا معجزات کے معنی نہیں هوسکتے اور اسپر هم پہلے بحث کر آئے هیں ‡ *

(۶۲) مفسرین نے اور نیز تفسیر ابن عباس میں لکھا هی کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر هی — تفسیر ابن عباس میں اُس تقدیم و تاخیر کو اسطرح بیان کیا هی — اذ قلنالک ان ربک احاط بالناس — وما جعلنا الرویا التی اریناک والشجرة الملعونة فی القرآن الا فتنة للناس — ونخوفهم فلا یزیدهم الا طغیانا کبیرا *

اس آیت سے پہلے خدانے فرمایا تھا کہ نشانیوں کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لیئے هی — اُسی کے ساتھہ خدانے فرمادیا کہ هم نے تجھہ سے کہدیا هی کہ بیشک تیرے پروردگار نے سب آدمیوں کو گھیر لیا هی — پس نشانیوں کا بھیجنا نہ بھیجنا برابر هی — اس کے بعد خدا فرماتا هی کہ جو خواب هم نے تجھکو معراج میں دکھایا تھا اور شجرۂ ملعونہ

---

† دیکھو هماری تفسیر کی تیسری جلد صفحہ ۱۹۳ — ۲۰۲

‡ دیکھو هماری تفسیر کی پہلی جلد صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۲﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۳﴾

یعنی زقوم کا جو ذکر قرآن میں ہی وہ لوگوں کی آزمایش کے لیئے ہی کہ کون معراج کی تصدیق کرتا ہی اور کون زقوم سے خوف کھاتا ہی مگر ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں نے اُس کے دوسرے معنی لیکر زقوم کی ہنسی اُڑائی اور کہا وہ تو کھجور کو مکھن سے ملاکر کھانا ہی — جو نہایت مزیدار ہی — پیغمبر ہم کو اس سے کیا ڈراتا ہی — اُس پر خدا نے فرمایا کہ ہم تو اُن کو زقوم سے ڈراتے ہیں — ان کو ڈر تو نہیں ہوتا بلکہ سر کشی بڑہ جاتی ہی *

لما نزلت آية الزقوم ان شجرة الزقوم طعام الأثيم لم يعرفه قريش فقال ابوجهل ان هذا الشجر ما ينبت في بلادنا فمن منكم من يعرف الزقوم فقال رجل قدم عليهم من افريقية الزقوم بلغة افريقية الزبد بالتمر فقال ابو جهل يا جارية هاتي لنا تمرا و زبدا نزدقمه فجعلوا ياكلون منه و يقولون افبهذا يخوفنا محمد في الآخرة —

(لسان العرب مادہ زقم)

لسان العرب میں لکھا ہی کہ جب زقوم کی آیت نازل ہوئی کہ زقوم گنہگاروں کا کھانا ہی — قریش نے زقوم کے معنی نہیں سمجھے — اور ابو جہل نے کہا یہہ درخت تو ہمارے ملک میں پیدا نہیں ہوتا — کیا تم میں سے کوئی زقوم کو جانتا ہی — ایک شخص نے جو افریقہ سے قریش کے ہاں آیا ہوا تھا — کہا کہ افریقہ کی زبان میں زقوم کھجور کے ساتھہ مکھن ملاکر کھانے کو کہتے ہیں — ابو جہل نے اپنی کنیز سے کہا کہ مکھن اور کھجور لے آ تاکہ ہم کھائیں — اور وہ سب ملکر کھاتے تھے اور کہتے تھے کیا آخرت میں محمد صلعم ہم کو اسی چیز سے ڈراتا ہی — اسی ہنسی اُڑانے پر جو ابو جہل اور اُس کے ساتھیوں نے زقوم کی نسبت اُڑائی خدا تعالی نے سورۂ صافات میں زقوم کا پھر ذکر کیا اور فرمایا کہ ہم نے اس کو (یعنی زقوم کو) ظالموں کے

انا جعلنا ها فتنة للظالمين انها شجرة تخرج في اصل الجحيم طلعها كانه رؤس

اور همنے نهیں کیا خواب کو جو دکهایا تجهکو مگر آزمایش لوگوں کے لیئے اور درخت
لعنت کیا گیا (یعني اُس کا ذکر) هی قرآن میں اور هم اُن کو ڈراتے هیں تو نهیں زیادہ
کرتا اُن کو (ڈرانا) مگر سرکشي بهت بڑي ۶۲ اور جس وقت هم نے کہا فرشتوں کو
سجدہ کرو آدم کو پهر اُنهوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا میں اُسے سجدہ کروں
جسے تونے پیدا کیا هی مٹی سے ۶۳

الشیاطین فانهم لا کلون منها فمالئون منها البطون ثم ان لهم علیها لشوبا من حمیم —

واسطے فتنہ بتایا هی — وہ ایک درخت هی جو قعر دوزخ سے پیدا هوگا اس کي خوشے
شیطانوں کے سروں کي مانند هیں وہ اسؔ میں سے کهائینگے — اور اُس سے اپنا پیٹ
بهرینگے — پهر اس کے اوپر گرم پاني ملاکر اُنکو دیا جائیگا *

اور اس آیت سے خدانے بتایا کہ زقوم کا وہ مطلب نهیں هی جو کفار عرب نے بتایا هی
بلکہ وہ منجملہ عذابهاے آخرت کے ایک قسم کا عذاب هی — اور جبکہ تمام عذاب دوزخ
کے اُن چیزوں کي تمثیل میں بیان کیئے جاتے هیں جو دنیا میں تکلیف دہ پائي جاتي
هیں اس لیئے اُس عذاب کو بهي زقوم کے استعارہ میں بیان کیا هی *

زقوم حقیقت میں ایک درخت هی جسکي نسبت حاشیہ تفسیر جلالین میں لکها هی
کہ تهامہ میں هوتا هی اور لسان العرب میں لکها هی کہ ابوحنیفہ (دینوري) کهتے هیں

قال ابو حنیفة اخبرني اعرابي من ازد السراة قال الزقوم شجرة غبراء صغیرة الورق مدورتها لا شوک لها ذفرة مرة لها کعابرفي سوقها کثیرة ولها ورید ضعیف جدا یجرسها النحل ونورتها بیضاء وراس ورقها قبیح جدا
(لسان العرب مادہ زقم)

کہ قبیلہ ازد کے ایک اعرابي نے مجهہ سے بیان کیا کہ زقوم ایک خاکي رنگ کا درخت هی — اس کے چهوٹے چهوٹے گول اور بے خار پتے هوتے هیں — بو تیز — مزہ کڑوا اور اس کي ٹهنیوں میں بهت سي گرهیں هوتي هیں اور پهول بهت نازک اور نرم هوتا هی جس کو
شهد کي مکهي چاٹتي هی — اُسکا شگوفہ سفید هوتا هی اور پتوں کے کنارے بهت بدصورت
هوتے هیں پس عذاب دوزخ کو اُسي خبیث ترین درخت کے ساتهہ جو دنیا میں پایا جاتا
هی تشبیهہ دیکر بیان کیا هی *

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾

کہا کیا تونے دیکھا ہی اُس شخص کو جسے بزرگی دی تونے اوپر میرے اگر تو مجھکو مہلت دے قیامت کے دن تک البتہ ستیاناس کردونگا میں اُس کی اولاد کو مگر تھوڑوں کو ۶۴ کہا خدا نے دور ہو پھر جو کوئی تیری پیروی کریگا اُن میں سے پھر بیشک جہنم ہی سزا تم سب کی سزا پوری ۶۵ اور بہکا جس کو بہکا سکے اُن میں سے اپنی آواز سے اور چڑھائی کر اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں سے اور اُن کا شریک ہو مال میں اولاد میں اور وعدہ دے اُن کو (یعنی خدا سے بیخوف ہونے کا) اور نہیں وعدہ دیتا اُن کو شیطان بجز فریب کے ۶۶ بیشک میرے بندے نہیں ہی تجھکو اُن پر کچھہ حکومت اور کافی ہی تیرا پروردگار کام سنوارنے والا ۶۷ تمہارا پروردگار وہ ہی جو رواں کرتا ہی تمہارے لیئے کشتی کو دریا میں تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل (یعنی اُس کے رزق) سے بیشک وہ ہی تمپر مہربان ۶۸ اور جب تمکو پہونچے سختی دریا میں تو کھوئے جاتے ہیں جن کو پکارتے ہو مگر وہی (یعنی خدا) پھر جب تمکو بچا لیجاتا ہی خشکی کی طرف تو مونھہ پھیرلیتے ہو اور ہی انسان نا شکر گذار ۶۹ پھر کیا تم نڈر ہو اس سے کہ دھنسا دیوے تمکو خشکی ہی کے کسی کونہ میں یا بھیجے تمپر کنکر برسانے والی سخت آندھی پھر نپاوگے تم اپنے لیئے کوئی بچانے والا ۷۰ کیا تم نڈر ہوگئے ہو اس سے کہ پھر لے جاوے تمکو اُس میں (یعنی دریا میں) دوسری دفعہ پھر بھیجے تم پر کشتی کو ٹکڑے ٹکڑے کردینے والی ہوا کو پھر ڈبو دیوے تم کو اُس سبب سے کہ تمنے کفر کیا پھر تم نپاو اپنے لیئے ہمپر اُس کے بدلے کوئی پیچھا کرنے والا (یعنی مواخذہ کرنے والا) ۷۱

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۲﴾
يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَ مَنْ كَانَ
فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۴﴾ وَ
اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ
عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۵﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ
لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَاتَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا
نَصِيْرًا ﴿۷۷﴾ وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۸﴾ سُنَّةَ
مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَاتَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۹﴾
اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ
اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۸۰﴾

اور بے شک ہمنے بزرگی دی بنی آدم کو اور ہم نے اُن کو چڑھایا سواریوں پر خشکی میں اور دریا میں اور ہم نے اُن کو روزی دی پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے اُن کو بزرگی دی بہتوں پر اُن میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہر طرح سے بزرگی دینی ۷۲ (جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقے کے لوگوں کو اُن کے پیشواؤں سمیت پھر جو کوئی کہ دی گئی اُس کی کتاب اُس کے دائیں ہاتھہ میں پھر وہ لوگ پڑھینگے اپنی کتاب کو اور نہ ظلم کیئے جاوینگے ایک تاگے کی برابر ۷۳ اور جو ہی اس دنیا میں اندھا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی اور رستہ بھٹکا ہوا ۷۴ اور بیشک قریب تھا کہ فریب دیکر باز رکھیں تجھکو اُس چیز سے کہ وحی بھیجی ہم نے تیرے پاس تاکہ تو افترا کرلیوے ہم پر اُس کے سوا — اور اُسوقت وہ تجھکو کرلیتے گہرا دوست ۷۵ اور اگر یہہ نہوتا کہ ہم نے ثابت رکھا تجھکو تو البتہ قریب تھا کہ تو جھک جاوے اُن کی طرف کچھہ تھوڑا سا ۷۶ اور اُسوقت البتہ ہم مزا چکھاتے تجھکو دو گنا عذاب زندگی کا اور دوگنا عذاب موت کا پھر نپاتا تو اپنے لیئے ہمپر کوئی مدد دینے والا ۷۷ اور بیشک قریب تھا کہ ہلادیں تجھکو زمین سے (یعنی مدینہ سے) تاکہ نکالدیں تجھکو اُس سے اور اُس وقت نرہینگے تیرے پیچھے مگر تھوڑا سا ۷۸ طریقہ پر اُن کے جن کو بھیجا ہم نے تجھہ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے اور نہیں پانے کا تو ہمارے طریقہ میں تبدیلی ۷۹ قایم کر نماز سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے ہو جانے تک اور (قایم کر) قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قران پڑھنا فجر کا ہی گواہی دیا گیا ۸۰

وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۸۱﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۳﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۴﴾ وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَؤُسًا ﴿۸۵﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۶﴾

---

۸۶ خدا نے اس سے پہلي آيت ميں فرمايا تھا کہ جب هم انسان پر نعمت بهيجتے هيں تو وہ منهہ پهير ليتا هے اور جب اُس کو برائي پهونچتي هے تو نا اُميد هوتا هے — اس کے بعد خدا نے فرمايا کہ اے پيغمبر تو کهدے کہ هر ايک اپني جبلت يا خلقت پر کام کرتا هے *

جس لفظ کا هم نے "جبلت يا خلقت" ترجمہ کيا هے وہ لفظ "شاکلہ" هے — لسان العرب ميں لکها هے کہ شاکلہ کے معني هيں طرف — طور و طريقہ اور انسان کے شاکلہ سے اُس کي شکل — اس کي طبيعت کا ميلان جس طرف هو اور اس کا طريقہ مراد هے — قرآن ميں هے کہ اے پيغمبر کهدے هرشخص اپني "شاکلہ" پر کام کرتا هے يعني اپنے طور و طريقہ پر اور اپنے مذهب پر اور

الشاكلة — الناحية و الطريقة والجديلة و شاكلة الانسان شكله و ناحيته و طريقته و فى التنزيل العزيز "قل كل يعمل على شاكلته" اے على طريقته و جديلته و مذهبه و قال الاخفش "على شاكلته" اے على ناحيته و جهته و خليقته —
(لسان العرب مادة شكل)

اور تھوڑي سي رات کو پھر کوشش کر اُس کے ساتھہ (يعني قرآن پڑھنے کے ساتھہ) زيادہ ہوا ہی تيرے ليئے قريب ہی کہ کھڑا کرے تجھکو تيرا پروردگار مقام محمود ميں ﴿۸۱﴾ اور کہہ اے پروردگار داخل کر مجھکو داخل کرنا سچا اور نکال مجھکو نکالنا سچا اور کر ميرے ليئے اپنے پاس سے غلبہ مدد دينے والا ﴿۸۲﴾ اور کہہ آيا حق (يعني قرآن) اور مٹگيا باطل (يعني شرک) بے شک باطل تھا مٹ جانے والا ﴿۸۳﴾ اور ہم اُتارتے ہيں قرآن ميں سے وہ چيز کہ وہ شفا ہی اور رحمت ہی واسطے ايمان والوں کے اور نہيں زيادہ کرتا ظالموں کو مگر خسارہ ﴿۸۴﴾ اور جب ہم نعمت بھيجتے ہيں انسان پر مونہہ پھير ديتا ہی اور اپني کروٹ پھير ليتا ہی اور جب پہونچتي ہی اُس کو برائي تو ہوتا ہی نا اُميد ﴿۸۵﴾ کہدے کہ ہر ايک کام کرتا ہی اپني جبلت پر پھر تمہارا پروردگار جانتا ہی اُس شخص کو کہ وہ بہت ٹھيک پانے والا ہی رستہ کو ﴿۸۶﴾

اخفش نے يہہ معني ليئے ہيں کہ اپني طبيعت کے ميلان پر جس طرف ہو اور اپني خلقت پر *

تاج العروس شرح قاموس ميں لکھا ہی کہ شاکلہ کے معني شکل و صورت کے ہيں

الشاکلة – الشکل يقال هذا علی شاکلة ابيه اے شبهه والشاکلة الناحية والجهة و به فسرت الاية " کل يعمل علی شاکلته " عن الاخفش وايضا النية قال قتادة في تفسير الاية اے علی جانبه و علی ماينوي و ايضا الطريقة والجديلة و به فسرت الاية و ايضا المذهب والخليقة و به فسرت الاية عن ابن عرفه و قال الراغب في تفسير الاية اے علی سجيته التي قيدته وذلک ان سلطان السجية علی الانسان قاهر بحسب ما يثبت في

جيسے کہتے ہيں کہ يہہ شخص اپنے باپ کي شاکلہ پر ہی يعني اُس کا ہم شکل ہی اور شاکلہ ميلان کي سمت اور جہت کو بھي کہتے ہيں — اخفش نے آيت قل کل يعمل الخ کي تفسير ميں شاکلہ کے يہي معني ليئے ہيں — شاکلہ کے معني نيت کے بھي ہيں — قتادہ نے آيت مذکور کے يہہ معني بيان کيئے ہيں کہ ہر شخص اپني طبيعت کے رخ اور نيت پر عمل کرتا ہی شاکلہ کے ايک معني

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (۸۷)

الذریعة الی مکارم الشریعة و هذا کما قال علیه السلام " کل میسر لما خلق له " —
(تاج العروس مادۂ شکل)

طور و طریقه کے بھي هیں — آیت مذکورۂ بالا کي تفسیر ان معنوں پر بھي کي گئي هی — ایک معني شاکلة کے مذهب اور خلقت کے

هیں ابن عرفه نے اسي معني پر آیت کي تفسیر کي هی — اور راغب نے اس آیت کي تفسیر میں کہا هی که هر شخص اپني سجیه یعني طبیعت پر عمل کرتا هی جس کا وه مقید هی — سجیه هي انسان پر ایسا حاکم غالب هی جو مکارم شریعت تک لیجانے میں وسیله هوجاتا هی — اور یهه آنحضرت کے اس قول کے مطابق هی که هر شخص آساني دیا گیا هی اُس کام کے لیئے جس کے لیئے وه پیدا هوا هی *

محیط المحیط میں هی که شاکله کے معني هیں — شکل — طرف — گوشۂ ران —

الشاکلة — الشکل والناحیة والخاصرة والنیة والطریقة والمذهب و في سورة بني اسرائیل " قل کل یعمل علی شاکلته " اے علی سجیته و خلقته —
(محیط المحیط مادۂ شکل) —

نیت — طریقه اور مذهب اور سورۂ بني اسرائیل میں آیت قل کل یعمل الخ کے معني یهه هیں که هر شخص اپني سجیه یعني طبیعت اور خلقت پر عمل کرتا هی *

لغات القرآن مصنفه علامه محمد بن ابي بکر رازي میں هی که " علی شاکلته "

قوله علی شاکلته اے علی طریقته وجهته و قول علی خلیقته و طبیعته و تمام الایة یفهد القول الاول — و علی حاشیة الکتاب نسخة اي " علی جبلته " —

کے معني هیں اپنے طریقه اور میلان طبعي کے رخ پر — اور بعض کے نزدیک اس کے معني هیں اپني خلقت اور طبیعت پر — اور پوري آیت سے پہلے قول کي تائید هوتي هی *

اور امام محي الدین ابن العربي کي تفسیر میں لکھا هی که هر شخص اپني شاکله

" قل کل یعمل علی شاکلته " اے خلیقته و ملکته الغالبة علیه من مقامه فمن کان مقامه النفس و شاکلته مقتضی طباعها عمل ما ذکرنا من الاعراض والیاس و من کان مقامه

پر عمل کرتا هی یعني اپني خلقت اور ملکه پر جو اس کے مقام اور مرتبه کے موافق اس پر غالب هوتا هی — پس جس کا مقام نفس هی اور ملکه وه هی جو نفس

اور پوچھتے ھیں تجھکو روح سے کہدے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ھی تم نہیں

دیئے گئے ھو علم سے مگر تھوڑا سا ٨٧ †

القلب و شاکلته السجیة الفاضلة عمل بمقتضاها الشکر والصبر –
(تفسیر ابن العربي جلد اول صفحه ٣٨٣)

کے اقتضا کے موافق ھی – وہ خدا سے منھہ پھیرتا ھی اور نا اُمید ھوتا ھی اور جس کا مقام قلب ھی اور ملکه نیک عادت ھی وہ اس کے مقتضا کے موافق شکر و صبر کرتا ھی *

معالم التنزیل میں علامہ بغوي نے لکھا ھی کہ آیت قل کل یعمل الخ کي تفسیر میں

"قل کل یعمل علی شاکلته" قال ابن عباس علی ناحیته قال الحسن و قتاده علی نیته قال المقاتل علی جدیلته قال الفراء علی طریقته التي جبل علیها وقال القیتي علی طبیعته و خلیقته –
(معالم التنزیل جلد ثاني صفحه ٢٠٣)

ابن عباس نے شاکله کے معني لیئے ھیں طبیعت کا میلان جس طرف ھو اور حسن بصري اور قتادہ نے نیت کے معني لیئے ھیں – اور مقاتل نے طور و طریقه کے معنی قرار دیئے ھیں اور فراء نحوي نے وہ طریقه مراد لیا ھی جس پر انسان مجبول ھی اور قیتي نے طبیعت اور خلقت کے معني بیان کیئے ھیں *

تفسیر بیضاوي میں – آیت مذکورہ بالا کي تفسیر میں لکھا ھی — اے پیغمبر کہدے

"قل کل یعمل علی شاکلته" قل کل احد یعمل علی طریقته التي تشاکل حاله في الهدی والضلالة او جوهر روحه و احواله التابعة لمزاج بدنه ..... وقد فسرت الشاکلة بالطبیعة والعادة والدین – (بیضاوي جلد اول صفحه ٤٧٠)

کہ ھر شخص ایسے طریقه پر عمل کرتا ھی جو ھدایت اور گمراھي میں اُس کے حال کے مشابه ھو یا اُس کے جوھر روح اور اُن حالات کے موافق ھو جو اس کے مزاج بدني کے تابع ھیں – اور شاکله کي تفسیر میں طبیعت — عادت اور مذھب کے معني بھي لیئے گئے ھیں *

مذکورہ بالا اقوال سے ظاھر ھی کہ علما نے "شاکله" کے متعدد معني اختیار کیئے ھیں – اگرچہ ھر ایک معني کا ما حصل قریب قریب ھی – لیکن ھم "شاکله" کے معني خلقت اور جبلت کے اختیار کرتے ھیں اور وجہ اس کي یہہ ھی کہ پہلي آیت میں

† روح کي نسبت ھم نے پوري بحث اپني تفسیر کي تیسري جلد میں صفحه ١١٧ سے ١٣١ تک کي ھی –

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿۸۸﴾

خدا تعالی نے انسان کي ایک فطرت کا بیان کیا هی جس پر تمام انسان مجبول هیں اور اس آیت کو اُسي آیت پر متفرع کیا هی — اور اس لیئے اس آیت میں "شاکلہ" کے وهي معني لیئے ضرور هیں جو انسان کي فطرت اور جبلت پر دلالت کرتے هوں — پس الفاظ جبلت یا خلقت سے "شاکلہ" کو تعبیر کرنا نهایت صحیح اور موافق سیاق قرآن کے هی — چنانچہ ابن عرفہ نے شاکلہ کے معني خلقت کے لیئے هیں — راغب نے سجیہ کے معني لیئے هیں — اُس کا قول هی کہ سجیہ هی انسان پر حاکم غالب هی اور مکارم شریعت تک لے جانے کا وهي وسیلہ هوتي هی اور اُسیکي نسبت آنحضرت کا فرمانا هی کہ هر شخص آساني دیا گیا هی اُس چیز کے لیئے جس کے لیئے وہ پیدا کیا گیا هی — محیط المحیط میں بھي شاکلہ کے معني سجیہ اور خلقت کے لکھے هیں — اور محمد بن ابي بکر رازي نے بھي لغات قرآن میں شاکلہ کے ایک معني طبیعت — خلقت اور جبلت کے بیان کیئے هیں اور امام محي الدین ابن العربي نے اس کے معني لیئے هیں خلقت اور ملکہ جو انسان پر غالب هی — اور فراء نحوي نے جبلت — خلقت اور طبیعت کے معني لیئے هیں — اور صاحب بیضاوي نے اُس کے معني عادت اور طبیعت کے بیان کیئے هیں — پس هم نے جو شاکلہ کے معني خلقت اور جبلت یعني فطرت کے قرار دیئے هیں — اُس کي تائید میں علماے مذکورہ بالا کے اقوال هیں *

اس آیت سے ثابت هوتا هی کہ هر ایک انسان ایک فطرت یا جبلت پر پیدا هوا هی جس کو انگریزي زبان میں نیچر کہتے هیں اور ان الفاظ سے جو قران مجید میں هیں "کل یعمل علی شاکلتہ" صاف ظاهر هوتا هی کہ جو جبلت یا فطرت یا خلقت خدا نے جس انسان کي پیدا کي هی — اُسیکے مطابق عمل کرتا هی — اور دوسري بات ان الفاظ سے "فربکم اعلم بمن هو اهدي سبیلا" یہہ ثابت هوتي هی کہ جو کچھہ انسان کرتا هی یا کریگا اچھا یا برا قبل اس کے کہ وہ کرے خدا کو اُس کا علم هی — اور خدا جانتا هی کہ یہہ کریگا *

اب هم کو یہہ دیکھنا باقي هی کہ خدا نے اِنسان کو کس خلقت یا جبلت یا فطرت پر پیدا کیا هی *

اور اگر ہم چاہیں تو البتہ لے جاویں وہ چیز جو وحی بھیجی ہی ہم نے تیرے پاس

پھر نپاوے گا تو اپنے لیئے اُس کے بدلے ہم پر کارساز ۸۸

یعني اُس کے نیچر میں کیا باتیں پیدا کي گئي ہیں — کیونکہ برخلاف اُس فطرت کے اُس سے کوئي امر ظہور میں نہیں آ سکتا ہی قرآن مجید میں بھي خدا نے بھي فرمایا ہی ”فطرت اللہ التي فطرالناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ“ اور یہہ بات ظاہر ہی کہ خدا نے ایک حد معین تک انسان کو قدرت عطا کي ہی جس سے وہ اُس حد تک اپنے افعال کا مختار ہی اور یہہ سمجھنا کہ ایسا اختیار دینے سے خدا کي قدرت میں نقصان لازم آتا ہی محض غلط ہی کیونکہ اُس نے وہ قوت کسي اضطرار یا مجبور ہونے کے سبب سے نہیں دي تھي بلکہ اپنی خوشي اور اپني مرضي سے دي تھي اور وہ مختار تھا چاہی دیتا چاہے نہ دیتا اور اُس قدرت کا دینا نہایت حکمت پر مبني ہی جس کي طرف خدا نے اشارہ کیا ہی جہاں فرشتوں کي طرف مخاطب ہوکر فرمایا ہی ”اني اعلم مالا تعلمون“ *

یہہ کہنا کہ خدا نے جس فطرت پر جس کو بنایا ہی اُس کے تبدیل نہ کرنے سے خدا کا عجز ثابت ہوتا ہی جہلا کا کلام ہی کیونکہ کسي صاحب قدرت اور اختیار کا اپني بنائي ہوئي فطرت یا قانون فطرت کو قایم رکھنا اُس کي قدرت کي دلیل ہی نہ اُس کے عجز کي *

خدا نے اپني تمام مخلوقات کے پیدا کرنے میں اور اُن کو ایک فطرت عطا کرنے میں ہر ایک کے ساتھہ نہایت عدل کیا ہی اُس کا ثبوت اسبات سے ہوتا ہی کہ ہرایک مخلوق کو ایک بھنگے سے لیکر انسان تک جس کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہی جو چیزیں کہ بلحاظ اُس کي خلقت کے اُس کے لیئے ضروري تھیں سب عطا فرمائي ہیں کوئي مخلوق ایسا نہیں ہی جس کي نسبت کہا جا سکے کہ بلحاظ اُس کي خلقت کے اُس کو فلاں چیز ضرور تھي اور اُس کو عطا نہیں ہوئي — پس یہہ ایسا بے نظیر عدل ہی جو خدا کے سوا اور کسي سے ہوهي نہیں سکتا — اور جو فطرت جس میں پیدا کي ہی بلحاظ اُس کي خلقت کے اُس فطرت کا اُس میں ہونا بھي مقتضاے عدل تھا — انسان کو جب اُس نے مکلف بنایا تو اُس فطرت کا بھي جس سے وہ مکلف ہوسکے عطا کرنا عین انصاف تھا اور وہ فطرت اُسکا ایک حد مناسب تک مختار

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٩﴾

ہونا ہی اور اُس فطرت کا بدلنا اور اُس کو بدستور مکلف رکھنا عدل و حکمت دونوں کے برخلاف تھا اسي لیئے خدا نے فرمایا کہ " لا تبدیل لخلق الله" پس اُس فطرت کو قایم رکھنا عین دلیل اُس کے کمال قدرت اور عدل کی ہی نہ عجز و ظلم کي *

اب ہم کو فطرت انساني کا دریافت کرنا ہی - اسبات کو تو کوئي تسلیم نہیں کرنے کا کہ انسان حي کو مثل جماد بیجان کے پیدا کیا ہی اور وہ بذاتہ لایعقل اور غیر متحرک بالارادہ ہی - کیونکہ ہم اُس کو دیکھتے ہیں کہ وہ ذي عقل اور متحرک بالارادہ ہی — جس کام کو وہ چاہتا ہی کرتا ہی — جس کو چاہتا ہی نہیں کرتا — بعض کاموں کے کرنے کا ارادہ کرتا ہی اور پھر اُن کے کرنے سے رک جاتا ہی اور نہیں کرتا *

اس میں کچھہ شک نہیں کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں ایک کسي کام کے کرنے پر آمادہ کرتي ہی اور دوسري اُسي کام کے کرنے سے اُس کو روکتي ہی اور اُنہي قوتوں کے مطابق وہ عمل کرتا ہی اور اُسي کي نسبت خدا نے فرمایا ہی " کل یعمل علی شاکلتہ " اور اُنہي قوتوں کے سبب جو خدا نے عطا کي ہیں خدا نے فرمایا ہی " فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر " *

اس غرض سے کہ مطلب اچھي طرح سمجھہ میں آ جاوے ہم ان دونوں قوتوں میں سے ایک کو بنام قوت تقوی اور ایک کو بنام قوت فجور تعبیر کرتے ہیں یہہ دونوں قوتیں ہر ذي عقل انسان میں موجود ہیں اور پہلي سے دوسري کو مغلوب کرنا انسان کي سعادت ہی اور دوسري سے پہلي کو مغلوب کرنا انسان کي شقاوت ہی *

بعض انسان ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ اُن میں قوت تقوی قوت فجور پر فطرتا غالب ہی جس سے وہ از روے فطرت کے قوت فجور کو مغلوب رکھتے ہیں جیسیکہ انبیاء معصومین اور ائمہ اہل بیت معصومین علیہم السلام اور دیگر بزرگان دین رضي الله عنہم اجمعین ہیں *

اور بعضے ایسے ہیں جن میں قوت فجور غالب ہی مگر جس درجہ تک قوت تقوی اُن میں ہی اُس کا کام میں لانا اُن کا فرض ہی خواہ قوت فجور مغلوب ہوسکے یا نہیں اور اُس کا کام میں نہ لانا معصیت ہی اور اسي رمز کي طرف اشارہ ہی کہ " التایب من الذنب کمن لا ذنب لہ " توبہ کیا ہی اپنے فعل پر نادم اور شرمندہ ہونا اور خدا سے اُس کي معافي چاہنا اور مصمم ارادہ آیندہ اُس کے مرتکب نہونے کا کرنا ہی اور یہہ کیا ہی اُسي قوت تقوی کو کام میں لانا ہی *

مگر (اُس کا نہ لے جانا) بسبب رحمت کے هی تیرے پروردگار سے بے شک اُس کا فضل هی اوپر تیرے بہت بڑا ﴿۸۷﴾

جس طرح کہ انسان کے اور قوی ضعیف اور قوي هوجاتے هیں اسي طرح قوت تقوی بزرگوں کي صحبت اور اعمال نیک اور توجہ الی اللہ اور خوف و رجا سے قوي هوجاتي هی اور قوت فجور نہایت ضعیف اور مضمحل کالمعدوم هوجاتي هی کما قیل —

صحبت صالح ترا صالح کند * صحبت طالح ترا طالح کند

اسي طرح افعال شنیعہ کے اشتغال سے قوت فجور قوي اور قوت تقوی ضعیف اور مضمحل اور بعضي دفعہ کالمعدوم هوجاتي هی نعوذ باللہ منہا *

تقوی اور فجور ایسے امر هیں جو مختلف قوموں اور مختلف مذهبوں میں مختلف طرح پر قرار دیئے جاسکتے هیں مگر ایک امر یعني خدا کے خالق واحد هونے کا یقین ایک ایسا امر هی کہ ادنی تامل میں هر ذي عقل اُس پر یقین کرسکتا هی *

دلایل اور مباحث فلسفي کو علاحدہ رکھو کیونکہ عام لوگوں کي سمجھہ کے قابل نہیں بلکہ ایک سیدھے اور عام امر پر خیال کرو کہ جب کوئي شخص ایک مٹی کے برتن یا ایک مٹي کے کھلونے کو یا ایک پتھر کو کسي جگھہ پڑا هوا یا پتھروں کو بہ ترتیب چنا هوا دیکھتا هی تو فی الفور اُس کے دل میں خیال آتا هی کہ کوئي ان برتنوں اور کھلونوں کا بنانے والا اور اس پتھر کو ڈالنے والا یا پتھروں کو بہ ترتیب چنے والا هی — پس جبکہ هم اس کائنات کو عجیب خوبي اور عمدگي اور عجیب انتظام سے بنا هوا دیکھتے هیں تو ممکن نہیں هی کہ همارے دل میں یہہ خیال نہ آوے کہ اُن کا کوئي بنانے والا هی پس احمق سے احمق از روے فطرت کے وجود ذات باري پر یقین لا سکتا هی اور اُس کي وحدت پر بھي اُس انتظام سے جو کائنات کا هی هر شخص یقین کرسکتا هی — اسي عام سمجھہ کے لایق دلایل کو خدا نے فرمایا " لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا " یعني اگر آسمان و زمین میں کئي خدا هوتے تو تمام انتظام بگڑ جاتا پس تمام انسان کسي فطرت پر پیدا هوئے هوں خدا کے وجود اور اُس کے وحدہ لا شریک لہ ماننے پر مکلف هیں — غرضکہ اس آیت سے ظاهر هوتا هی کہ انسان ایک فطرت پر پیدا هوا هی اور اُسي فطرت کے مطابق عمل کرتا هی *

جب هم یہاں تک پہونچتے هیں تو ایک اور امر خدا کي ذات میں هم کو تسلیم کرنا پڑتا هی جس کو هم اُس کي صفت علم سے تعبیر کرتے هیں کیونکہ کسي صانع نے جو کسي چیز کو بنایا هو اُس کي نسبت یہہ گمان نہیں هوسکتا کہ اُس صنعت کي

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۹۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۱﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ﴿۹۲﴾

حقیقت کو اور اس بات کو کہ اس سے کیا کیا امر ظہور میں آوینگے نجانتا ہو — کیونکہ اگر وہ نجانتا ہو تو اس سے اُس کا بنانا غیر ممکن ہی مثلاً ایک گھڑی ساز قبل بنانے اُس گھڑی کے جانتا ہی کہ اسقدر پرزے اُس میں ہونگے اور وہ پرزے فلاں فلاں کام دینگے — اور اس قدر عرصہ تک وہ گھڑی چلیگی اور اسقدر عرصہ کے بعد بند ہوجائیگی — پس وہ علۃالعلل جس نے انسان کو مع اُس کے قوی اور اُس کی فطرت کے پیدا کیا ہی — بخوبی جانتا ہی کہ یہہ پتلا کیا کیا کریگا اور اسی جاننے کو ہم اُس علۃالعلل کی صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں اور جو کچھہ اُس کے علم میں ہی — ممکن نہیں کہ اُس کے برخلاف وہ پتلا کرسکے *

اس بیان سے یہہ سمجھنا نہ چاہیئے کہ ایسی حالت میں وہ پتلا اس بات پر مجبور ہو جاتا ہی کہ خواہ مخواہ وہی کرے یا وہی کریگا جو اُس علۃالعلل کے علم میں ہی اور اُس کے برخلاف کرنا نا ممکن ہی کیونکہ یہہ بات کہ وہ پتلا کیا کیا کریگا ایک جدا امر ہی اور اس بات کا علم کہ وہ پتلا یہہ یہہ کریگا ایک جدا امر ہی — اُس کے علم سے اُس پتلے کی مجبوری اُس کے افعال میں لازم نہیں آتی — اس کی مثال اس طرح پر بخوبی سمجھہ میں آسکتی ہی کہ فرض کرو — ایک نجومی ایسا کامل ہی کہ جو کچھہ آیندہ کے احکام بتاتا ہی اُس میں سرمو فرق نہیں ہوتا اب اُس نے ایک شخص کی نسبت بتایا کہ وہ ڈوب کر مریگا — اُس کا ڈوب کر مرنا تو ضرور ہی اس لیئے کہ نجومی کا علم واقعی ہی مگر اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ اُس نجومی نے اُس شخص کو ڈوبنے پر مجبور کردیا تھا پس جو علم الہی میں ہی یا یوں کہو کہ جو تقدیر میں ہی وہ ہوگا تو ضرور مگر اُس کے کرنے پر خدا کی طرف سے مجبوری نہیں ہی بلکہ خدا

کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر اکہٹے ہوں انس اور جن اس بات پر کہ لاویں مثل اس قرآن کے نلا سکینگے مثل اس کے اگرچہ ہوویں اُن میں سے بعضے بعضوں کے مددگار (۹۰) اور بیشک ہم نے طرح طرح سے بیان کیا لوگوں کے لیئے اس قرآن میں ہر ایک مثل سے پھر انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر نا شکري سے (۹۱) اور اُنہوں نے کہا ہرگز ہم نمانینگے تجھکو جبتک تو پھاڑکر نکالدے ہمارے لیئے زمین سے ایک چشمہ (۹۲)

کے علم کو اس کے جاننے میں یا تقدیر کو اُس کے ہونے میں مجبوري ہی *

امامؔ احمد بن یحیی المرتضی زیدي نے اپني کتاب ملل و نحل میں لکھا ہی کہ

وقال لعبدالله بن عمر بعض الناس یا ابا عبدالرحمن ان اقواما یزنون ویشربون الخمر ویسرقون و یقتلون النفس و یقولون کان في علم الله فلا نجد بدا منه فغضب ثم قال سبحان الله العظیم قد کان ذلک في علمه انهم یفعلونها ولم یحملهم علم الله علی فعلها حدثني ابي عمر بن الخطاب انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مثل علم الله فیکم کمثل السماء اللتي اظلتکم و الارض التي اقلتکم فکما لاتستطیعون الخروج من السماء والارض کذلک لاتستطیعون الخروج من علم الله و کمالا تحملکم الارض والسماء علی الذنوب کذلک لا یحملکم علم الله علیها۔

عبدالله بن عمر سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمن بعض قوموں کے لوگ زنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور چوري کرتے ہیں اور لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ خدا کے علم میں تھا — ہم کو اُس سے کوئي چارہ نہیں ہی عبدالله بن عمر غصہ ہوئے پھر کہا سبحان الله !! بے شک اُس کے علم میں تھا کہ وہ ایسے کام کرینگے مگر خدا کے علم نے اُن کو اُن کاموں کے کرنے پر مجبور نہیں کیا — مجھہ سے میرے باپ عمر بن خطاب نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو یہہ کہتے سنا کہ علم الهي کي مثال تم میں مانند آسمان کے ہی جس نے تم پر سایہ کر رکھا ہی اور مانند زمین کے ہی جس نے تمکو اُتھا رکھا ہی پس جس طرح تم آسمان و زمین سے باہر نہیں جا سکتے اسي طرح تم خدا کے علم سے باہر نہیں ہو سکتے اور جسطرح آسمان و زمین تم کو گناہوں پر مایل نہیں کرتے اسي طرح خدا کا علم بھي تم کو اُن گناہوں پر مجبور نہیں کرتا *

أو تكون لك جنة من نخيل و عنب فتفجر الانهر خللها
تفجيرا ﴿۹۳﴾ او تسقط السمآء كما زعمت علينا كسفا او تاتى
بالله والملئكة قبيلا ﴿۹۴﴾ او يكون لك بيت من زخرف او
ترقى فى السمآء و لن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا
كتبا نقرؤه قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا رسولا ﴿۹۵﴾
وما منع الناس ان يؤمنوا اذ جآءهم الهدى الا ان قالوا
ابعث الله بشرا رسولا ﴿۹۶﴾ قل لو كان فى الارض ملئكة
يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السمآء ملكا رسولا ﴿۹۷﴾
قل كفى بالله شهيدا بينى و بينكم انه كان بعباده خبيرا
بصيرا ﴿۹۸﴾ و من يهد الله فهو المهتد و من يضلل
فلن تجد لهم اوليآء من دونه و نحشرهم يوم القيمة
على وجوههم عميا و بكما و صما ماوىهم جهنم كلما خبت
زدنهم سعيرا ﴿۹۹﴾ ذلك جزآؤهم بانهم كفروا بايتنا وقالوا
ءاذا كنا عظاما و رفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جديدا ﴿۱۰۰﴾

یا ہووے تیرے لیئے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر تو پہاڑ کو نکالے نہریں اُس کے بیچ میں اچھي طرح پھاڑکر ۹۳ یا تو گرادے آسمان کو جیسا کہ تونے گمان کیا ھی (کہ خدا چاھے تو اُس کو گرادے) ھم پر ٹکرے ٹکرے یا لے آوے تو اللہ کو اور فرشتوں کو آمنے سامنے ۹۴ یا ھو تیرے لیئے ایک گھر سنھري یا تو چڑھ جاوے آسمان میں اور ھرگز ھم نمانینگے تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھئ یہاں تک کہ اوتار لاوے تو ھم پر ایک کتاب کہ پڑھ لیں ھم اُس کو کہدے (اے پیغمبر) پاک ھیٔ میرا پروردگار نہیں ھوں میں مگر ایک آدمئ بھیجا ھوا (یعني رسول) ۹۵ اور نہیں منع کیا آدمیوں کو اسبات سۓ کہ ایمان لائیں جبکہ آئي اُن کے پاس ھدایت مگر یہہ کہ انہوں نے کہا کہ کیا بھیجا اللہ نے ایک آدمي کو رسول کرکے ۹۶ کہدے (اے پیغمبر) اگر ھوتے زمین میں فرشتے (اُسپر) چلتے (اُس میں) رھتے تو البتہ ھم بھیجتے اُن پر آسمان سے فرشتہ رسول کرکے ۹۷ کہدے (اے پیغمبر) کافي ھی اللہ گواہ درمیان ھمارے اور درمیان تمہارے بے شک وہ ھی اپنے بندوں کي خبر رکھنے والا دیکھنے والا ۹۸ اور جسکو ھدایت کرے اللہ پھر وھي ھی ھدایت پانے والا اور جسکو گمراہ کرے پھر نہیں پانے کا تو اُن کے لیئے دوست اُس کے (یعنئ خدا کے) سوا اور اٹھاوینگے ھم اُن کو اپنے مونہوں پر پڑے ھوئے اندھے اور گونگے اور بہرے — اُن کي جگہہ ھیٔ جہنم جب وہ بجھنے لگے زیادہ کرینگے ھم اُنپر دھکنے کو ۹۹ یہہ ھیٔ سزا اُنکئ بسبب اس کے کہ انہوں نے کفر کیا ھمارئ نشانیوں سے اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ھم ھوجاوینگے ھڈیاں اور گلي ھوئي کیا ھم البتہ اُٹھائے جاوینگے ایک نئي پیدایش میں ۱۰۰

أو لم يروا أن الله الذي خلق السموات والارض قادر
على أن يخلق مثلهم وجعل لهم اجلا لا ريب فيه فأبى
الظلمون إلا كفورا (١٠١) قل لو انتم تملكون خزائن رحمة
ربي إذا لأمسكتم خشية الانفاق وكان الانسان قتورا (١٠٢)
ولقد اتينا موسى تسع ايت بينت فسئل بني اسراءيل
أن جاءهم فقال له فرعون إني لأظنك يموسى
مسحورا (١٠٣) قال لقد علمت ما أنزل هؤلاء إلا رب
السموت والارض بصائر وإني لأظنك يفرعون مثبورا (١٠٤)
فأراد أن يستفزهم من الارض فأغرقنه ومن معه
جميعا (١٠٥) وقلنا من بعده لبني اسراءيل اسكنوا الارض
فإذا جاء وعد الاخرة جئنا بكم لفيفا وبالحق أنزلنه
وبالحق نزل وما أرسلنك إلا مبشرا ونذيرا (١٠٦)
وقرانا فرقنه لتقرأه على الناس على مكث ونزلنه
تنزيلا (١٠٧) قل امنوا به أو لا تؤمنوا إن الذين أوتوا العلم

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ وہ ھیؔ جس نے پیدا کیا آسمانوںؔ کو اور زمین کو قدرت رکھتا ھی اسبات پر کہ پیدا کرے مثل اُن کے اور کي ھی اُس نے اُن کے لیئے ایک میعاد نہیں شک اُس میں پھر انکار کیا ظالموں نے مگر نا شکري سے (۱۰۱) کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم مالک ھوتے میرے پروردگار کي رحمت کے خزانوں کے اُسوقت البتہ تم کنجوسي کرتے خوف خرچ ھو جانے کے سے اور ھی انسان تنگي کرنے والا (۱۰۲) اور بے شک ھم نے دیں موسی کو نو نشانیاں ظاھر پھر پوچھہ بني اسرائیلؔ سے جبکہ وہ آیا اُن کے پاس تو اُس سے کہا فرعون نے کہ بے شک میں گمان کرتا ھوں تجھکو اے موسی جادو کیا ھوا (۱۰۳). موسی نے کہا کہ بے شک تونے جان لیا کہ نہیں بھیجا ھی ان نشانیوں کو مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دکھلائي دینے والي اور بیشک میں گمان کرتا ھوں اے فرعون تجھکو بھلائي سے پھرا ھوا (۱۰۴) پھر ارادہ کیا فرعون نے کہ نکالدے اُن کو زمین سے پھر ڈبودیا ھم نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھہ تھے سب کو (۱۰۵) اور ھم نے کہا اس کے بعد بني اسرائیلؔ کو کہ آباد ھو اُس زمین پر پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا تو لے آوینگے ھم تمکو اکھٹا کرکو اور ھم نے اُس کو (یعني قرآنؔ کو) اُتارا ھی برحق اور اُترا ھی برحق اور ھم نے تجھکو نہیں بھیجا مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (۱۰۶) اور قرآن ھمنے اُس کو ٹکرے ٹکرے بھیجا ھی تو کہ پڑھے تو اُس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہرکو (یعني وقتا فوقتا) اور ھم نے اُس کو اُتارا ھی ٹکرے ٹکرے کرکے اُتارنا (۱۰۷) کہدے (اے پیغمبر) ایمان لاؤ اُس پر یا تم نہ ایمان لاؤ بے شک وہ لوگ جن کو دیا گیا ھی علم

من قبله اذا يتلى عليهم يخرون للاذقان سجدا

و يقولون سبحن ربنا إن كان وعد ربنا لمفعولا ﴿١٠٨﴾

و يخرون للاذقان يبكون و يزيدهم خشوعا ﴿١٠٩﴾ قل

ادعوا الله او ادعوا الرحمن ايا ما تدعوا فله الاسماء

الحسنى ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين

ذلك سبيلا ﴿١١٠﴾ و قل الحمد لله الذي لم يتخذ و لدا

و لم يكن له شريك في الملك و لم يكن له ولي من الذل

و كبره تكبيرا ﴿١١١﴾

اُس کے پہلے سے جس وقت کہ پڑھا جاویگا اُن پر گر پڑینگے اپنی تھوڑیوں (یعني مونهہ) کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہینگے کہ پاک هی همارا پروردگار بے شک هی وعدہ همارے پروردگار کا البتہ مقدور کیا گیا ۱۰۸ اور گر پڑینگے تھوڑیوں (یعني مونهہ) کے بل روتے هوئے اور زیادہ کریگا اور عاجزي کرنا ۱۰۹ کہدے (اے پیغمبر) کہ پکارو اللہ کو یا پکارو رحمن کو جس نام سے کہ تم پکارو پھر اُس کے لیئے هیں نام بہت اچھے اور نہ پکار کر پڑہ اپني نماز کو اور نہ آهستہ پڑہ اُس کو اور ڈھونڈہ اُس کے درمیان میں طریقہ ۱۱۰ اور کہہ سب تعریف هی اللہ کے لیئے جس نے نہیں پکڑا کسیکو بیٹا اور نہیں هی اُس کے لیئے کوئی شریک بادشاهت میں اور نہیں هی اُس کے لیئے کوئی مددگار بسبب عاجزي کے اور بڑائي کر اُس کي بڑائي کرنا ۱۱۱

جلد ششم تمام هوئي